إن من الشعر لحكماً

أشعار العرب

في العلم والأخلاق والأدب

جمع وترتيب

مفتی حکیم احمد حسن خان ٹونکیؒ

سابق مفتی شہر، جے پور

ترجمہ وتخریج

عبید اللہ ندوی

علامہ حیدر حسن خان اکیڈمی

أشعار العرب

في العلم والأخلاق والأدب

جمع وترتیب

حضرت مفتی حکیم احمد حسن خان ٹونکیؒ

سابق قاضئ عدالت شرع شریف ٹونک وسابق مفتئ شہر جے پور

ترجمہ وتخریج

عبید اللہ رحمانی جے پوری ندوی

متعلم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

زیر نگرانی

مولانا عبد الرشید ندوی مد ظلہ العالی

استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

علامہ حیدر حسن خان اکیڈمی

نام کتاب	اشعار العرب فی العلم والاخلاق والادب
جمع وترتیب	حضرت مفتی حکیم احمد حسن خان ٹونکیؒ
ترجمہ و تخریج	عبید اللہ ندوی (9667515939)
بحکم	مفتی محمد ذاکر نعمانی دامت برکاتہم
زیر نگرانی	مولانا عبد الرشید ندوی مدظلہ العالی
ناشر	علامہ حیدر حسن خان اکیڈمی
کمپوزنگ وسیٹنگ	عبید اللہ ندوی
صفحات	۱۲۴
تعداد	۱۵۰۰/
سنِ اشاعت	۱۴۴۶ھ–۲۰۲۴ء
قیمت	۳۰۰/

علامہ حیدر حسن خان اکیڈمی

مسجد بھرے حکیم، ٹھاکر پچیور کا راستہ، رام گنج بازار، جے پور-۳۰۲۰۰۳-راجستھان۔

موبائل نمبر: 9351679402 -91+. ای میل: mzakirjaipur@gmail.com

ملنے کا پتہ

دار المطالعہ فاروقیہ جے پور	9587379577
مکتبۂ احسان لکھنؤ	9335982413
مکتبۂ شباب لکھنؤ	9198621671

فہرستِ مضامین

مقدمہ

از حضرت مولانا بلال عبد الحی حسنی ندوی

ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ریاستِ ٹونک ایک علم دوست اور دین پسند ریاست رہی ہے، نواب امیر الدولہ مرحوم اور پھر ان کے فرزند نواب وزیر الدولہ مرحوم کا امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ سے جو گہرا تعلق رہا، اس کے نتیجہ میں پوری ریاست میں علم ودین کا چرچا رہا، ریاست ختم ہو جانے کے بعد بھی یہاں بڑے بڑے اصحابِ علم وادب پیدا ہوتے رہے، علامہ حیدر حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کو اخیر دور میں بڑی شہرت ملی، ان کے بڑے بھائی علامہ محمود حسن خاں ٹونکی اپنے وقت کے بڑے مؤرخ وادیب اور مصنف تھے، ان کی کتاب ''معجم المصنفین'' اگر رہ جاتی تو کتب خانوں کی دنیا میں ایک یادگار کتاب ہوتی، افسوس کہ زمانہ کے دست برد سے وہ محفوظ نہ رہ سکی۔

حضرت مولانا حیدر حسن خاں صاحبؒ خاتم المحدثین علامہ حسین بن محسن انصاری یمانی کے جلیل القدر شاگرد تھے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مجازِ بیعت وارشاد اور علمائے قدیم کی یادگار تھے، طویل مدت وہ دار العلوم ندوۃ العلماء میں شیخ الحدیث رہے اور ایک مدت تک اہتمام کا منصب بھی سنبھالا، اسی دور کے ان کے شاگردوں میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ اور محدث جلیل مولانا عبد الرشید نعمانیؒ بھی ہیں۔

مولانا اخیر دور میں سبک دوش ہو کر ٹونک تشریف لے گئے اور وہاں بھی درس وافادہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہاں اس وقت مولانا سے استفادہ کرنے والوں میں حضرت حکیم احمد حسن صاحب بھی

تھے، جن کو اللہ تعالیٰ نے عمر طویل عطا فرمائی اور اخیر دور میں ان کی حیثیت "المسند المعمر" کی تھی، عرب وعجم کے علماء ان سے سند لینا فخر سمجھتے تھے۔

مولانا نے سو سال سے زیادہ عمر پائی، وہ عالم بھی تھے، قاضی اور مفتی بھی، حکیم بھی تھے اور اس کے ساتھ تصنیف کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ پیش نظر کتاب شعرائے عرب کے اشعار کا بہترین انتخاب ہے جن کا تعلق علم اور اخلاق وآداب سے ہے، اس حیثیت سے یہ ادب کا بھی شاہکار ہے اور اس کے ساتھ علم واخلاق کے جواہر پارے بھی یہاں ملتے ہیں۔ یہ کتاب پہلے بھی طبع ہو کر منظر عام پر آچکی تھی، لیکن خوشی کی بات ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے منتہی درجہ کے ایک طالب علم عزیزی مولوی عبید اللہ رحمانی ندوی نے اس کتاب کی تحقیق ومراجعت کا کام کیا، اشعار کا ترجمہ کیا اور ایک بہترین قالب میں اب وہ اشاعت کے لیے تیار ہے۔ میں اس پر عزیز موصوف کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک مفید علمی کام انجام دیا۔ محب گرامی مولانا مفتی محمد ذاکر نعمانی صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے عزیز موصوف کو اس کام پر لگایا اور محب عزیز مولانا عبد الرشید راجستھانی بھی شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں کہ پورا کام انہی کی زیر نگرانی انجام پایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے، مفید بنائے اور مصنف، محقق ومترجم اور تمام حصہ لینے والوں کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

بلال عبد الحی حسنی ندوی

مرکز الامام أبي الحسن الندوی دارِ عرفات

تکیہ کلاں - رائے بریلی

پیش لفظ

از جناب مولانا محمد علاء الدین ندوی
عمید کلیۃ اللغۃ العربیۃ، دار العلوم ندوۃ العلماء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً أما بعد:

"أشعار العرب في العلم والأخلاق والأدب" حضرت حکیم مفتی احمد حسن خان ٹونکیؒ کا مرتب کردہ رسالہ ہے، جو ۴۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور تعلیم وتربیت، علم و اخلاق اور ادب وحکمت کے گوناگوں موضوعات پر مشتمل ہے، اس مجموعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب مفتی صاحب نے شعر وادب کا صاف ستھرا اور لطیف ذوق پایا تھا۔

یہ مجموعہ عربی زبان وادب کے شناساؤں کے لیے تو مفید تھا ہی، لیکن اس کے افادے کو عام اور وسیع تر کرنے کے لیے عزیزم مولانا عبید اللہ رحمانی ندوی نے اردو داں حلقہ تک پہنچانے کا ایسا عزم وحوصلہ دکھایا کہ ۴۸ صفحات کے رسالے کو ۲۲۴ صفحات میں پیش کر دیا ہے۔

اپنی اس پیش کش میں آپ نے اشعار کا اردو میں مطلب خیز اور سلیس ترجمہ، شخصیات کا عربی میں جامع تعارف، اشعار کے حوالجات، احادیث کی تخریج، مآخذ ومصادر کی لمبی فہرست اور ضروری تحقیقی منہج اپنا کر رسالہ کو زیادہ معنی خیز، قیمتی اور مفید بنایا ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ یہ علمی انداز کا کام موصوف نے اپنے استاذ مکرم مولانا عبد الرشید راجستھانی، استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء کی نگرانی میں کیا ہے، مولانا کی نظر عربی زبان وادب میں خود بھی گہری ہے اور طلبہ کے اندر گہرائی پیدا کرنے کا ہنر بھی بہتر جانتے ہیں، ان کی

نگرانی سے کتاب کی افادیت کے ساتھ ساتھ اس کی ثقاہت میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔

میں کتاب کے مترجم وشارح اور اس کے محشی کی کاوش، لگن، محنت اور عربی شاعری کی اس خدمت کو سراہتا ہوں، اور دعا گو ہوں کہ اللہ اسے طلبۂ مدارس کے لیے مفید بنائے اور مترجم کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

مخلص

محمد علاء الدین ندوی

عمید کلیۃ اللغۃ العربیۃ وآدابہا

دار العلوم ندوۃ العلماء

۲۰۲۴/۱۱/۹

تقریظ

بقلم: جناب ڈاکٹر محمد اکرم ندوی

آکسفورڈ، برطانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا حکیم مفتی احمد حسن خان صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ راسخ العلم مفتی وفقیہ اور عالی سند محدث تھے، انہیں علامہ حیدر حسن خان ٹونکیؒ مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء سے خصوصی تلمذ تھا، مفتی صاحب کے فتاوی شائع ہو چکے ہیں جو ان کی فقہی دقیقہ رسی، حالات فہمی اور عام مسلمانوں کے تئیں ان کے جذبۂ تیسیر وخیر خواہی کے شاہد عدل ہیں، ان فتاوی کی ایک جلد پر میرا ابھی پیش لفظ ہے، نیز مفتی صاحب سے مجھے اجازت حاصل ہے، اور میری کتاب (الجامع المعین فی طبقات الشیوخ المتقنین والمجیزین المسندین) میں ان کے سوانحی اور علمی کوائف درج ہیں۔

مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے مواعظ وحِکَم پر مشتمل منتخب عربی اشعار کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، جسے محب مکرم جناب مفتی محمد ذاکر نعمانی جے پوری صاحب مد ظلہ نے آپ ہی کی حیات میں طبع کروایا تھا[۱]، عربی ادب میں اخلاقی شاعری کو ایک بلند مقام حاصل ہے، اس میں شعراء اپنی شاعری کے ذریعے زندگی کے اصول، انسانی اقدار اور اخلاقیات کا درس دیتے ہیں، ان نظموں میں سچائی، انصاف، بھائی چارہ، رحم دلی اور خدا کی محبت جیسے موضوعات کو بیان کیا جاتا ہے، اس طرح کی شاعری کا مقصد نہ صرف دل ودماغ کو روشن کرنا ہوتا ہے بلکہ انسانی کردار کی تعمیر اور معاشرتی اصلاح بھی ہوتی ہے، عربوں کی شاعری کے متعلق خواجہ الطاف حسین حالی نے مسدس میں کتنی دل آویز ومبنی بر حقیقت بات کہی ہے:

---

۱ کتاب کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۹ء میں جناب مفتی محمد ذاکر صاحب نعمانی کے اہتمام کے ساتھ مرتبِ کتاب کے صرفہ سے شائع ہوا۔ (مترجم)

ادب میں پڑی جان ان کی زباں سے ۔۔۔ جِلا دین نے پائی تھی ان کے بیاں سے
سناں کے لیے کام انھوں نے لساں سے ۔۔۔ زبانوں کے کوچے تھے بڑھ کر سناں سے
ہوئے ان کے شعروں سے اخلاق صیقل ۔۔۔ پڑی ان کے خطبوں سے عالم میں ہل چل

معتبر اور سنجیدہ شعراء کے کلام پر مشتمل یہ انتخاب جناب مفتی احمد حسن خان صاحب علیہ الرحمۃ کے حسنِ ذوق اور مربیانہ حِس کا آئینہ دار ہے، اس مجموعہ کا تعارف کراتے ہوئے حضرت مرتب لکھتے ہیں:

"یہ مجموعہ علم، اخلاق وآداب پر مشتمل عرب شعراء کے کلام کا انتخاب ہے، جس کو میں نے متقدمین ومتاخرین کے کلام سے اس غرض سے اخذ کیا ہے کہ طلبہ، واعظین اور تربیت اسلامی کے میدان میں کام کرنے والے حضرات کو اس سے فائدہ ہو"[۲]۔

اس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ان اشعار سے اردو داں طبقہ بھی مستفید ہو، شعری وادبی کلام کا ترجمہ آسان نہیں، مولوی عبید اللہ ندوی جے پوری نے یہ مشکل کام اپنے ذمہ لیا، اور مختصر عرصہ میں اس مجموعہ کا اردو ترجمہ تیار کر دیا، ساتھ ہی ان شعار کے مآخذ کا حوالہ فراہم کر کے اس مجموعہ کو اور قیمتی بنا دیا، اس کام کی نگرانی مولانا عبد الرشید ندوی راجستھانی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء نے فرمائی، جس سے اس ترجمہ کا اعتبار بڑھ جاتا ہے۔

ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے، زبان میں سادگی اور روانی ہے، امید ہے کہ اردو داں قارئین اس مجموعہ کی جدید اشاعت سے مستفید ہوں گے، اس میں مندرج اشعار سے ان کی عقل وفہم کو بالیدگی ملے گی، دلوں پر پاکیزہ کیفیات طاری ہوں گی، اور وہ نئے احساسات وخیالات سے روشناس ہوں گے۔

---

۲ ص/۳۳

قول فیصل

از جناب مولانا فیصل احمد بھٹکلی ندوی
استاذ تفسیر وحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاعری دراصل صالح مقصد ہی کے لیے وجود میں آئی ہے، اگرچہ زیادہ تر اس کا استعمال تعمیرِ حیات کے بجائے تخریبِ اخلاق کے لیے ہوتا ہے۔ تاہم ہر زبان میں حکیمانہ اور شریفانہ شاعری کا خاصا ذخیرہ موجود ہے، اور اس سے ہمیشہ تہذیبِ نفس، تربیتِ اخلاق اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے کام لیا جاتا رہا ہے۔ عربی شاعری خاص طور پر حکیمانہ اور سبق آموز شاعری سے مالا مال ہے۔

ہمارے زمانے کے ایک بڑے عالم اور مفتی (علوِّ اسناد کی وجہ سے اخیر عمر میں جن کی عالمِ عرب میں بڑی شہرت تھی) حضرت مولانا مفتی حکیم احمد حسن خان ٹونکی (وفات:۱۴۳۸ھ/۲۰۱۶ء) نے اس طرح کے اشعار کا ایک عمدہ انتخاب "أشعار العرب في العلم والأخلاق والأدب" کے نام سے شائع کیا تھا۔ یہ ایک جامع انتخاب ہے۔ اس سے ایک طرف جہاں مفتی صاحب کا حسنِ انتخاب آشکارا ہوتا ہے، دوسری طرف مفتی صاحب کی وسعتِ مطالعہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

بہترین انتخاب مشکل ترین کام ہے۔ عربی شاعری کا سب سے مشہور اور بے نظیر انتخاب ابو تمام کا دیوان الحماسہ ہے، ابو تمام کا شمار اپنے زمانے کے سب سے بڑے شعراء میں ہوتا ہے، تاہم کہا گیا ہے: "إن أبا تمام في اختياره الحماسة أشعر منه في شعره" (یعنی ابو تمام کا شاعرانہ کمال ان کی شاعری سے زیادہ ان کے انتخاب "حماسہ" سے ظاہر ہوتا ہے)

مفتی صاحب کے اس انتخاب کی علمی حیثیت کا فیصلہ تو ناقدین کا کام ہے، لیکن اس کی معنوی و عملی حیثیت کا اندازہ کوئی بھی کر سکتا ہے۔

اس کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر بعض اہلِ علم کو خیال پیدا ہوا کہ ان اشعار کے معانی ومفاہیم کو اردو داں حلقے تک پہنچایا جائے۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ بھی ان کے سامنے رہا ہو کہ مدارس کے وہ طلبہ جن کی عربی صلاحیت میں پختگی نہ ہو وہ ان اشعار کے صحیح مفہوم سے آشنا ہو کر ان کے مطابق چل سکیں۔

بہر صورت برادر عزیز القدر مولوی عبید اللہ ندوی جے پوری نے یہ کام خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر انہوں نے جو تحقیقی کام کیا ہے وہ نہایت قابلِ قدر ہے۔

- اولاً: مفتی صاحب نے بہت سی جگہوں پر شاعر کا نام نہیں لکھا؛ "قال أحد"، "قال آخر"، "قال شاعر"، "یا للہ در القائل"، اسی طرح ذکر کیا ہے۔ برادر عزیز نے پوری تلاش اور تحقیق کے ساتھ اصل قائل کو تلاش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔
- ثانیاً: یہ شعر کن کن قدیم مصادر میں آیا ہے، اور کس کس کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے، وہ سب درج کیا ہے۔
- ثالثاً: ان شعراء کا مختصر تعارف مصادر کی نشان دہی کے ساتھ کیا ہے۔
- رابعاً: شعری روایت کے اختلاف کو بھی حاشیے میں درج کیا ہے۔
- خامساً: سابقہ ایڈیشن میں نقل یا طباعت کی جو اغلاط در آئی تھیں، ان کی اصلاح کی ہے۔

اس طرح ایک بہت عمدہ تحقیق کے ساتھ یہ مجموعہ اب آپ کے سامنے آرہا ہے۔

برادر عزیز کو ہم عرصے سے جانتے ہیں، وہ ایک ستھرا تحقیقی ذوق رکھتے ہیں۔ ایسا عمدہ ذوق جو آج ہمارے طلبۂ مدارس میں خال خال نظر آتا ہے۔ اس لیے اگر ان سے تحقیقی کام لیا جائے تو یہ ملت کے لیے بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس کتاب سے بھی اس کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ہم اس تحقیقی کام پر ان کو مبارک باد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کو خوب علمی وعملی ترقی عطا فرمائے، اور ملک وملت کے لیے مفید سے مفید تر بنائے۔

فیصل احمد ندوی

استاذِ حدیث وتفسیر

دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۱۸/ ۵/ ۱۴۴۶ھ

مطابق ۲۱/ ۱۱/ ۲۰۲۴ء

تائید و توثیق

از جناب مولانا عبد الرشید ندوی

استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

الحمد لله رب العالمين، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له.

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، اللهم صلّ على محمدٍ وعلى آله وصحبه وسلّم تسليمًا كثيرًا.

اہل عرب کے اشعار کا مقام و مرتبہ اور ان کی علمی و ادبی حیثیت ہمیشہ سے مسلم رہی ہے۔ ان اشعار میں عربوں کے فکری نظریات، اخلاقی اقدار، اور حکمت کے نایاب اصول پوشیدہ ہیں۔ ہر شعر میں ایک حکمت بھرا پیغام اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی موجود ہے۔ اشعار عرب دیوانِ حکمت اور علم کی ایک ایسی نادر صورت ہیں جو قاری کو محض ادب سے نہیں بلکہ زندگی کے اسرار و رموز سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ ان اشعار میں وہ دانش اور فہم و بصیرت کی چمک ہے جو نسلوں کو رہنمائی اور فکری بصیرت عطا کرتی ہے۔

عربی ادب کے فن پاروں کا انتخاب کرنا ہمیشہ سے ایک عظیم کام سمجھا جاتا رہا ہے، کیوں کہ انتخاب خود بہت گہرے علم، وسیع مطالعہ اور بہترین بصیرت کا متقاضی ہے۔ جیسے کہ ماضی میں ابو تمام اور دیگر بڑے شعراء اور ادباء نے بہترین انتخاب کر کے عربی شاعری کو ایک نیا رنگ اور مقام بخشا۔ ان کے کام نے عربی ادب کو نئی بلندیوں تک پہنچایا اور اس کے ادبی خزانے میں اضافہ کیا۔

حضرت مفتی احمد حسن صاحب ٹونکیؒ نے عربی اشعار کے انتخاب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ ان کا انتخاب اس قدر جامع اور مربوط ہے کہ اس میں ہر شعر ایک علم و حکمت کا خزانہ بن کر قاری کے سامنے آتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے مختلف موضوعات

کے تحت اشعار کو مرتب کیا، جیسے کہ توحید ورسالت، تعلیم و تعلم، اصول صحت، قضاء وقدر، زہد واستغناء، ودیگر اخلاق و آداب۔ اشعار کا یہ انتخاب ان کی علمی گہرائی، دینی بصیرت، اور ادبی ذوق کا غماز ہے۔

حضرت مفتی احمد حسن صاحب ٹونکیؒ علم و معرفت، فہم و فراست، اور حکمت و دانش کی ایک جامع شخصیت تھے۔ آپ ایک طرف باکمال فقیہ تھے، تو دوسری طرف ماہر حکیم اور معالج بھی۔ آپ کی علمی خدمات اور فتاویٰ نے آپ کو علمی حلقوں میں ممتاز مقام دلایا۔

آپ کے فتاویٰ میں گہرائی، حکمت، اور تعمق کی مثال ملتی ہے، جہاں روح شریعت اور زمانے کے حالات کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔ آپ کی سوچ اور بصیرت نے شریعت کے اصولوں کو عصر حاضر کے مسائل کے ساتھ ہم آہنگ کیا، جو آپ کی علمی قابلیت کا ثبوت ہے۔ حضرت مفتی احمد حسن صاحب ٹونکیؒ کی خدمات قابل تقلید ہیں۔

اس اہم انتخاب کا اردو میں ترجمہ ایک مفید اور لائق ستائش کام ہے تاکہ اردو زبان کے قارئین بھی اس علمی خزانے سے مستفید ہو سکیں۔ مولوی عبید اللہ صاحب ندوی نے اس ذمہ داری کو بڑی محنت، قربانی اور سعادت مندی کے جذبہ سے انجام دیا ہے۔ انہوں نے اشعار کی اصل روح کو برقرار رکھتے ہوئے ان کا ترجمہ کیا، تاکہ اردو قارئین کو عربی ادب کی اسی حلاوت اور حسن کا احساس ہو سکے۔ ان کا یہ کام نہ صرف اردو زبان میں اضافے کا باعث ہے بلکہ اس کی مدد سے عربی ادب کی شیرینی اور گہرائی بھی واضح ہوتی ہے۔

میں نے خود اس ترجمے کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور اس میں جو کمی بیشیاں تھیں، ان کی نشاندہی کی۔ مولوی عبید اللہ صاحب ندوی نے ان غلطیوں کو درست کیا اور اصلاح کی، جس سے ترجمہ مزید نکھر گیا ہے۔ انہوں نے نہایت عرق ریزی سے ہر شعر کا مفہوم آسان زبان میں منتقل کرنے کی کوشش

کی ہے تاکہ ہر قاری کو اشعار کی اصل روح سمجھ میں آسکے۔ ان کی اس محنت اور اخلاص پر دل سے تعریف کرتا ہوں اور ان کی ترقی کی دعا کرتا ہوں۔

یہ علمی خزانہ ہم تک پہنچانے میں حضرت مفتی محمد ذاکر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ان کی شخصیت راجستھان اور خصوصاً جے پور کے علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے استاد حضرت مفتی احمد حسن صاحب ٹونکیؒ سے عقیدت اور محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اس مجموعے کو عوام الناس تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کی۔ ان کی محنت اور مسلسل کوششوں کی بدولت یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ ان کی یہ وفاداری، علمی خدمت اور محنت نہایت قابلِ ستائش ہے۔

میں اس مجموعے اور اس کے ترجمے کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ یہ علمی خزانہ اردو ادب کے قارئین کے لیے فکری بالیدگی اور علم وحکمت کے میدان میں رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہو اور آنے والی نسلیں اس سے مستفید ہوں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين وصلى الله وسلم على محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

عرض ناشر

استاذِ محترم حضرت مولانا حکیم مفتی احمد حسن خان صاحب ٹونکیؒ کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، آپ ایک تجربہ کار مفتی، عالی سند محدث اور بلند پایہ مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ خالص ادبی ذوق بھی رکھتے تھے، مطالعہ کا بھی عمدہ ذوق پایا تھا، دورانِ مطالعہ اہم چیزیں نوٹ کرلیا کرتے تھے، اسی طرح جو بھی اشعار آپ کو پسند آتے ان کو قلم بند کرلیا کرتے تھے اس طرح اشعار کا ایک مجموعہ تیار ہوگیا جو ایک طرف اسلامی اخلاق کا عکس جمیل ہے تو دوسری طرف حکیمانہ باتوں پر مشتمل ہے، جو ایک طرف علمِ دین میں مہارتِ تامہ پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے تو دوسری طرف اپنی شخصیت کو اخلاقِ حمیدہ کے زیور سے آراستہ کرنے پر ابھارتا ہے۔

ایک طویل عرصے سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس رسالے کو تحقیق و تصحیح اور ترجمہ کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ عوام وخواص یکساں طور پر اس سے مستفید ہوسکیں۔

چنانچہ محبِ گرامی جناب مولانا عبد الرشید صاحب ندوی، استاذِ حدیث وعلوم حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء سے مشاورت سے اس اہم کام کے لیے نظرِ انتخاب عزیزِ گرامی مولوی عبید اللہ ندوی جے پوری پر پڑی، موصوف نے مولانا عبد الرشید صاحب ندوی کی نگرانی میں اس کام کو بڑی عرق ریزی اور دقتِ نظری کے ساتھ انجام دیا، حق تو یہ کہ اس رسالے کا حق ادا کردیا، جو موصوف کے تحقیقی اور تصنیفی ذوق کی ایک بیّن دلیل ہے، موصوف نے اشعار پر اعراب لگائے اور بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ سلیس ترجمہ بھی کیا ہے، جس میں الفاظ کی دلکشی اور عبارت کی روانی نمایاں طور پر نظر آتی ہے، موصوف نے حوالہ جات کا بھی خاص طور پر اہتمام کیا اور شعراء کا تعارف بھی اس میں پیش کیا جس سے کتاب کی اہمیت وافادیت دوبالا ہوگئی ہے۔

بڑی مسرت وشادمانی کا موقع ہے کہ "حیدر حسن خان ٹونکی اکیڈمی" جو کہ حضرت مفتی حکیم احمد حسن خان صاحب ٹونکیؒ کے استاذ جلیل، باکمال محدث وفقیہ علامہ حیدر حسن خان صاحب ٹونکیؒ سے منسوب ہے، اس کتاب کے ذریعہ سلسلۂ مطبوعات کا آغاز کرنے جارہی ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مرتب کے درجات بلند فرمائے، مترجم کو مزید علمی ترقیات سے نوازے، اور اس کتاب کو قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

۱۸/ جمادی الأول ۱۴۴۶ھ
مطابق ۲۱/ نومبر/ ۲۰۲۴ء

محمد ذاکر جے پوری
دار الافتاء، جے پور

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ لله الذي علّم بالقلم، علّم الإنسانَ مالم يعلم، والصلاةُ والسّلامُ على من بُعِث إلى جميع الأمم، وأوتي فصلَ الحكم، وجوامعَ الكَلِم، وعلى آله وصحبه أولي التقوى والكَرَم، ذوي الأقدار والهِمَم، ومن تبعهم ونهج منهجهم فعلِم وعلّم أو تعلّم؛ أما بعد:

غارِ حراء میں "إقرأ" کے حکم الٰہی کے نزول اور " قيدوا العلم بالكتاب "، "طلب العلم فريضة على كل مسلم" اوراس جیسے فرامین نبوی سے دنیا میں علم ومعرفت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور علوم وفنون کا ایک لامتناہی سلسلہ وجود پذیر ہوا، اور جس وقت پوری دنیا جہالت وضلالت کی تاریکی میں بھٹک رہی تھی اس وقت ملت اسلامیہ نے ہر علمی وثقافتی میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے، کتب خانوں سے دنیا کو روشناس کرایا، اور حصول علم کی راہ میں ایسی ایسی قربانیاں پیش کیں کہ جن کی مثال ملنا مشکل ہے۔

متنبی کے ایک شعر کا مصرع ہے: "وخير جليس في الزمان كتاب" کہ زمانہ میں بہترین ہم نشین کتاب ہے، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اچھی کتاب اپنے قاری کے لیے ایسے دوست کی حیثیت رکھتی ہے جو اُس کو کبھی تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیتی ہے، نہ اکتاہٹ کو اس کے قریب پھٹکنے دیتی ہے۔ یہ ایک ایسے ہم سفر کی مانند ہے جو اپنے ساتھی کو دور دراز کے علاقوں اور شہروں کی سیر کرادیتی ہے۔ علم دوستی اور مطالعۂ کتب متعدد افکار و نظریات اور متنوع تجربات سے واقفیت کا ذریعہ ہے۔ کتابوں سے وابستگی کی نعمت کا کسی کو ادراک ہو جائے تو اس کے لیے بغیر مطالعہ کے زندگی گزارنا دشوار ہو جاتا ہے۔

حضرت مفتی احمد حسن صاحب ٹونکیؒ میں کتابوں سے حد درجہ عقیدت، والہانہ تعلق، شوقِ مطالعہ، کتابیں جمع کرنے کا شوق، اپنے ذاتی کتب خانے (جو بے شمار مخطوطات ونوادرات پر مشتمل ہے) کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی جستجو نمایاں رہی ہے، اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ اس سلسلے میں وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ یہی ان کا اوڑھنا بچھونا اور اسی میں وہ اپنے دن رات بِتاتے تھے۔

پیشِ نظر اشعار کا مجموعہ بھی کتبِ تفسیر و حدیث، سیرت و تاریخ، فقہ و فتاوی، شعر وادب، طب و حکمت کے دورانِ مطالعہ نقل کیے گئے اشعار پر مشتمل ہے۔

میں مکرمی استاذ گرامی قدر جناب مفتی محمد ذاکر صاحب نعمانی جے پوری دامت برکاتہم (حضرت مفتی احمد حسن صاحب ٹونکیؒ کے علوم کے وارث وامین و حقیقی جانشین، استاذ حدیث وفقہ جامعۃ الہدایہ جے پور، و مفتیٔ شہر جے پور) کا رہین منت ہوں کہ موصوف نے مجھے یہ کتاب ترجمہ کے لیے عنایت کی، اور برابر حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ اور مرتبِ کتاب کے احوال و کوائف تحریر فرما کر کتاب کی زینت میں اضافہ کیا۔ دراصل آپ ہی کی ذرہ نوازیوں و کرم فرمائیوں اور توجہات کا نتیجہ ہے کہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ سکا۔ اللہ تعالی آں محترم کا سایۂ عاطفت ہم پر تادیر قائم رکھے اور ہمیں قدر دانی کے ساتھ استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتاب کے پہلے ایڈیشن میں طباعت کی کافی غلطیاں محسوس ہوئیں، لہذا متن کی تحقیق و تصحیح کا اہتمام کیا گیا، اور اس دوران صاحب اسلوب ادیب ابو عثمان عمرو بن بحر جاحظ کے قول: "ولربما أراد مؤلف الكتاب أن يصلح تصحيفاً أو كلمةً ساقطةً ، فيكونُ إنشاءُ عشرِ۔ وَرَقاتٍ من حُرِّ اللَّفظِ وشريفِ المعنى أيسرُ عليه من إتمام ذلك النقص حتى يَرُدّه إلى موضعه من اتصال الكلام" اور مشہور محقق و محدث شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ کے قول: "أن تحقيق النصوص كثيراً ما يكون أشقّ من التأليف المستأنف الجديد" کی وقعت معلوم ہوئی۔ اعراب و تشکیل کا بھی التزام کیا گیا ہے، ترجمہ الفاظ سے قریب تر ہے، اور اردو زبان کی شیرینی کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ مفہوم کو واضح کرنے کے لیے قوسین کے درمیان مختصر تشریحی نوٹ بڑھائے گئے ہیں۔ حاشیے میں احادیث نبویہ کی مختصر تخریج اور اشعار کی ترقیم و حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا

ہے، اولاً شاعر کے دیوان کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کے بعد متن کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب وار حوالہ جات رقم کیے گئے ہیں۔ اور یاد رہے کہ یہ مجموعہ شعری دواوین کو سامنے رکھ کر مرتب نہیں کیا گیا، اس لیے متعدد مقامات پر شعر کے الفاظ وترتیب میں اختلاف در آیا ہے، جس کی حاشیے میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ بریکٹ میں چند اشعار کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں اشعار میں حضرت مفتی صاحبؒ نے تصرف سے بھی کام لیا ہے، حاشیے میں اس کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے [۳]۔ اعلام واشخاص کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، اور جو اشعار غیر منسوب ہیں، ان کی نسبت بیان کر دی گئی ہے، اور اختلاف کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اور ایمانیات سے متعلق چند اشعار کو مقدم کیا گیا ہے اور کتاب کے آخر میں مراجع ومصادر کی فہرست دیدی گئی ہے۔

البتہ کسی بھی انسانی کوشش کو نقص وعیب سے پاک اور پوری طرح مکمل نہیں کہا جاسکتا۔ نقص وعیب سے پاک صرف اللہ تبارک تعالی کی مبارک کتاب ہے، جس میں شک وشبہ اور ردوبدل کی کوئی گنجائش نہیں۔

امام مزنیؒ نے کیا خوب کہا ہے: "لَوْ عُورِضَ كتابٌ سبعين مرةً لَوُجِدَ فيه خطَأٌ، أبى اللهُ أن يكونَ صَحِيحًا غيرُ كتابِه".

امام زرکشی رقمطراز ہیں: " تَرَى الْبليغَ يُنَقِّحُ الخطبةَ أو القصيدةَ حَوْلًا ثم ينظر فيها فَيُغَيِّرُ فيها وهَلُمَّ جَرًّا، وكتاب الله سبحانه لو نُزِعتْ منه لفظةٌ ثم أُدِيرَ لِسانُ العربِ على لفظةٍ أحسنَ منها لم تُوجَدْ ".

اسی طرح عماد اصفہانی یا قاضی عبد الرحیم بیسانی کا قول ہے: "إني رأيت أنه لا يكتب إنسان كتابًا في يومه إلا قال في غده: لو غُيِّر هذا لكان أحسن، ولو زِيد كذا لكان يُستحسن، ولو قُدِّم هذا لكان أفضل، ولو تُرِك هذا لكان أجمل، وهذا من أعظم العِبَر، وهو دليل على استيلاء النقص على جملة البشر".

لہذا اہل علم سے میری درخواست ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ضرور مطلع فرمائیں، اور اپنی آراء سے ضرور مستفید فرمائیں، اور اس کتاب کے اگلے ایڈیشن کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنے قیمتی مشوروں سے دریغ نہ کریں۔

---

۳ ملاحظہ ہو: شعر نمبر / ۶۲، ۶۳، ۱۹۱، ۲۰۸۔

میں استاذ مکرم جناب مولانا عبد الرشید صاحب ندوی مد ظلہ العالی (استاذِ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء) کا بے حد ممنون ہوں کہ مولانا نے اپنی تمام تر علمی ودرسی مصروفیات کے باوجود کتاب پر اول تا آخر نظرِ ثانی کی، بیش قیمت اصلاحات فرمائیں اور مفید مشوروں سے نوازا، اور تائیدی کلمات لکھ کر کتاب کو قابل اعتماد بنایا اور سندِ اعتبار عطا کی، اور جناب ڈاکٹر ابو سحبان روح القدس ندوی مدنی (مشرف شعبۂ اختصاص فی علوم الحدیث) کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے احادیث کی تخریج، اشعار کی تحقیق ومراجع ومصادر کی فہرست سے متعلق مفید مشوروں سے نوازا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرت مولانا سید بلال عبد الحی حسنی ندوی دامت برکاتہم نے گراں قدر "مقدمہ" لکھ کر کرم فرمائی کی، جناب مولانا محمد علاء الدین صاحب ندوی ازہری مد ظلہ نے بیش قیمت "پیش لفظ" لکھ کر عزت افزائی فرمائی اور کتاب کی قدر وقیمت اور زینت میں اضافہ کیا، ڈاکٹر محمد اکرم صاحب ندوی آکسفورڈ نے عمدہ "تقریظ" لکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی، اور جناب مولانا فیصل احمد صاحب بھٹکلی ندوی مد ظلہ نے کلماتِ تحسین لکھ کر کتاب کو مزین کر دیا۔ میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔ فجزاهم الله خير الجزاء وأحسنه ومتعهم بالصحة والعافية. (آمین)

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر برادرم طاہر رحیمی ندوی کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ موصوف نے بعض اشعار کے ترجمے میں تعاون کیا۔ اور اسی طرح عزیز برادران متعلمینِ دار العلوم ندوۃ العلماء: محمد انس، محمد اجمل اور محمد فائز بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کتاب کی پروف ریڈنگ میں تعاون کیا۔ فجزاهم الله خيراً!

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کا فائدہ عام کرے۔ آمین یارب العالمین!

عبید اللہ ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۹/ جمادی الأول ۱۴۴۶ھ
مطابق ۲۲/ ۱۱/ ۲۰۲۴ء

انتساب

میرے مشفق والدین محترمین

میرے محسن ومربی اساتذۂ کرام

مادرِ علمی دار العلوم ندوۃ العلماء

کے نام

جن کی پر خلوص دعائیں، نیک تمنائیں، اور جن کی ذرہ نوازیاں، کرم فرمائیاں، اور جن کی توجہات اور عنایتیں ہی میری کامیابی کا اصل ذریعہ ہے۔

عبید اللہ ندوی

۱۹/ جمادی الأول ۱۴۴۶ھ

مطابق ۲۲/ ۱۱/ ۲۰۲۴ء

سیدنا حضرت زین العابدین علی السجاد بن الحسین

اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ ❊ بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

اے بادِ صبا! اگر تیرا گزر سرزمین حِرم تک ہو تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

مَنْ وَّجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی ❊ مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمْ

وہ جن کا چہرۂ انور مہرِ نیمروز ہے اور جن کا رخسارِ تاباں ماہِ کامل ہے جن کی ذات نورِ ہدایت ہے جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا ہے۔

❊ کتابت : قاری مطیع اللہ (نوابؔ واصفی) تلمیذ مولانا قاری سلیم اللہ واصف فرقانیؒ (الخطاط) ❊

مرتبؒ کا مختصر تعارف

از جناب مفتی محمد ذاکر نعمانی جے پوری

مفتی شہر جے پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعہم بإحسان إلی یوم الدین؛ أما بعد:

حق تعالی جل مجدہ نے قرآن حکیم کے تحفظ و بقا کا وعدہ فرمایا ہے، نیز خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کی یہ دعا مقبول بارگاہ ایزدی ہوئی کہ اس امت پر کوئی ایسا ظالم و جابر بادشاہ مسلط نہ ہو جو اس کو یکسر تباہ وبرباد کردے۔ اس لیے جزوی و مقامی وعارضی طور پر مختلف نوع کے سیاسی و تمدنی اور اقتصادی احوال و کوائف سے ملت اسلامیہ دوچار ہوتی رہی۔ کبھی کم کبھی زیادہ، لیکن مجموعی طور پر ایسا حادثہ یا زوال رونما نہیں ہوا کہ ایک ہی زمانہ میں ہر لحاظ سے اہل اسلام پسماندگی کا شکار رہے ہوں۔ سلطنت مغلیہ کے سیاسی زوال کے بعد جب کہ اس وسیع و عریض مملکت سے اسلامی علوم وفنون و شعائر و احکام سے ملت اسلامیہ کا ربط کمزور ہوتا چلا جارہا تھا اور دار السلطنت دہلی جہاں ہزاروں علماء وفقہاء، محدثین و مفسرین، مدرسین و واعظین علمی، تصنیفی، اسلامی اور تربیتی خدمات میں مشغول و منہمک تھے، ان پر فرنگی سیاست کے اثرات سے دہلی میں رہتے ہوئے اپنے تعمیری اعمال و اشغال جاری رکھنا دشوار ہوگیا۔ نیز حکومت مغلیہ کے ضعف و ناتوانی اور وسیع مملکت سے سکڑ کر و سمٹ کر ''حکومت شاہ عالم از دہلی تا پالم'' میں محدود و محصور ہو کر رہ گئی۔ پورے ملک کے اس افراتفری اور انتشار و خلفشار کے ماحول میں حق تعالی شانہ نے متبادل کے طور پر بہت سی راہیں کھولیں اور استوار کیں۔ منجملہ ان کے نواب امیر الدولہ میر خاں کے ذریعہ ریاست اسلامیہ ٹونک کا وجود پذیر ہونا ہے۔

ریاست اسلامیہ ٹونک:

ریاست ٹونک جو چھ مختلف حصوں پر بکھری ہوئی تھی اور گویا جس میں فرنگیوں کی یہ سیاسی تدبیر بھی شامل تھی کہ یہاں سے نوابین و علماء کو دل جمعی و جمعیت خاطر کے ساتھ کام کرنے کے مواقع نہ مل سکیں، وہ صرف زمینی انتظام و انصرام میں ہی الجھے رہیں لیکن مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا، چنانچہ بعد کے آنے والے حالات و واقعات نے ثابت کر دکھایا کہ اس سرزمین ٹونک سے فقہاء و مفتیان کرام، علماء و قضاۃ عظام، محدثین و عالی اسناد کی حامل شخصیات اٹھتی رہیں اور مختلف و متعدد جہتوں سے ملی و قومی اور دینی خدمات انجام دیتی رہیں۔

شرعی عدالت کا قیام:

۱۸۱۷ء میں باضابطہ وجود میں آئی ریاست ٹونک کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے عدالت شرع شریف کے نام سے ایک محکمہ قائم کیا، جہاں ابتدا میں حدود و قصاص کا نفاذ ہوتا تھا۔ اپنے حدود و رقبہ کے اعتبار سے خواہ بہت بڑی نہ سہی لیکن اس ریاست کا یہ اقدام بلاشبہ بعض بہت بڑی ریاستوں پر اس کے تفوق و بالادستی کا نشان بن گیا۔ اور یہ بھی ایک سبب رہا کہ برصغیر سے علماء و صلحاء و دیندار طبقہ ریاست ٹونک کو اپنا مستقر بنانے لگا اور قافلوں نے اپنے کجاووں کو ٹونک آکر کھول دیا۔

لہٰذا اس وقت ریاستِ ٹونک میں علم وادب کا قافلہ رواں دواں تھا، علوم نقلیہ و عقلیہ کا شہرہ تھا، اور صوبۂ راجستھان میں ریاست ٹونک کو علمی مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ اس مناسبت سے محدث کبیر علامہ حیدر حسن خان ٹونکیؒ (من تلامیذ علامہ حسین بن محسن یمانی خزرجیؒ و علامہ نذیر حسین دہلویؒ، سابق مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء، خلیفۂ و مجاز حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ)، مشہور مؤرخ علامہ محمود حسن خان ٹونکیؒ (صاحب معجم المصنفین)، علامہ قاضی عرفان خان ٹونکیؒ، علامہ حکیم سید برکات احمدؒ کے اسمائے گرامی کافی ہیں۔

آج جب کہ ٹونک وہ نہ رہا جو ستر سال قبل تھا لیکن اس گئے گزرے دورِ پُرفتن میں بھی بسا غنیمت ہے، بہت سی بدعات و خرافات و رسومات سے نابلد و محترز ہے۔

ولادت باسعادت:

قبیلۂ کمال زئی کا ایک شخص مولوی کفایت محمد خاں جو افغانستان سے علم و حکمت کی عطر بیزی کرتا ہوا ریاست رامپور میں قیام پذیر ہوا، ان کے حفید مولوی سید محمد خاں صاحبؒ رامپور سے ٹونک تشریف لائے، اسی خانوادہ میں جنوری کے پہلے عشرے ۱۹۱۴ء میں منشی عبد المجید خان صاحب کیمیا گر کے یہاں ایک ایسا چراغ روشن ہوا جس کو آگے چل کر بہت سے چراغوں کو روشن کرنا تھا اور طب و حکمت، خطاطی و خوش نویسی، تجوید و قرأت، فقہ و فتاوی، وعظ و تذکیر، قضایا و فیصلے، حدیث و علوم حدیث میں اختصاص و مہارت کے ساتھ جلوہ گر ہونا تھا، یہ وہ روشن چراغ ہے جس کو آگے چل کر حکیم مفتی احمد حسن خان ٹونکی ثم جے پوری کے نام نامی و اسم سامی سے جانا پہچانا گیا۔

ناظرہ و حفظ و تجوید و قراءت:

ہوش سنبھالتے ہی قرآن مجید کی تعلیم سے متعلق کر دے گئے، اس دور میں ریاست ٹونک میں حفظ قرآن کا بہت رواج تھا۔ ہر گھر میں حفاظ پائے جاتے تھے، آپ نے بھی کلام الہی حفظ کیا، حافظ عبد المجید خاں صاحب استاذ اول تھے۔ قاری مصطفی صاحب مکیؒ سے روایت حفص کی تحصیل کی۔ سنہ ۱۳۵۵ھ میں آپ نے روایت حفص کا امتحان دیا۔ ٹونک میں علوم عقلیہ و نقلیہ و خطاطی و خوش نویسی و حفظ کا تو رواج تھا لیکن سبعہ عشرہ، تجوید و قرأت کا اس درجہ زور و شور نہ تھا، اس لیے حضرت مولانا حیدر حسن خاں صاحب ٹونکیؒ نے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ کے طرز پر اسی نام سے ٹونک میں مستقل ایک ادارہ قائم فرمایا جس میں تجوید و قرأت کے جید تجربہ کار، کہنہ مشق اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔

چنانچہ مدرسہ عالیہ فرقانیہ ٹونک میں مولانا قاری مقری حبیب اللہ صاحب افغانی خیر خیلویؒ سے شاطبیہ فی القراءات السبعۃ، متن الدرۃ في القراءات العشرۃ، قصیدۃ رائیۃ في رسم المصحف العثماني وغیرہ پڑھ کر سبعہ عشرہ کی تحصیل و تکمیل کی، دوران تعلیم ہی علامہ ابراہیم مقری متوفی ۷۲۲ھ کے قلمی نسخہ شرح شاطبیہ پر علمی تحقیقی کام کیا۔

حضرت قاری عبد المالک صاحب علی گڑھیؒ نے آپ کا امتحان لیا، اور اس طرح تجوید و قرأت کے باب میں بھی آپ نے اختصاص کیا۔ سبعہ عشرہ کی تکمیل پر آپ کو ۵ / ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۳ / نومبر ۱۹۴۲ء کو سند فراغ عطا کی گئی۔

مدرسہ خلیلیہ نظامیہ ٹونک جو اس وقت پورے ملک میں بلکہ صوبۂ سرحد و افغانستان و سمرقند و تاشقند میں اپنی شناخت قائم کیے ہوئے تھا، عالمیت سے سند فراغت حاصل کی اور اس سند کی عطا و دستار بندی میں یہ اہتمام کیا گیا کہ خود والیِ ریاستِ ٹونک نواب سعادت علی خاں صاحب نے شرکت کی اور بذات خود دستخط کیے جو اس وقت ریاست میں ایک بڑا اعزاز مانا جاتا تھا۔ خاص بات یہ ہے کہ اس سند پر محقق دوراں، مؤرخ کبیر حضرت مولانا محمود حسن خاں صاحب ٹونکیؒ صاحبِ معجم المصنفین نے اجازت حدیث کے دستخط ثبت فرمائے۔ بحیثیت مدیر حکیم ظہیر احمد صاحب برکاتیؒ اور بحیثیت استاذ مولانا منتخب الحق صاحب چشتیؒ اور بحیثیت ناظم عدالت شرع شریف و استاذ و مربی و شاہد حضرت قاضی حکیم محمد عرفان خان صاحب ٹونکیؒ نے دستخط فرمائے، یہ سند کئی اعتبار سے قابل رشک ہے۔

فقہ وفتاوی میں اختصاص:

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے یوں تو تمام علوم متداولہ درس نظامی، حفظ و تجوید وغیرہ سے فراغت حاصل کی ہی تھی۔ لیکن تجوید و قرأت میں سبعہ عشرہ تک کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اس میں اختصاص پیدا کیا۔ اسی طرح فقہ و فتاوی میں وہ درک و قابلیت حاصل کی جو معاصرین کے لیے باعث رشک ثابت ہوئی۔

جس کے ثبوت میں ایک یہی بات کافی ہو سکتی ہے کہ اسلامی ریاست محمد آباد ٹونک صدر میں جہاں اس دور میں جلیل القدر علماء، فضلاء، فقہاء، قضاۃ، حفاظ، قراء، کاتبین وخوش نویساں کی کوئی کمی نہ تھی، بلکہ اس دور میں ٹونک کے علماء دوسری ریاستوں اور شہروں میں دینی خدمات انجام دے رہے تھے اور سمرقند و بخارا و سرحد و افغانستان سے جوق در جوق طلباء و متعلمین حصول علم کے لیے ٹونک آتے تھے، اس زمانہ میں عدالت شرع شریف میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا بحیثیت مفتی شریعت تقرر فرمایا گیا۔ حضرت علیہ الرحمہ کی خوش قسمتی تھی کہ ہر علم و فن

حاصل کرنے کے لیے ماہرین وحاذقین افراد واساتذہ میسر ہوتے رہے۔ قدوری کا متن مولانا فضل الرحمن صاحب پنجابیؒ سے پڑھا۔ مولانا عبد الستار صاحب بخاریؒ سے اصول فقہ کی بعض کتب پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ فقیہِ ٹونک ناظمِ عدالت شرع شریف قاضی محمد عرفان خان صاحب (جن کو حضرت والا "مرد خدا آگاہ" کے لقب سے یاد فرماتے تھے) سے شرح وقایہ، ہدایہ (مکمل)، سراجی فی المیراث، شرح عقائد نسفی، نوادر الاصول شرح الفصول، تفسیر جلالین وغیرہ پڑھیں نیز افتاء کی تکمیل کی۔ آپ کی زیر سرپرستی فتاوی نویسی کی مشق وتمرین کی، بہت کی اور خوب کی حتی کہ خود استاذ گرامی قدر کو آپ کی فقہی صلاحیت واستعداد پر ناز تھا اور ہر سال ماہ رمضان المبارک سے قبل اپنے لائق وفائق تلمیذ رشید سے ہی ٹونک میں اشاعت کے لیے اوقات سحر وافطار تیار کرواتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے کم وبیش ستر سال دار الافتاء جے پور سے افتاء وارشاد کے ذریعہ قوم وملت کی خدمات انجام دیں اور جس خلوص وبے لوثی واستغناء کے ساتھ ان امور کو انجام دیا وہ بے نظیر وبے مثال نہیں تو نادر وکمیاب ضرور ہے۔

تحریری سوالات آتے تو حسب موقع واپس دینے کو فرماتے، اگر کوئی استفتاء غور طلب لائق حوالہ جات ہوتا تو دو ایک دن مزید استفتاء روکتے تھے۔ آخری پندرہ سالوں کو چھوڑ کر بالعموم عبارات فقہیہ سے استدلال اور مکمل حوالہ جات کا التزام واہتمام فرماتے تھے۔ زبانی جواب عموماً برجستہ وفی البدیہہ دے دیا کرتے تھے۔ فرائض ومیراث کے طویل سوالات آتے تو سائل ومستفتی کو فرماتے کہ وہ خود سامنے بیٹھے تاکہ متوفی افراد کی ترتیب وفات وغیرہ میں چوک وتسامح واقع نہ ہو جائے۔

حضرت والا کو ریاضی وحساب میں بحمدہ تعالی درک ومہارت حاصل تھی۔ پہاڑے اس قدر سرعت سے سنادیتے تھے کہ کبر سنی وعمر رسیدگی دیکھتے ہوئے حافظہ پر رشک آتا، فتاوی کی نقل وحفاظت کا ہمیشہ اہتمام رہا اسی لیے جب کسی شخص نے ایک سوال متعدد مرتبہ کچھ نہ کچھ ترمیم وردوبدل کے ساتھ دریافت کیا تو حضرت نے بصراحت تحریر فرمایا کہ فلاں تاریخ وماہ کو یہ سوال نامہ اس طور پر دریافت کیا گیا تھا، زیر نظر سوالنامہ میں چوں کہ تحریف کر دی گئی اس لیے جواب میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ میں بحمدہ تعالی یہ وصف دیکھا کہ عباراتِ فقہیہ بسا اوقات حافظہ سے تحریر فرمادیتے تھے۔ اسی طرح اصول و قواعد (مثلاً الاشباہ والنظائر، رسم المفتی، قواعد الفقہ) کا بھی بخوبی استحضار تھا، جس کی بدولت جدید ونت نئے مسائل پیش آنے پر جواب میں سہولت رہتی تھی، تاخیر نہ ہوتی تھی۔

قدیم دفاتر ورجسٹر میں مندرج تاریخ وار فتاوی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے وہ اہم و نازک جدید پیش آمدہ مسائل جن پر برسوں بعد فقہی سمینار منعقد ہوئے اور مفتیان کرام نے اجتماعی غور وخوض اور بحث و تمحیص کے بعد جو تجاویز مرتب کیں اور فیصلے لیے اور جس نتیجہ پر پہنچے، حضرت مفتی صاحب برسوں پہلے ان سے متعلق جواب دے چکے تھے اور حسن اتفاق کہ فقہی سمینار کے فیصلے اور حضرت کے جوابات میں مطابقت وترادف پایا گیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت کے سوا کسی اور نے یہ جوابات نہیں دیے تھے، بلکہ بہت سے پختہ کار، تجربہ کار، دقیق النظر مشاہیر علماء و فقہاء بھی اس طرح کے انفرادی جوابات دیتے رہے تھے۔ ان دقیق النظر معدودے چند علماء بر صغیر میں حضرت علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں۔ جب کہ حضرت صرف دار الافتاء کے مفتی ہی نہیں بلکہ مطب میں طبیب، واعظ و مفسر، ایک بڑے خانوادہ کے کفیل، صاحب عیال بھی تھے۔ مگر دار الافتاء سے وابستگی دیگر امور و ذمہ داریوں میں حارج وحائل نہیں ہوتی تھیں۔ [4]

شہر جے پور و مضافات کے لیے ہلال کمیٹی کام کرتی چلی آرہی ہے۔ قاضئ شہر جے پور اس کمیٹی کے کنویز و داعی ہوا کرتے ہیں، حضرت علیہ الرحمہ کی ذات والا صفات کی ان نشستوں میں بہت اہمیت ہوا کرتی تھی، اس لیے کہ فقہی شرعی لحاظ سے آپ رؤیت اور شہادت وغیرہ پر گہری نظر رکھتے تھے، اور آپ ہی بالعموم فیصلہ تحریر فرمایا کرتے تھے۔ کیے جانے والے فیصلوں میں جذباتیت و عجلت کے لیے کوئی راہ نہ ہوتی تھی، اسی طرح عوام الناس کی خواہش وطلب اور مجلسی ماحول سے قطعا متاثر نہیں ہوتے تھے، بلکہ

---

٤ حضرت مفتی صاحبؒ کے منتخب فتاوی کی تین جلدیں بنام "فتاوی علم وحکمت" جناب مفتی محمد ذاکر صاحب نعمانی کی تعلیقات وحواشی کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ (مترجم)

مکمل حفظ و بیدار مغزی و ہوش مندی سے تشریف فرما رہتے اور ہر طرح اطمینان ہو جانے کے بعد ہی فیصلہ صادر فرماتے تھے۔ فیصلہ ہو جانے کے بعد عزم و استقلال کے ساتھ رہتے تھے۔ بایں ہمہ اگر شرعی شہادت بتاخیر آئی اور وہ حجت ثابت ہوئی تو شرعی ضابطہ کے مطابق دوسرا فیصلہ بھی صادر فرمایا۔

ہر سال عیدین کے موقعوں پر آخری خطاب عام فرماتے تھے جس میں مسائل و احکام پر کافی زور ہوتا تھا، روزہ کی قضاء کفارہ، صدقۂ فطر، طریقۂ نماز، روزوں سے حاصل ہونے والی تربیت کو بطور خاص بیان فرماتے۔ بقر عید پر قربانی و چرم قربانی کے مسائل بیان فرماتے، اقرباء و مساکین کا خیال رکھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اہل شہر کو موقع بموقع نصائح فرماتے تھے، جب صحت و تندرستی بہت اچھی تھی (اور الحمدللہ کہ اخیر تک کوئی بڑا مرض حضرت کو لاحق نہیں ہوا تھا، البتہ ضعف و نقاہت جو کبر سنی کا تقاضہ ہے، اس سے کسی کو مفر نہیں) تو وعظ و ارشاد کے لیے بھی تشریف لے جاتے تھے۔

حدیث نبوی کی تعلیم:

آپ نے کتب حدیث نبوی شریف متعدد اساتذہ سے پڑھی۔

(۱) مولانا فضل الرحمن صاحب پنجابیؒ سے مشکاۃ المصابیح پڑھی۔ (۲) حضرت قاضی مفتی عرفان خان صاحب ٹونکیؒ سے موطا امام محمد پڑھی۔ (۳) حضرت مولانا منتخب الحق صاحب چشتیؒ (من اخص تلامیذ مولانا معین الدین صاحب اجمیریؒ) سے صحاح ستہ، شمائل ترمذی پڑھیں۔ (۴) حضرت علیہ الرحمہ کے لیے یہ بڑی سعادت و خوش نصیبی تھی کہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا حیدر حسن خاں صاحب ٹونکیؒ اخیر عمر میں لکھنؤ سے مستقل قیام کی نیت سے اپنے آبائی وطن ٹونک تشریف لے آئے اور تقریباً ڈھائی سال کا عرصہ ٹونک میں گزارا، ٹونک میں نہ کسی مدرسہ کی پابندی تھی، نہ کسی ادارہ کا اہتمام و انتظام وابستہ تھا اور نہ ہی معاش کی فکر تھی اس لیے کہ صاحبزادگان برسر روزگار ہو گئے تھے اس لیے ڈھائی سالہ دور کے ہر دن، ہر ساعت، ہر لمحہ کی حضرت علیہ الرحمہ نے قدر کی اور استفادہ و استفاضہ میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ طالب علمی کے لحاظ سے یہ ڈھائی سالہ دور حضرت کا گوناگوں اعتبار و مختلف

جہتوں سے بہت ہی اہم و تاریخی یادگار ثابت ہوا۔ اسی دوران حضرت نے مولانا حیدر حسن خان صاحب ٹونکیؒ سے مکمل صحاح ستہ و مؤطا امام مالک، تفسیر بیضاوی اور ملا حسن پڑھیں۔

حدیث کی اس قراءت و سماعت و اجازت نے آپ کو اپنے زمانۂ اخیر میں در نایاب بنا دیا، اور ملک و بیرون ملک سے مشاہیر علماء خاص طور پر علوم حدیث و درس حدیث سے وابستہ اساتذہ و معلمین اور حدیث پر تحقیقی تصنیفی کام کرنے والے حضرات کی آمد کا تانتا لگ گیا۔

عرب و عجم میں حضرت کی علو سند کا چرچا زبان زد خاص و عام تھا۔

عربی زبان وادب میں مہارت:

اولاً مولانا عبد الحی صاحب پنجابیؒ سے نحو و صرف، منطق و اصول فقہ اور بلاغت کی متعدد کتابیں اور ادب عربی میں مفید الطالبین، سبع معلقات، دیوان الحماسہ، دیوان المتنبی پڑھیں۔

حضرت قاضی عرفان خان صاحب ٹونکیؒ سے مختصر المعانی پڑھی۔

مولانا یوسف خان صاحب افغانیؒ (صاحب پنج لسان) سے تاریخ، عروض، قوافی اور بعض کتب ادب عربی پڑھیں۔

ماہر ادب عربی علامہ محمد صاحب سورتیؒ کے ٹونک میں قیام کے دوران (ان کا سسرال پرانی ٹونک میں تھا چنانچہ کئی کئی ماہ ان کا قیام رہتا تھا) اپنے استاذ محترم علامہ حیدر حسن خان صاحب ٹونکیؒ کے حکم سے ان سے ازہار العرب، الفخری، دیوان الحماسہ، الکافی فی العروض والقوافی، سبع معلقات اور دیوان المتنبی پڑھیں۔ جس کے نتیجے میں آپ کو عربی ادب میں درک اور مہارت تامہ حاصل ہوئی۔

طب و حکمت:

علماء ٹونک کی خصوصیات و امتیازات میں سے یہ بھی ہے کہ وہاں عام طور پر علم الادیان کے ساتھ ساتھ علم الابدان کو بھی جمع کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے بھی علم طب کی طرف توجہ فرمائی، چنانچہ علم طب میں میزان الطب مولانا مفتی حکیم خلیل الرحمن صاحبؒ (اقدم تلامیذ حکیم سید برکات احمد صاحبؒ) سے پڑھی۔ اور شرح

الاسباب والعلامات، حمیات قانون وغیرہ مولانا حکیم سید امیر حسن صاحب محدث دہلویؒ (جو تاج العلماء، قلزم العلوم کے لقب سے مشہور تھے) سے پڑھیں۔ وہاں سے طب کی سند بھی حاصل فرمائی۔ اس کے بعد اس زمانہ میں ٹونک میں ایک ایسی جامع صفات و خصوصیات شخصیت جلوہ افروز تھی جو ایک طرف صدر المفتین وناظم عدالت شرع شریف تھے تو دوسری طرف محدث بھی تھے، تیسری طرف طب و حکمت میں شہرت کی بلندی پر پہنچے ہوئے تھے۔ یعنی مولانا حکیم قاضی محمد عرفان خان صاحب ٹونکیؒ، چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ نے زیادہ تر کتابیں ان سے ہی پڑھیں، اور علمی و عملی استفادہ فرمایا، وہاں سے بھی فن طب کی سند حاصل فرمائی۔ اور ایک مدت تک قاضی صاحب کے مطب میں حاضر باش رہے۔ آپ سے بارہا سنا، فرماتے تھے کہ جب مریض قاضی صاحب کو نبض دکھاتا تھا تو قاضی صاحب حکم دیتے فلاں نسخہ لکھ دو (اس زمانہ میں آج کل کی طرح مرکب دوائیں عام نہیں تھیں جیسا کہ اس دور میں بہت سی کمپنیاں دوائیں تیار کرتی ہیں اور بازار میں مہیا کرتی ہیں) چنانچہ آپ اور آپ کے مانند دوسرے رفقاء مطب، تلامذۂ قاضی صاحب تمام اجزاء، ان کے اوزان و مقادیر مع طریقۂ نسخہ سازی تحریر فرما دیتے تھے، ان واقعات و حقائق سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کندن کو تیار ہونے میں کتنا تپنا پڑا ہو گا۔

سرخ رو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد

اور

منزل پہ مجھے دیکھ کر حیران میرے دوست
دیکھے نہ کسی نے میرے پاؤں کے چھالے

اور اپنی تمام تر علمی ودینی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تاحیات مطب میں خدمت خلق انجام دیتے رہے۔

درس وتدریس:

مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں بحیثیت مدرس فارسی و عربی آپ کا تقرر ہوا، دولت کدہ پرانی ٹونک میں بھی طلبہ کی آمد رہتی اور اسباق و تدریس کا سلسلہ جاری وساری رہتا تھا اور یوں پوری زندگی درس و تدریس،

افادہ و افاضہ و فیض رسانی میں صرف ہوئی، اوقات کا بہت انضباط رہتا تھا، ہر وقت کے لیے ایک کام، اور ہر کام کے لیے ایک وقت متعین فرما رکھا تھا۔

درس تفسیر:

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ اپنے بیانات میں قرآن سے براہ راست استفادہ اور تفکر و تدبر پر کافی زور دیا کرتے تھے، ہر سال ماہ مبارک میں تراویحوں میں تفسیر بیان فرمانے کا اہتمام رہا، وفات سے تقریباً پانچ چھ سال قبل اس معمول میں فرق آگیا تھا، اس درس قرآن میں آیات احکام پر زیادہ کلام فرماتے تھے، اس لیے اس بات کا اہتمام نہیں ہو پاتا تھا کہ ہر دن کے پڑھے ہوئے اجزاء قرآن پر ہی گفتگو ہو، یہی وجہ ہے کہ سورہ بقرہ پر کئی دنوں تک کلام فرماتے تھے، واقعات و قصص سے عامۃً گریز فرماتے تھے، سب سے اخیر میں بعض سائلین پرچی پر سوال لکھ کر پہنچادیتے تھے۔ حضرت اس سوال کو مائک پر پڑھ کر سنادیتے اور جواب بھی عنایت فرمادیتے، اس طرح اس بابرکت مجلس کا کوئی بیٹھنے والا علمی معلومات سے محروم نہیں رہتا تھا۔ ماہ مبارک کے بعد لوگ گیارہ ماہ تک اس فیضان سے دور نہ رہیں اس لیے ہر ماہ کے آخری اتوار کو اسی مسجد میں حضرت کا خطاب ہوتا تھا۔

وفات:

جمعہ کی مبارک ساعتوں میں ۲۴ / صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۵ / نومبر ۲۰۱۶ء کو یہ آفتاب علم و حکمت بالآخر ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔

تمہید

از مرتب کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي أنطق الإنسان وَهداه بتعليم نبيِّه محمدٍ المصطفى خاتمِ الأنبياء والمرسلين صلوات الله عليه وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

هذه نبذة من كلام شعراء العرب في العلم والأخلاق والأدب التقطتُها من كلام المتقدّمين والمتأخّرين لإفادة الطلبة والوُعّاظ والعاملين في مجال التربية الإسلامية.

ومما لا مجالَ فيه للريب أن العمل بنصائح الأصدقاء المخلصين من خصال الصالحين خاصةً إذا كانت النصائح في صورة الشعر، الذي له مَزِيَّةٌ على النثر في سهولة الحفظ وسرعة التناقل.

فقد كان العرب مُغرَمِين بالشعر البليغ، فكان شعراؤهم يرفعون بالشعر قبيلةً ويضعون به أخرى.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي أنطق الإنسان وهداه بتعليم نبيّه محمدٍ المصطفى خاتم الأنبياء والمرسلين صلوات الله عليه وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

یہ مجموعہ علم، اخلاق و آداب پر مشتمل عرب شعراء کے کلام کا انتخاب ہے، جس کو میں نے متقدمین و متاخرین کے کلام سے اس غرض سے اخذ کیا ہے کہ طلبۂ علم، واعظین اور اسلامی منہج پر تربیت کرنے والے حضرات اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مخلص دوستوں کی نصیحتوں پر عمل کرنا نیک لوگوں کی صفات میں سے ہے اور بالخصوص جب کہ نصیحت اشعار کی صورت میں ہو، کیوں کہ نثر کے بالمقابل شعر آسانی سے یاد بھی ہو جاتے ہیں اور بات بھی جلدی منتقل ہو جاتی ہے۔

اہل عرب بلیغ اشعار کے بڑے دلدادہ تھے، عرب شعراء اپنے کلام کے ذریعہ کسی قبیلے کو بام عروج پر پہنچا دیتے تھے تو کسی قبیلے کو قعر مذلت میں ڈھکیل دیتے تھے۔

فلما جاء الإسلام استحسن صـــالحَه وكره قبيحَه، وقد استحسن الرسول ﷺ الشعر وتأثّر به، فقد استنشد شعر أميـةَ بـنِ أبي الصـــلـت[٥] واستزاده[٦]، وقال: "آمَنَ لسانُه و كَفَرَ قلبُه[٧]".

جب دین اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو اس نے عمدہ اشعار کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور برے اشعار کو ناپسند کیا، اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اشعار کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اس سے متاثر بھی ہوئے، بلکہ امیہ بن ابی صلت کے اشعار سننے کی فرمائش کی اور مزید کا حکم دیا۔ اور ارشاد فرمایا: "اس کی زبان تو ایمان لاچکی تھی، البتہ اس کا دل کفر پر جما رہا"۔

---

٥ هو أمية بن عبد الله أبي الصـــلت بن أبي ربيعة بن عوف الثقفي(ت ٦٢٦هـ). شـــاعر جاهلي حكيم، من أهل الطائف. قدم دمشق قبل الإسلام. وكان مطلعاً على الكتب القديمة، وهو ممن حرموا على أنفسهم الخمر ونبذوا عبادة الأوثان في الجاهلية، ورحل إلى البحرين فأقام ثماني سـنين ظهر في أثنائها الإسـلام، وعاد إلى الطائف، فسـأل عن خبر محمد بن عبد الله ﷺ فقيل له: يزعم أنه نبي. فخرج حتى قدم عليه بمكة وسمع منه آيات من القرآن، وانصرف عنه، فتبعته قريش تسـألـه عن رأيه فيه، فقال: أشـهد أنه على الحق، قالوا: فهل تتبعه؟ فقال: حتى أنظر في أمره. وخرج إلى الشـام. وهاجر رسـول الله ﷺ إلى المدينة، وحدثت وقعة بدر، وعاد أمية من الشام، يريد الإسلام، فعلم بمقتل أهل بدر وفيهم ابنا خال له، فامتنع. وأقام في الطائف إلى أن مات.

وشـــعره من الطبقة الأولى، ولكن علماء اللغة لا يحتجون به لورود ألفاظ فيه لا تعرفها العرب. وهو أول من جعل في أول الكتب: باسمك اللهم. فكتبتها قريش. قال الأصمعي: ذهب أمية في شـعره بعامة ذكر الآخرة، وذهب عنترة بعامة ذكر الحرب، وذهب عمر بن أبي ربيعة بعامة ذكر الشباب. (الأعلام للزركلي ٢/ ٢٣-٢۴)

٦ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ رضـ، قَالَ: رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: "هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟". قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: "هِيهِ". فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، فَقَالَ: "هِيهِ". ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، فَقَالَ: "هِيهِ". حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ. (أخرجه مسلم في صحيحه، رقم: ٢٢٢۵، وإبن ماجه في سـننه، رقم: ٣۷۵٨، وأحمد في مسـنده عن الشرـيد بن سـويد رضـ، رقم: ١٩۴۵۷، ١٩۴٦۴، ١٩۴٦۷، وابن حبان في صحيحه، رقم: ۵۷٨٢، تحقيق شعيب الأرنؤوط، والطحاوي في شرح معاني الآثار ۴/ ٣٠٠)

۷ ما ثبت في الصـحيحين(البخاري،رقم: ٦١۴۷، ٣٨۴١، مسـلم، رقم: ٢٢۵٦) من حديث أبي هريرة رضـ قال: أن النبي ﷺ قال: وكاد أمية بن أبي الصـلت أن يُسـلم، أما الحديث بهذا اللفظ فقد ذكره ابن حجر في فتح الباري ۷/١۵٣، والعيني في عمدة القاري١٦/٢٩۵ ما نصه: "وروى الفاكهي وابن منده من حديث إبن عباس رضـ أن الفارعة بنت أبي الصلت أخت أمية أتت النبي ﷺ فأنشدته من شعره فقال: "آمن شعره وكفر قلبه" انتهى، وأورده ابن كثير في البداية والنهاية، ت/ التركي ٣/٢٩۴،وقال: لا يعرفه.

وقبِل شعر كعبِ[٨] بن زهيرٍ رضي الله عنه وخلع عليه بُرْدتَه[٩].

ومدح الشعر قائلا: "إن من البيان لسِحْراً وإن من الشِعْر لحِكَماً"[١٠].

اور حضرت کعب بن زہیرؓ کی شعری معذرت کو قبول فرمایا اور انہیں اپنی چادر مبارک دے کر ہمت افزائی فرمائی۔

اور اشعار کی ان الفاظ میں تعریف وتوصیف فرمائی۔" بلا شبہ بعض گفتگو جادو کی سی تاثیر رکھتی ہے اور بعض اشعار بڑی حکیمانہ باتوں پر مشتمل ہوتے ہیں"۔

---

٨ هو كعب بن زهير بن أبي سُلمى المازني أبو المضَّرب(ت ٦٤٦هـ). شاعر عالي الطبقة، من أعرق الناس في الشعر، من أهل نجد، له ديوان شعر، كان ممن اشتهر في الجاهلية ولما ظهر الإسلام هجا النبي ﷺ وأقام يشبّب بنساء المسلمين فهدر النبيّ ﷺ دمه فجاءه كعب مستأمناً وقد أسلم وأنشده لاميته المشهورة، فعفا عنه النبيّ ﷺ، وقد كثر مخمِّسو لاميته ومشطّروها ومعارضوها وشرّاحها وترجمت إلى الايطالية وعني بها المستشرق رينيه باسيه (Rene Basset) فنشرها مترجمة إلى الفرنسية ومشروحة شرحاً جيداً صدّره بترجمة كعب. وللإمام أبي سعيد السكري شرح ديوان كعب بن زهير، ولفؤاد البستاني كتاب كعب بن زهير. (الحيوان للجاحظ ٧/ ٤٢٥، الأعلام للزركلي ٥/ ٢٢٦)

٩ أقبلَ كعبُ بنُ زُهَيْرٍ رضي الله عنه حتّى قدِمَ المدينةَ، فأناخَ راحلتَهُ على بابِ المسجِدِ، ثُمَّ دخَل والنَّبيُّ ﷺ بينَ أصحابِهِ، قال: فدنوتُ حتّى جَلَستُ بينَ يديهِ، فأسلَمتُ ثُمَّ قلتُ: أأُنْشِدُ يا رسولَ اللَّهِ؟ قال: "أنشِدْ" فأنشَدَ قصيدتَهُ التي يقولُ فيها:

بانَتْ سُعادُ فقلبي اليومَ مَتْبولُ ....

إلى أن قالَ:

إنَّ الرَّسولَ لَنورٌ يُستَضاءُ بهِ مُهنَّدٌ مِن سُيوفِ اللَّهِ مسلُولُ

فأشارَ رسولُ اللَّهِ ﷺ بِكُمِّهِ أن تعالَوا اسمَعوا.(أورده إبن حجر في نتائج الأفكار ١/ ٣٠١ وقال: تفرد به إبراهيم بن المنذر بهذا الإسناد، وأخرجه الحاكم في المستدرك، رقم: ٦٤٧٧، وأبو نعيم في معرفة الصحابة ٥٨٣٣، والبيهقي: ٢١٦٧٢ بنحوه)

وقال ابن كثير: وقد ورد في بعض الروايات أن رسول الله ﷺ أعطاه بردته حين أنشد القصيدة.... وهذا من الأمور المشهورة جدًا ولكن لم أرذلك في شيء من هذه الكتب المشهورة بإسناد أرتضيه، فالله أعلم (البداية والنهاية، ت/ التركي 137/7، كذا في العمدة لإبن رشيق القيرواني/١٥-١٦)

١٠ أخرج الحاكم بهذا اللفظ في المستدرك، رقم: ٦٤٣٢، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ٨/ ١١٩، ومثله في مسند أحمد، رقم: ١٥٧٨٦، ٢١١٥٥، وبعضه في موطأ مالك مع أوجز المسالك، ١٢/ ٣٦٥- ٣٦٨، رقم: ١٧٨٨، ونحوه في صحيح البخاري، رقم: ٥٧٦٧، ٦١٤٥، وسنن أبي داود، رقم: ٥٠٠٧، ٥٠١٢، ٥٠١٠، وسنن الترمذي، رقم: ٢٠٢٨، ٢٨٤٣، وسنن إبن ماجه، رقم: ٣٧٥٥.

وكان يدعو حسانَ[11] بن ثابت ﷺ يحضّه على الشعر ويضع له منبراً في المسجد يقوم عليه قائماً ينافح عن رسول الله ﷺ، ويقول رسول الله ﷺ إن الله يؤيّد حسانَ بِرُوحِ القُدْس ما نافح عن رسول الله ﷺ[12].

وكان الخلفاء الراشدون ﷺ من بعده يُرَدِّدونه دائماً على ألسنتهم،[13] كما كان صحابتُه ﷺ يتناشدونه في المسجد،[14]

اور آپ ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ کو شعر گوئی پر ابھارتے اور مسجد نبوی میں ان کے لیے منبر کا انتظام فرماتے جس پر کھڑے ہوکر وہ آپ ﷺ کا دفاع کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ یہ ارشاد فرماتے کہ حسان جب تک اللہ کے رسول ﷺ کا دفاع کرے گا اللہ تعالی حضرت جبریل کے ذریعہ ان کی مدد وتائید کرتا رہے گا۔

اور آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین بھی اپنے بیانات و خطابات میں اشعار پڑھا کرتے تھے ، نیز صحابہ کرام مسجد نبوی میں ایک دوسرے کو اشعار سنایا کرتے تھے۔

---

١١ هو حسان بن ثابت بن المنذر الخزرجي الأنصاري، أبو الوليد (ت بعد ٣٥هـ). الصحابي، شاعر النبيّ ﷺ وأحد المخضرمين الذين أدركوا الجاهلية والإسلام. عاش ستين سنة في الجاهلية، ومثلها في الإسلام.

قال أبو عبيدة: فضل حسان الشعراء بثلاثة: كان شاعر الأنصار في الجاهلية، وشاعر النبيّ ﷺ في النبوة، وشاعر اليمانيين في الإسلام. وكان شديد الهجاء، فحل الشعر. (الحيوان للجاحظ ٧/ ٣٤٩، الشعر والشعراء لابن قتيبة ١/ ٢٩٦، الأعلام للزركلي ٢/ ١٧٥)

١٢ سنن الترمذي، رقم: ٢٨٤٦، نحوه في سنن أبي داؤد، رقم: ٥٠١٥، وصحيح مسلم ،رقم: ٢٤٩٠، ومسند الإمام أحمد، رقم: ٢٤٤٣٧، ٢٤٤٣٨، قال شعيب الأرنؤوط في تخريجه: صحيح لغيره دون قوله: وضع لحسان منبرا في المسجد، ونتائج الأفكار لابن حجر ١/ ٢٩٩)

١٣ طبقات إبن سعد ٦/ ٥٧، كذا في تاريخ الأدب العربي لشوقي ضيف ٢/ ٤٥، وفي العمدة لإبن رشيق القيرواني/ ٣٠.

١٤ كذا في تاريخ الأدب العربي لشوقي ضيف ٢/ ٤٥، والعمدة لإبن رشيق القيرواني/ ٣٠ وما بعده.

قال المفضل: ولم يبق أحد من أصحاب رسول الله ﷺ إلا وقد قال الشعر أو تمثل به. طبقات إبن سعد، ط/ العلمية ١/ ٢٨١، وسبل الهدى والرشاد ٩/ ٣٨٣، والفائق للزمخشري ١/ ٢٥٧، ومصادر الشعر الجاهلي/ ٢٠٤، والمعجم الكبير للطبراني ٢/ ٢٣٧، وكنز العمال ٣/ ٨٥٧، ومجمع الزوائد ٨/ ٢٧٨، وجمهرة أشعار العرب/ ٤٢.

وكان عمرُ بنُ الخطابؓ يتكلّم في الشعراء[15]، ويقال إنه كتب إلى أبي موسى الأشعريؓ وَالِيه على البصرة:

"مُرْ مَنْ قِبَلَك بتعلّمِ الشعر فإنه يدلُّ على معاليْ الأخلاق وصواب الرأي ومعرفة الأنساب"[16]

جملةُ القول إني أردت بجمع هذه الأبيات أن تكونَ وسيلةً إلى معرفة كلام العرب حول المواضيع المحدَّدة المذكورة، كما رجوت الله تعالى أن يجعلها سائقةً للمعتني بها إلى مذهب الأخيار والتأدُّب بما جاء في الأبيات من النصائح الحميدة الغالية.

والله وليُّ التوفيق وهو نعم المولى ونعم النصير.

الفقير إلى رضى المولى القدير

أحمد حسن

جيبور، راجستان (الهند)[17]

حضرت عمر الفاروقؓ بھی شعراء کی مدح وستائش کیا کرتے تھے۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جو کہ آپ کے دور خلافت میں بصرہ کے گورنر تھے خط لکھا:

"اپنے ماتحت لوگوں کو حکم دیا کرو کہ وہ شعر گوئی سیکھے کیوں کہ اس سے اعلیٰ اخلاق کی تربیت، صحیح رائے قائم کرنے کی صلاحیت اور انساب کا علم ومعرفت حاصل ہوتی ہے۔"

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ میں نے مذکورہ چند متعین موضوعات کے تحت یہ اشعار اس لیے جمع کیے ہیں تاکہ یہ کلام عرب کی معرفت کا ذریعہ ثابت ہو اور مجھے اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ سلف صالحین کے طور طریق اپنانے اور اشعار میں بیان کردہ عمدہ وبیش بہا نصیحتوں پر عمل پیرا ہونے میں یہ مجموعہ قدردانوں کے لیے وسیلہ اور معاون ثابت ہوگا۔

واللہ ولی التوفیق وہو نعم المولی ونعم النصیر۔

ہیچمداں

احمد حسن

جے پور، راجستھان، الہند

---

۱۵ أنظر: لسان العرب ۱۱/ ۴۵۷ (عظل)، وشرح شواهد المغني ۱/ ۱۳۱.

۱٦ العمدة لإبن رشيق القيرواني/ ۲۴، والعقد الفريد ۵/ ۲۸۱، وبهجة المجالس/۲٦٦، وروح المعاني: ۱۰/ ۱۴٦.

۱۷ مذکورۂ بالا تمہید کتاب کے پہلے ایڈیشن سے ماخوذ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الإيمان وما يتعلق به

[18]

(١) الحَمْــــدُ لله المَــــلِكِ الواحِــــدِ رَبِّ السَّــــماواتِ الْعَــــلِيِّ الْماجِــــدِ

(۱)تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو اکیلا بادشاہ ہے۔ آسمانوں کا مالک ہے، بلند و بالا اور بزرگ و برتر ہے۔

(٢) سُــــبْحَانَ مُنفَــــرِداً بِالْقِــــدَمِ مُخْــــرِجِ موجوداتِنــــا مــــن عَــــدَمِ

(۲) جس کی ذاتِ پاک قدیم ہونے (یعنی ازل سے ابد تک رہنے) میں منفرد ہے، اور جس نے موجودہ تمام چیزوں کو عدم سے وجود بخشا ہے۔

(٣) وصــــلاةُ الله ذي الجــــلالةْ عــــلى النــــبيِّ الصــــادقِ المقــــالةْ

(۳) اور نبی صادق ﷺ پر اللہ ذوالجلال کی رحمتیں ہوں۔

(٤) محــــمّــــدٌ حبَــــاه بالرِّســــالةْ أنقــــذ النــــاسَ مِــــنَ الضَّــــلالةْ

(۴) حضرت محمد ﷺ پر جن کو رسالت سے سرفراز کیا، آپ ﷺ نے لوگوں کو گمراہی سے بچایا۔

[19]

(٥) لكَ الْحَمْــــدُ يامَــــن فضــــلُه مُتَــــواتِرُ ويامَــــن له جُــــوْدٌ عمــــيمٌ وغــــامرُ

(۵) اے وہ ذات جس کا فضل و احسان بلا انقطاع ہے، اور جس کی جود و سخا عام اور بہت زیادہ ہے، حقیقی تعریف صرف تیرے ہی لیے ہے۔

(٦) لكَ الْحَمْدُ مِــنّي فاقْبَــلِ الْحَمْدَ إنَّــنِي لِجُــودِك والإحســانِ والفضــلِ ذاكِرُ

---

١٨ قاله إبن سينا في أرجوزة الطب/ ٣، ١١.

١٩ لم أقف على اسم الشاعر والبيت في ألف ليلة وليلة ٤/ 116 .

(٦) میں صرف تیری ہی حمد و ستائش کرتا ہوں، تو اسے قبول فرما۔ اور میں تو تیری ہی سخاوت، فضل و احسان کا تذکرہ کرتا رہتا ہوں۔

(٧) لقد جوَّدْتَّ أنعاما عَلَيَّ ومِنَّةً — وفَضلاً وإِحساناً فها أنا شاكِرٌ

(۷) تو نے مجھے اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے سرفراز فرما کر بہتر معاملہ کیا ہے اور مجھ پر خوب فضل واحسان کیا ہے، جس پر میں دل و جان سے تیرا شکر گزار ہوں۔

(٨) وكُلُّ الْوَرَىٰ مِن بحرِ جُودِكَ ناهلُ — وأنتَ لهم عندَ الشَّدائدِ ناصرُ

(۸) اور تمام مخلوقات تیری سخاوت کے سمندر سے اپنی پیاس بجھاتی ہیں اور مصائب و مشکلات کے وقت تو ہی ان کا حامی و مددگار ہوتا ہے۔

(٩) وخَوَّلْتَنا يا ربِّ آثارَ نعمةٍ — وأسبغتَها يا مَن لِذَنبِي غافرُ

(۹) اور میرے گناہوں کو معاف کرنے والے میرے پروردگار تو نے ہی از راہ کرم ہمیں نعمتوں سے نوازا اور خوب آسودگی و خوش حالی سے سرفراز کیا۔

(١٠) بِجَاهِ الَّذِي قد جاء لِلنَّاسِ رَحْمَةً — نبيٌّ كريمٌ صادقُ القولِ طاهرُ

(۱۰) اس ذاتِ بابرکات کے مقام و مرتبے کی قسم جو لوگوں کے لیے سراپا رحمت بن کر آیا، جو نبی برحق ہے، مہربان و شریف الطبع ہے۔ راست گفتار ہے، پاک سیرت ہے۔

(١١) عليه صلاةُ الله ثم سلامُه — وأنصارِه والآلِ مازارَ زائرُ

(۱۱) آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کے اصحاب و انصار پر، آپ ﷺ کی آل و اولاد پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہو جب تک کہ زیارت کرنے والا زیارت کرتا رہے۔

(١٢) وأصحابِه الغُرِّ الكِرامِ أولِي النُّهىٰ — مَدَى الدَّهرِ ماغَنَّى على الأيْكِ طائرُ

(۱۲) اور آپ ﷺ کے مکرم و محترم، اہل بصیرت و فراست صحابہ کرام پر بھی ہمیشہ اللہ کی سلامتی رہے، جب تک کہ پرندہ گھنے درخت پر چہچہاتا رہے۔

﴿قال حسان بن ثابت الانصاري رضي الله عنه يمدح النبيّ ﷺ يذكر الإسلام دين الفطرة والسلامة﴾[20]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے اور موافقِ فطرت اور امن وسلامتی والے دین دینِ اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(١٣) أغَـرُّ، عَلَيْـهِ لِلنُّبُـوَّةِ خَـاتَمٌ　　مِـنَ اللهِ مَشْـهُودٌ يَلُـوحُ ويَشْـهَدُ

(۱۳) آپ ﷺ روشن چہرے والے ہیں، اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کے جسمِ اطہر پر مہر نبوت ہے، جو دِکھ رہی ہے اور گواہی دے رہی ہے۔

(١٤) وضمَّ الإلهُ اسمَ النـبيّ إلى اسمـهِ　　إذا قـالَ في الخَمْـسِ المُـؤذِّنُ أشْـهَدُ

(۱۴) اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ وابستہ کر لیا ہے، جب مؤذن پانچوں اذانوں میں کلمۂ شہادت بلند کرتا ہے۔

(١٥) وشَـقَّ لهُ مـنِ اسمـهِ لِـيُجِلّهُ،　　فـذو العـرشِ محمـودٌ، وهـذا محمَّـدُ

(۱۵) اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے نام کو اپنے نام سے نکالا ہے تاکہ ان کو اعزاز بخشے، لہٰذا عرش کا مالک محمود ہے اور یہ محمد ﷺ ہیں۔

(١٦) نَـبيٌّ أتَانَا بَعْـدَ يَـأسٍ وَفَـتْرَةٍ　　منَ الرُّسُلِ، والأوثانُ في الأرضِ تُعبَدُ

(۱۶) وہ ایسے نبی ہیں جو سلسلۂ رسالت سے مایوسی کے وقت اور طویل انقطاع کے بعد آئے، جب کہ حال یہ تھا کہ زمین پر بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔

(١٧) فَأمْسَى سِرَاجـاً مُسْـتَنيراً وَهَـادِياً،　　يَلُـوحُ كـما لاحَ الصّـقِيلُ المُهَنَّـدُ

---

[20] والأبيات في ديوانه، ط/ العلمية / ٥٤-٥٥، ومعجزات النبي ﷺ لابن كثير ١ / ٢٤٣، والمواهب اللدنية للقسطلاني ١/ ٢٥٤، وشرحه للزرقاني، ت/ محمد بن عبد الباقي ٤/ ٢٣٤، والبداية والنهاية ت/ التركي ٩/ ٣٤٢، وتفسير الثعلبي، ط/ دار التفسير ٢٩ /٥٢٩، وخزانة الأدب للبغدادي ١/ ٢٢٥ وكثير.

(۱۷) آپ ﷺ کی شخصیت (گمراہیوں کی تاریکی میں) روشن آفتاب اور ہادی بر حق کی سی ہے جو (ہدایت کی روشنی سے) چمک رہی ہے، جیسا کہ تیز دھار تلوار چمکتی ہے۔

(۱۸) وأنْـــذَرَنَا ناراً، وبشَّرَـــ جنَّــــةً، وعلّمَنَـــا الإســـلامَ، فـــاللهَ نَحمــدُ

(۱۸) اور انہوں نے ہمیں جہنم کی آگ سے ڈرایا اور جنت کی خوش خبریاں دیں اور ہمیں اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرایا، لہٰذا ہم اللہ کے شکر گزار ہیں۔

(۱۹) وأنـــتَ إلهَ الخلــقِ ربِّي وخـــالِقِي، بـذلكَ مـا عُمِّـرْتُ في النـاسِ أشـهدُ

(۱۹) اور تو ہی تمام مخلوقات کا معبود بر حق ہے، میرا پروردگار اور میرا خالق ہے، اور میں اپنی آخری سانس تک اسی کی گواہی دیتا رہوں گا۔

(۲۰) تَعالَيْتَ رَبَّ الناسِ عن قَوْلِ مَن دَعا سِــوَاكَ إلهـاً، أنْـــتَ أعْـلَى وَأمْجَـدُ

(۲۰) تمام لوگوں کے پروردگار! تو ایسے شخص کے قول سے بالاتر ہے جو تیرے علاوہ کو معبود سمجھے، تو ہی سب سے اعلیٰ و بہتر، بزرگ و برتر ہے۔

(۲۱) لكَ الخلـــقُ والـــنَّعماءُ، والأمــرُ كلُّــهُ، فـــإيّاكَ نَســـتَهْدي، وإيّاكَ نَعْبُـــدُ

(۲۱) تمام مخلوقات، تمام نعمتیں اور تمام معاملات تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے، اسی لیے ہم تجھ ہی سے ہدایت طلب کرتے ہیں اور تیری ہی بندگی کرتے ہیں۔

قال الأعشى[21] ....

---

[21] هو ميمون بن قيس بن جندل(ت ٧٥٠هـ-٦٢٩هـ)، من بني قيس بن ثعلبة الوائلي، أبو بصـــير، المعروف بأعشى قيس، ويقال له أعشى بكر بن وائل، والأعشى الكبير. ولقب بالأعشى لضعف بصره. عاش عمراً طويلاً، وعمي في أواخر عمره. من شـعراء الطبقة الأولى في الجاهلية، وأحد أصحاب المعلقات. غزير الشـعر، يسـلك فيه كل مسلك، وليس أحد ممن عرف قبله أكثر شعراً منه. وكان يغني بشعره، فسمي صَنَّاجة العرب.

قال البغدادي: كان يفد على الملوك ولا سيما ملوك فارس، ولذلك كثرت الألفاظ الفارسية في شعره.

مولده ووفاته في قرية منفوحة باليمامة قرب مدينة الرياض وفيها داره. وبها قبره. أخباره كثيرة، جمع بعض شعره في ديوان سمى الصبح المنير في شعر أبي بصير، وترجم المستشرق الألماني جاير Geyer بعض شعره إلى الألمانية. (الأعلام للزركلي ٧/ ٣٤١، معجم المؤلفين ١٣/ ٦٥)

۲۲

وهو أحدُ الشعراء الذين يُقال فيهم[٢٣]: إنهم أشعرُ العرب، وهو جاهليّ أدركَ الإسلام وقصدَ النبيَّ عليه السلام بهذا المديح فصدَّه كفارُ قريشٍ وجمعوا له من الإبل وغيرها، فرجع ولم يُسلِمْ.

اعشیٰ کہتا ہے

یہ ان شعراء میں سے ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عرب کے بڑے شعراء ہیں، یہ دور جاہلیت کا شاعر ہے جس نے اسلام کا زمانہ پایا، اور اس نعتیہ کلام کے ساتھ آپ ﷺ سے ملاقات کی خواہش بھی کی، لیکن کفار قریش نے اسے روک لیا اور اسے بہت سے اونٹ وغیرہ دے دیے جس کی وجہ سے وہ اسلام لائے بغیر ہی لوٹ گیا۔

(٢٢) أَجِدُّكَ لَم تَسمَع وَصاةَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الإِلَهِ حينَ أَوصى وَأَشهَدا

(۲۲) میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی نصیحت پر عمل نہیں کیا، جب انہوں نے حکم دیا اور گواہی طلب کی۔

(٢٣) إِذا أَنتَ لَم تَرحَل بِزادٍ مِنَ التُّقى وَلاقَيتَ بَعدَ المَوتِ مَن قَد تَزَوَّدا

(۲۳) جب تم تقویٰ و پرہیز گاری کے توشہ کے بغیر سفر کروگے اور تمہاری ایسے شخص سے ملاقات ہوگی جس نے توشۂ سفرِ آخرت تیار کر رکھا ہے۔

---

٢٢ وهو في ديوانه/ ١٣٧، ومقاييس اللغة ١/ ٢٠٧، ونهاية الأرب ١٨/ ٢٠٧-٢١٧، وفي بهجة المجالس/ ٢٢٦، وشرح شواهد المغني للسيوطي: ٢/ ٧٥٧، والبداية والنهاية، ت/ التركي ٤/ ٢٥٢، والروض الأنف، ت/ الوكيل، ٣/ ٣٦٩، ومعجم الشعراء للمرزباني ١/ ٤٠١، والتحرير والتنوير ١٥/ ٦٦ مع الخلفية، والبيتان الأخيران في تفسير الثعلبي، ط/ دار التفسير ٥/ ١٢٧، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ٣/ ٣٣٠. وفي المصادر البيت الثالث هكذا:

نَدِمتَ عَلى أَن لا تَكونَ كَمِثلِهِ وَأَنَّكَ لَم تُرصِد لِما كانَ أَرصَدا

٢٣ في الأصل: يقال لهم، والصحيح ما أثبته.

(٢٤) نَـدِمتَ عَـلى أَن لا تَكـونَ كَمِـثلِهِ فترصـد للأمـر الذي كان أرصـدا

(۲۴) تب تمہارے لیے حسرت وندامت کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہوگا کہ کاش تم بھی اس کی طرح تیاری کر لیتے، لہٰذا جو مرحلہ یقینی طور پر آنے کو ہے اس کے لیے ہمہ وقت تیار رہو۔

يُروىٰ أن عمر بن عبد العزيز[٢٤] قال لسابقٍ البربري[٢٥] حين دخل عليه: عِظْني يا سابق وأوْجِزْ، قال: نعم يا أميرَ المؤمنين، وأبلغ إن شاء الله تعالى، قال: فهاتِ! فأنشدَه هذه الأبياتِ فبكى عمر حتى سُقِط مَغشِيًّا عليه.[٢٦]

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب سابق بربری ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان سے درخواست کی کہ کوئی جامع و مختصر نصیحت فرما دیجیے: کہنے لگے: امیر

---

٢٤ هو أبو حفص عمر بن عبد العزيز بن مروان بن الحكم بن أبي العاص الأموي القرشي (٦١-١٠١هـ/٦٨١-٧٢٠م)، التابعي الجليل، أمير المؤمنين وخليفة المسلمين الإمام العابد والتقي الزاهد، اشتهر بـ عمر الثاني لتشبهه بسيرة جده لأمه الخليفة الراشدي عمر بن الخطاب. قال الإمام أحمد بن حنبل: لا أرى قول أحد من التابعين حجةً إلا قول عمر بن عبد العزيز.

ولد سنة ٦١ هـ في المدينة المنورة، ونشأ فيها عند أخواله من آل عمر بن الخطاب، فتأثر بهم وبمجتمع الصحابة في المدينة، وكان شديد الإقبال على طلب العلم. وفي سنة ٨٧هـ، ولّاه الخليفة الوليد بن عبد الملك على إمارة المدينة المنورة، ثم ضم إليه ولاية الطائف سنة ٩١هـ، فصار واليًا على الحجاز كلها، ثم عُزل عنها وانتقل إلى دمشق. فلما تولى سليمان بن عبد الملك الخلافة قرّبه وجعله وزيرًا ومستشارًا له، ثم جعله ولي عهده، فلما مات سليمان سنة ٩٩هـ تولى عمر الخلافة.

تميزت خلافة عمر بن عبد العزيز بعدد من المميزات، منها: العدلُ وردُّ المظالم التي كان أسلافه من بني أمية قد ارتكبوها، وعزلُ جميع الولاة الظالمين ومعاقبتُهم، كما أعاد العمل بالشورى، ولذلك عدّه كثير من العلماء خامس الخلفاء الراشدين، كما اهتم بالعلوم الشرعية، وأمر بتدوين الحديث النبوي الشريف. استمرت خلافة عمر سنتين وخمسة أشهر وأربعة أيام، حتى قُتل مسمومًا سنة ١٠١هـ، فتولى يزيد بن عبد الملك الخلافة من بعده. (سير أعلام النبلاء، ط/ الرسالة ١١٤/٥، البداية والنهاية، ت/ التركي ٦٧٦/١٢)

٢٥ هو سابق بن عبد الله البربري، أبو سعيد. فقيه، ومحدث، شاعر، من الزهاد. له كلام في الحكمة والرقائق. وهو من موالي بني أمية. والبربري لقب له، ولم يكن من البربر. سكن الرقة، وكان يفد على عمر بن عبد العزيز، فيستنشده عمر، فينشده من مواعظه، أخذ الشعر عنه وتتلمذ له أبو العتاهية. (الوافي بالوفيات ٤٤/١٥، خزانة الأدب ٥٣٢/٩، الأعلام للزركلي ٦٩/٣)

٢٦ سيرة عبد الملك بن عمر بن عبد العزيز لابن رجب الحنبلي ٢/ ٥٠٧، حلية الأولياء، ط/ السعادة ٥ /٣١٨، تاريخ دمشق لابن عساكر ٢٠/ ١٣، ومختصره لابن منظور ٩ /١٨٢.

المومنین! ضرور، اور مذکورۂ بالا اشعار پڑھے، جن کو سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

﴿وممّا يُنسَبُ إلى عمرَبنِ عبد العزيز﴾ [27]

درج ذیل اشعار حضرت عمر بن عبدالعزیز کی جانب منسوب ہیں۔

(٢٥) وَلَا خَيرَ فِي عَيشِ امرِئٍ لَم يَكُن لَهُ   مِنَ اللّٰهِ فِي دَارِ القَرارِ نَصِيبُ

(٢٥) ایسے شخص کی زندگی ہر قسم کی خیر سے خالی ہے جس کے لیے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی حصہ نہ ہو۔

(٢٦) فَإِنْ تُعْجِبِ الدُّنْيَا أُناساً فَإِنَّها   مَتَاعٌ قَلِيْلٌ والزَّوالُ قَرِيبُ [28]

(٢٦) اگر لوگوں کو دنیا محبوب ہے تو وہ معمولی ساساز وسامان ہے اور جس کا زوال وخاتمہ بھی قریب ہی ہے۔

﴿وقال ورقة [29] بن ....

٢٧ سيرة عمر بن عبد العزيز لإبن الجوزي/ ٢٦٢، وتاريخ دمشق لابن عساكر ٤٥/ ٢٤٢، وسير أعلام النبلاء، ط/ دار الحديث: ١٨/ ٥٤١، والبداية والنهاية، ت/ التركي ١٢ /٧٠٧، وبهجة المجالس/ ٢٣٥.

٢٨ وفي بعض المصادر: رِجَالًا مكان أُناساً، فإنه مكان فإنها

٢٩ هو ورقة بن نوفل بن أسد بن عبد العزى بن قصي۔ (ت ٦١٠هـ)، هو ابن عم خديجة بنت خويلد، حيث أن والده نوفل بن أسد هو أخ والدها خويلد بن أسد. شخصية تاريخية وحكيم جاهلي، كان حنيفيا، موحدا اعتزل عن الأوثان قبل الإسلام، وامتنع من أكل ذبائحها،وتنصر، وقرأ كتب الأديان. وكان يكتب اللغة العربية بالحرف العبراني. أدرك أوائل عصر النبوة، ولم يدرك الدعوة.

وكان يكتب الكتاب العبرانيّ فيكتب من الإنجيل بالعبرانيّة وفي روا ية يونس ومعمر ويكتب من الإنجيل بالعربيّة ولمسلم فكان يكتب الكتاب العربيّ، والجميع صحيح لأن ورقة تعلم اللسان العبرانيّ والكتابة العبرانية فكان يكتب الكتاب العبرانيّ كما كان يكتب الكتاب العربيّ لتمكنه من الكتابين واللسانين ووقع لبعض الشراح هنا خبط فلا يعرج عليه وإنما وصفته بكتابة الإنجيل دون حفظه لأن حفظ التوراة والإنجيل لم يكن متيسرا۔ كتيسر۔ حفظ القرآن الذي خصّت به هذه الأمة فلهذا جاء في صفتها أناجيلها صدورها (فتح الباري ١/ ٢٥)

إبراهيم البقاعي تأليفاً في إيمان ورقة بالنبي، وصحبته له، سماه بذلّ النصح والشفقة، للتعريف بصحبة السيد ورقة. (الأعلام للزركلي ١١٥/٨)ولورقة شعر سلك فيه مسلك الحكماء. وفي المؤرخين من يعده في الصحابة، قال البغدادي: ألف أبو الحسن برهان الدين

إنه أولاً تنصَّر وتعلَّم الكتبَ النصرانيةَ ثم بعد تحقيقه آمن بالنبي ﷺ وصدَّقه [31]

حضرت ورقہ بن نوفلؓ فرماتے ہیں

یہ پہلے نصرانی تھے اور نصرانیت کی مقدس کتابوں کا علم رکھتے تھے، پھر تحقیق و جستجو کے بعد آپ ﷺ پر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کی تصدیق کیں۔

(۲۷) لَقد نَصَحتُ لأقوامٍ وقلتُ لَهُم　　أنَا النذيرُ فلا يَغرُرْكُم أحدُ

(۲۷) میں نے بہت سے لوگوں کو نصیحت کی اور ان سے کہا کہ میں آگاہ کر رہا ہوں، تمہیں کہیں کوئی دھوکے میں نہ ڈال دے۔

(۲۸) لا تعبُدَنَّ إلهاً غيرَ خالِقِكم　　فإن **دُعِيتُم** فقُولوا دُونَه حَدَدُ [32]

(۲۸) اپنے خالق کے علاوہ کسی اور کی ہر گز پرستش مت کرنا اور اگر تمہیں اس کی دعوت دی جائے تو کہہ دینا کہ یہ تو لغو اور ممنوع و حرام ہے۔

(۲۹) سُبحانَ ذي العرشِ لا شيءَ يُعادِلُهُ　　ربُّ البريَّةِ فَرْدٌ واحدٌ صَمَدُ

(۲۹) عرش کے مالک کی ذات پاک ہے، کوئی چیز جس کی ہمسر نہیں، جو پوری انسانیت کا پالنہار ہے، تنہا و یکتا ہے، بے نیاز و نراکار ہے۔

(۳۰) سُبحانَهُ ثم سُبحاناً **نعوذ به**　　وقبْلَنا سبَّحَه الجوديُّ والجمدُ [33]

---

۳۰ نسب قريش للزبيري/ ۲۰۸، وخزانة الأدب للبغدادي ۳/ ۳۸۹، وفي البداية والنهاية، ت/ التركي ۳/ ۲۷۳، والحماسة البصرية ۲/ ۴۲۵، والروض الأنف، ت/ الوكيل ۲/ ۲۵۰ باختلاف يسير، وقد نسبت الأبيات من السادس إلى التاسع لعمر بن الخطاب في العمدة لإبن رشيق القيرواني/ ۲۳.

۳۱ فتح الباري ۱ /۲۵.

۳۲ وفي بعض المصادر: دَعَوْكم مكان دُعِيتُم، بيننا جُدَد مكان دُونَه حَدَد

۳۳ وفي بعض المصادر: يعودُ لهُ و يعادله مكان نعوذ به

(۳۰) صرف اور صرف اسی کی ذات پاک ہے، ہم اس کی ایسی پاکی بیان کرتے ہیں جس کے ذریعہ ہم اس کی پناہ حاصل کرلیں، اور ہم سے پہلے تو جودی پہاڑ اور جمد پہاڑ بھی تسبیح بیان کرتا ہے۔

(٣١) مُسخَّرٌ كلُّ مَن تَحْتَ السَّماءِ لَهُ لا ينبغي أن يناوِيَ مُلكَهُ أحدُ

(۳۱) آسمان کے زیر سایہ ہر چیز اس کے حکم کے تابع ہے، اور اس کی حکومت سے بغاوت اور اس کے حکم کی مخالفت کسی کے بس میں نہیں ہے۔

(٣٢) لا شيءَ مِمَّا تَرى تَبْقى بَشاشتُهُ يَبقى الإلهُ ويَفنىٰ المالُ والوَلَدُ

(۳۲) جو کچھ بھی تمہیں دکھائی دے رہا ہے اس میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جس کی چمک دمک، تر و تازگی ہمیشہ باقی رہے، صرف اللہ کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے، اور مال و دولت اور آل و اولاد سب فنا ہو جائیں گی۔

(٣٣) لم تُغنِ عن هُرمُزٍ يوماً خزائنُه والخُلدَ قد حاوَلَتْ عادٌ فما خَلَدُوا

(۳۳) ہرمز بادشاہ کے خزانے اس کے کچھ کام نہ آئے، اور قوم عاد نے ہمیشہ ہمیش رہنے کی بہت کوششیں کیں، لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام رہی۔

(٣٤) حَوضٌ هنالك مَورُودٌ بلا كذبٍ لا بدَّ مِنْ وردِه يوماً كما وَرَدُوا

(۳۴) وہاں ایک حوض ہے جہاں بلا شبہ حاضری ہوگی، اور ایک نہ ایک دن وہاں جانا یقینی ہے جیسا کہ پچھلی قومیں جا چکی۔

(٣٥) ولا سليمانَ **إذ دانَ الشعوبُ لَهُ** والجنُّ والإنس، تجري بينها البُرُدُ[٣٤]

(۳۵) اور اس سے تو حضرت سلیمانؑ بھی نہیں بچے، حالاں کہ تمام قومیں ان کی ماتحت و فرمانبردار تھیں، انسان و جنات بھی ان کے مطیع و فرمانبردار تھے، ہوائیں اور بادل ان کے پیغامات لے جایا کرتے تھے۔

(٣٦) أينَ المُلوكُ التي **كانت لعزَّتِها** مِن كُلِّ أوبٍ إليها وافدٌ يَفِدُ[٣٥]

(۳۶) وہ بادشاہ کہاں ہیں؟ جن کے رعب و دبدبے کی وجہ سے ہر جگہ سے لوگ ہدیے تحائف لے کر آیا کرتے تھے۔

٣٤ وفي بعض المصادر: إذ تجري الرياح له مكان إذ دانَ الشعوبُ لهُ
٣٥ وفي في الأصل: كانت نوافلها مكان كانت لعزَّتها

يُروىٰ أن عمر بن الخطابؓ حج آخر عمره فلما كان بضَجْنانَ قال: "لا إله إلا الله العلي العظيم المعطي من شاء ما شاء، كنت بهذا الوادي في مَدْرَعَةِ صُوفٍ أرعىٰ إبلَ الخطّابِ وكان فظّا غليظا يتعَبُني إذا عَمِلتُ، ويضرِبُني إذا قصرتُ، لقد أَبِيتُ الليلةَ ليس بيني وبين الله أحدٌ ثم أنشد: لا شيء مما ترى .... الأبيات . [36]

حضرت عمر الفاروقؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اخیر عمر میں فریضۂ حج ادا کیا اور جب مقام "ضجنان" پہنچے تو کہنے لگے: اللہ کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں جو بڑی عظمت والا اور برتر و بالا ہے، اور جس کو جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ میں اس وادی میں معمولی سا چوغہ پہن کر خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا، وہ بہت سخت مزاج اور بڑے ترش رو تھے، مجھ سے اتنا کام لیتے کہ میرے اعضاء و جوارح جواب دینے لگتے اور اگر کچھ کوتاہی ہو جاتی تو زد و کوب کیا کرتے۔ میں رات تنہا گذارتا تھا، میرے اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی نہ ہوتا، یہ فرماکر حضرت عمر الفاروقؓ نے مذکورۂ بالا اشعار پڑھے۔

٣٦ تاريخ الطبري ٢١٩/٢، وتاريخ دمشق لابن عساكر ٤٤ /٣١٦، والكامل في التاريخ لابن الأثير٢/ ٢٣٤.

فضيلةُ العلم

القرآن المجید

﴿۱﴾ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ
(الزمر:۹)

(ا) آپ دریافت کیجیے: جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے، کیا دونوں برابر ہوتے ہیں؟ یقیناً عقل مند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔(زمر:۹)

﴿۲﴾ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:۲۸)

(۲)یقیناًاللہ کے بندوں میں سے جو علم والے ہیں، وہی اللہ سے ڈرتے ہیں ۔(فاطر:۲۸)

﴿3﴾ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (المجادلة:۱۱)

(۳) اور جب کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کر کھڑے ہو جایا کرو، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا، اللہ ان کے درجے بلند کردیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے واقف ہیں۔(مجادلہ:۱۱)

أحاديث الرّسول عليه الصلاة والسلام

﴿١﴾ مَن غدا إلى المسجدِ لا يريدُ إلّا أن يتعلَّمَ خيرًا أو يعلِّمَهُ كانَ لَهُ كأجرِ حاجٍّ، تامًّا حجّتُهُ. (الطبراني)[٣٧]

(۱) جو شخص صبح سویرے صرف خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے کے لیے مسجد آئے تو اس کے لیے مکمل حج کا اجر و ثواب ہے۔ (طبرانی)

﴿٢﴾ طلبُ العلمِ فريضةٌ على كلِّ مسلمٍ. (البيهقي في شعب الإيمان)[٣٨]

(۲) (بقدرِ ضرورت) علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (شعب الایمان از بیہقی)

---

٣٧ في معجمه الكبير ٨/ ١١١، رقم: ٧٤٧٣، وأورده المنذري في الترغيب والترهيب ١/ ٨٢ وقال: إسناده لا بأس به، وقال الألباني في صحيح الترغيب: صحيح، والهيثمي في مجمع الزوائد ١/ ١٢٨ وقال: رجاله موثقون كلهم، أبو نعيم في حلية الأولياء ٦/ ٩٧ مطولًا، نحوه في موطأ الإمام مالك، رقم: ٣٤٣.

٣٨ بسند ضعيف، ٧٢٤/٢، رقم: ١٦٦٥، وابن ماجه في السنن، رقم: ٢٢٤ مطولاً، وصححه الألباني في صحيح ابن ماجه، رقم: ١٨٤،وحسنه شعيب الأرنؤوط في تخريج سنن ابن ماجه، والطبراني في المعجم الأوسط، رقم: ٩، والبزار في البحر الزخار: ١/ ١٧٢، رقم: ٦٧٤٦، وأبو يعلى في المسند، رقم: ٢٨٣٧. وقال النووي في فتاويه ٢٤٩/ : ضعيف وإن كان معناه صحيحا، وقال ابن القيم في مفتاح دار السعادة ١/ ٤٨٠ : معناه صحيح، وقال الزركشي في اللآلئ المنثورة،رقم: ٤ : روي من طرق تبلغ رتبة الحسن، وقال السيوطي في تدريب الراوي ١٦٤/٢ : حسن، وقال في الجامع الصغير، رقم: ٥٢٤٦ : صحيح، ووافقه الألباني في صحيح الجامع، رقم: ٣٩١٣، وقال ملا علي قاري في شرح مسند أبي حنيفة، رقم: ٥٣٧ : له طرق كثيرة، وتعددها يوجب القول بحسن الحديث، وصححه الألباني في هداية الرواة، رقم: ٢١٤، وتخريج مشكلة الفقر، رقم: ٨٦، وحسنه شعيب الأرنؤوط في تخريج سير أعلام النبلاء ١٦/ ٥٣١، وتخريج شرح السنة ١/ ٢٩٠.

﴿٣﴾ عن إبن عباسؓ: عَلِّموا، ويَسِّروا ولا تُعسِّروا، وبَشِّروا ولا تُنفِّروا.(أحمد في المسند[39] والبخاري في الأدب المفرد)[40]

(۳)حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ لوگوں کو علم سکھاؤ اور آسانیاں پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو، لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ، انہیں متنفر نہ کرو۔(مسند احمد، الادب المفرد از امام بخاری)

﴿٤﴾ اتَّقِ اللهَ فيما تعلَمُ. (البخاري في التاريخ[41] والترمذي)[42]

(۴) جن چیزوں کا تمھیں علم ہے اس میں اللہ کی نافرمانی سے بچو۔ (تاریخ کبیر از امام بخاری، جامع ترمذی)

﴿٥﴾ عن عبد الله بن عمرؓ:مَن تَعَلَّمَ عِلْمًا لغيرِ اللهِ، أوْ أرادَ بهِ غيرَ اللهِ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النارِ. (الترمذي)[43]

---

٣٩ بسند ضعيف، رقم: ٢٥٥٦، والحديث حسن لغيره .

٤٠ رقم: ١٣٢٠، والسيوطي في الجامع الصغير، رقم: ٥٤٦٢، وصححه الألباني في صحيح الجامع رقم: ٤٠٢٧، و في السلسلة الصحيحة رقم: ١٣٧٥، والبيهقي في شعب الإيمان، رقم: ٨٢٨٦ مختصراً نحوه، والبزار في المسند، رقم: ٤٨٧٢ مختصرا، والطبراني في المعجم الكبير ١١/ ٣٣، رقم: ١٠٩٥١ باختلاف يسير.

٤١ لم أجده في تاريخه الكبير، و في الجامع الصغير وزياداته للسيوطي: ١/ ١١٢٠: (رمز: تخ ت)، وقال إبن حمزة الحسيني في البيان والتعريف في أسباب ورود الحديث الشريف ١/ ٢٠، "أخرجه البخاري في التاريخ الكبير".

٤٢ في السنن، رقم: ٢٦٨٣، وقال: ليس إسناده بمتصل وهو عندي مرسل، ووافقه الألباني في ضعيف الترمذي، رقم: ٢٦٨٣، وفي ضعيف الجامع، رقم: ١٠٨، وفي السلسلة الضعيفة، رقم: ١٦٩٦، وأخرجه في العلل الكبير ١/ ٣٤١، وعبد بن حميد في المسند، رقم: ٤٣٥، والطبراني في المعجم الكبير ٢٢/ ٢٤٢، رقم: ٦٣٣.

٤٣ في السنن، رقم: ٢٦٥٥، وقال: حسن غريب لا نعرفه من حديث أيوب إلا من هذا الوجه، وقال ابن العربي في عارضة الأحوذي ١٠/٨٩: صحيح المعنى ضعيف السند والمبنى، وقال المباركفوري في تحفة الأحوذي ٦٨/٧ : فيه انقطاع، وضعفه الألباني في ضعيف الترمذي، رقم: ٢٦٥٥، وفي السلسلة الضعيفة، رقم: ٥٠١٧، وفي ضعيف الترغيب، رقم: ٨٥، ورواه النسائي في السنن الكبرى، رقم: ٥٩١٠.

(۵) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس شخص نے اللہ کی خوشنودی کے سوا کسی اور مقصد کے لیے علم حاصل کیا تو اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہیے۔ (جامع ترمذی)

﴿٦﴾ ليسَ منّي إلّا عالِمٌ أو مُتعلِّمٌ. (أخرجه الديلمي في مسند الفردوس) [44]

(٦) عالم اور طالب علم کے علاوہ میرا کسی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ (دیلمی)

﴿٧﴾ من طلب العلمَ ليُجارِيَ به العلماءَ أوْ ليُمارِيَ به السفهاءَ ويصرفَ به وجوهَ الناسِ إليه أدخلَهُ اللهُ النارَ. (الترمذي، كتاب العلم) [45]

(۷) جو شخص اس مقصد کے لیے علم حاصل کرے کہ اس کے ذریعے علماء سے (شہرت و دکھاوے کے لیے) مقابلہ کرے یا عوام الناس اور جہلاء سے بحث و مباحثہ کرے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے، تو اللہ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ (جامع ترمذی)

﴿٨﴾ من خرج في طلبِ العلمِ، فهو في سبيلِ اللهِ حتى يرجعَ. (الترمذي) [46]

(۸) جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے تو وہ جب تک لوٹ کر نہ آجائے اللہ کے راستے ہی میں رہتا ہے۔ (جامع ترمذی)

---

٤٤ رقم: ٥٢٤٩، والسيوطي في الجامع الصغير ٢/ ٢٥٤، وضعفه الألباني في ضعيف الجامع، رقم: ٤٩٤٢، وفي السلسلة الضعيفة، رقم: ٢٠٣٢، والحافظ العسقلاني في لسان الميزان، ت/ أبو غدة ٣ /٥٥١. وقال: الحديث منكر بهذا الإسناد.

٤٥ في السنن، رقم: ٢٦٥٣، وقال: حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه، وإسحاق بن يحيى ليس بذاك القوي عندهم، تكلم فيه من قبل حفظه، وقال المباركفوري في تحفة الأحوذي ٦٧/٧ : إسحاق بن يحيى بن طلحة قال الحافظ ضعيف، وحسنه الألباني في صحيح الترمذي، رقم: ٢٦٥٤، وفي صحيح الجامع، رقم: ٦٣٨٣، وقال في صحيح الترغيب، رقم: ١٠٦: صحيح لغيره.

٤٦ في السنن، رقم: ٢٦٤٧، وقال: حديث حسن غريب، والضياء المقدسي في الأحاديث المختارة، والطبراني في المعجم الصغير، رقم: ٣٨٠ رقم: ٢١١٩، والبزار في المسند رقم: ٦٥٢٠، والمنذري في الترغيب والترهيب، ١/ ٨٥. وقال الألباني في صحيح الترغيب : حسن لغيره، والسيوطي في الجامع الصغير، رقم: ٨٦٣٨ وصححه، وضعفه الألباني في ضعيف الجامع، رقم: ٥٥٧٠، والسلسلة الضعيفة، رقم: ٢٠٣٧، وهداية الرواة، رقم: ٢١٧.

بسم الله الرحمن الرحيم

العلم وما يتعلق به

قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه[47] [48]

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں:

(٣٧) النـاسُ مِـن جِهَـةِ التِمثـالِ أَكفـاءُ أَبـوهُمُ آدَمُ وَالأُمُ حَـوّاءُ

(۳۷) شکل و صورت کے لحاظ سے تمام لوگ برابر ہیں، سب کے والد حضرت آدمؑ ہیں اور سب کی والدہ حضرت حواء ہیں۔

(٣٨) وَإِنَّمـا أُمَّهـاتُ النـاسِ أَوعِيَـةٌ مُسـتَودِعاتٌ وَلِلأَحسـابِ آباءُ

(۳۸) اور لوگوں کی مائیں بمنزلہ ان ظروف کے ہیں جن میں کوئی چیز بغرض امانت محفوظ رکھی گئی ہو، حسب نسب کا تعلق تو باپ سے ہے۔

(٣٩) فَـإِنْ لَمْ يَكُـنْ لَهُـمُ مِـن أَصـلِهِم شَرَفٌ يُفـاخِرونَ بِـهِ فَـالطينُ وَالمـاءُ

(۳۹) لہٰذا ان کو کوئی قابلِ فخر خاندانی شرف حاصل نہیں ہے تو وہ صرف مٹی اور پانی کا مجموعہ ہیں۔

(٤٠) وَإِن أَتَيـتَ بِفَخـرٍ مِـن ذَوِي نَسَـبِ فَـإِنَّ نِسـبَتَنا جُـودٌ وَعَليـاءُ[49]

---

٤٧ هو علي بن أبي طالب الهاشمي القرشي(٢٣ق هـ-٤٠هـ/٥٩٩م-٦٦١م)، أبو الحسن، رابع الخلفاء الراشدين، وجمعت خطبه وأقواله ورسائله في كتاب سمى نهج البلاغة، ولأكثر الباحثين شك في نسبته كله إليه. أما ما يرويه أصحاب الأقاصيص من شعره وما جمعوه وسموه ديوان عليّ بن أبي طالب فمعظمه أو كله مدسوس عليه. (معجم المؤلفين ٧/ ١١٢)

٤٨ والأبيات في ديوانه، ت/ الأعلمي/ ٥، ت/ خفاجي/٢٥، ت/ المصطاوي/١٣، والدرالمختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، المقدمة ١/ ٤٠، وفي تفسير القرطبي، ت/ التركي ١٩/ ٢١٢، وجامع بيان العلم وفضله /٢١٩-٢١٨ بترتيب مختلف، والبيت الخامس إلى السابع في إحياء علوم الدين للغزالي ١/ ١٧.

٤٩ وفي بعض المصادر: بجود مكان بِفَخرٍ

(۴۰) اور اگر تم حسب نسب کو بطور فخر پیش کرو تو سنو کہ ہماری نسبت تو سخاوت و بلندی کی جانب ہے۔

(٤١) ما الفَضلُ إلّا لِأَهلِ العِلمِ إنَّهُمُ   عَلى الهُدى لِمَنِ اِستَهدىٰ أَدِلّاءُ[50]

(۴۱) فضیلت تو صرف اہل علم کو حاصل ہے، کہ وہ راہ ہدایت پر گامزن ہیں اور اس راہ کے طالبین کے رہنما ہیں۔

(٤٢) وَقيمَةُ كُلِّ امرِئٍ ما كانَ يُحسِنُهُ   وَالجاهِلونَ لِأَهلِ العِلمِ أَعداءُ[51]

(۴۲) ہر آدمی کی قیمت یہ ہوتی ہے کہ وہ کام کو کس حسن وخوبی سے انجام دیتا ہے اور جہلاء تو اہلِ علم کے گویا دشمن ہیں۔

(٤٣) فَقُمْ بِعِلمٍ وَلا تَبغِي له بَدَلاً   فَالناسُ مَوتى وَأهلُ العِلمِ أَحياءُ[52]

(۴۳) لہٰذا علم حاصل کرو اور اس کا بدل تلاش نہ کرو، لوگ تو مر جاتے ہیں لیکن اہل علم (اپنے کارنامے کی وجہ سے) ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

﴿قال سابق البربري﴾[53]

حضرت سابق بربری فرماتے ہیں:

(٤٤) **العِلمُ يُحيِي قُلوبَ المَيِّتينَ كما**   تَحيَا البِلادُ **إذا مسَّها** المَطَرُ[54]

(۴۴) علم مردہ لوگوں کے دلوں کو زندگی بخشتا ہے جیسا کہ بارش کے بعد زمین لہلہا اٹھتی ہے۔

(٤٥) والعِلمُ يَجلُو العَمَى عن قلبِ صاحبِه   كما يُجْلِي سَوادَ **الطَّخِيَّةِ** الْقَمَرُ[55]

---

٥٠ وفي بعض المصادر: ما الفخر مكان ما الفَضلُ

٥١ وفي بعض المصادر: قدر مكان وَقيمةُ

٥٢ وفي بعض المصادر: ففز مكان فَقُمْ،ولا تطلب به مكان وَلا تَبغي

٥٣ والبيت في شعر سابق بن عبد الله البربري /١٠٩، وفيه "الذكر" مكان "العلم" في البيت الأول، ومجاني الأدب ٢/ ١٣٠، والعقد الفريد ٢/ ٨١، وفي جامع بيان العلم وفضله ١/ ٢٢٢ باختلاف الألفاظ .

٥٤ وفي بعض المصادر: الطرف الأول من البيت هكذا:

والعلم فيه حيَاةٌ لِلقُلُوبِ كما   تَحيَا البِلادُ إذا ماتَت المَطَرُ

٥٥ وفي بعض المصادر: الظُّلمةِ مكان الطَّخيَّةِ

(۴۵) علم کے ذریعے انسان کے دل کی بے بصیرتی وبے راہ روی دور ہو جاتی ہے، جیسا کہ چاند کی روشنی سے رات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے۔

﴿عن الشافعي[56]﴾[57]

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں:

(٤٦) حَسبي بِعِلمي إن نَفَعْ ... ما الذُلُّ إلّا في الطَّمَعْ

(۴۶) اگر میرا علم نفع بخش ہے تو میرے لیے کافی ہے، اور حرص وطمع میں ذلت ورسوائی کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔

(٤٧) مَن راقَبَ اللهَ رَجَعْ ... عن سُوءِ ما كانَ صَنَعْ[58]

(۴۷) جو اللہ کا پاس و لحاظ کرتا ہے، وہ برے اعمال سے توبہ کر لیتا ہے۔

(٤٨) ما طارَ طَيرٌ وَارتَفَعْ ... إلا كَما طارَ وَقَعْ

(۴۸) کوئی بھی پرندہ جب بلندی پر جاتا ہے تو جس طرح بلندی پر جاتا ہے ایسے ہی گر بھی جاتا ہے۔

---

٥٦ هو أبو عبد الله محمد بن إدريس الشافعيّ المطَّلِبيّ القرشيّ (١٥٠-٢٠٤هـ / ٧٦٧-٨٢٠م) هو ثالث الأئمة الأربعة عند أهل السنة والجماعة، وهو أيضاً إمام في علم التفسير وعلم الحديث وعلم العربية، وقد عمل قاضياً فعُرف بالعدل والذكاء. وإضافةً إلى العلوم الدينية، كان الشافعي فصيحاً شاعراً، ورامياً ماهراً، ورحّالاً مسافراً. أكثَرَ العلماءُ من الثناء عليه، وله مناقب لا تحصى، حتى قال فيه الإمام أحمد: كان الشافعي كالشمس للدنيا، وكالعافية للناس، وقيل أنه هو إمامُ قريش الذي ذكره النبي محمد بقوله: عالم قريش يملأ الأرض علماً. (وفيات الأعيان ١٦٣/٤، سير أعلام النبلاء، ط/ الحديث ٢٣٦/٨، ط/ الرسالة ٦/١٠)

٥٧ ديوان الإمام الشافعي، ت/ خفاجي/٩٣، ت/ الطباع/٨٥، ت/ صالح/٦٠، الجوهر النفيس/٩٢ بحذف الطرف الثاني من البيت الثاني، وجامع بيان العلم وفضله/٦٢٩ وينسب فيه إلى عبد الله بن مبارك، المستطرف/٨٢ بنسبته إلى إسماعيل بن قطري القراطيسي.

٥٨ وفي بعض المصادر: قبح مكان سُوءِ، نزع مكان صَنَعْ

﴿وللزمخشري﴾[59] [60]

علامہ زمخشری فرماتے ہیں:

(٤٩) وكُلُّ فَضـــيلةٍ فيهـــا ســـَنَاءُ   وَجَدْتُّ العِلْمَ مِن هَاتِيكَ أسـْـنَى[61]

(۴۹) ہر خوبی میں رفعت وبلندی ہے لیکن میں نے دیکھا کہ علم تو تمام فضائل میں سب سے زیادہ ہی بلند و بالا ہے۔

(٥٠) فـلا تعْتَـدَّ غَـيرَ العِـلْمِ ذُخْـراً   فـإنّ العِـلْمَ كَـنْزٌ لَـيسَ يَفْـنَىٰ

(۵۰) لہٰذا تم علم کے سوا کسی چیز کو ذخیرہ بنانے کے قابل نہ سمجھو، کیوں کہ علم ہی ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

﴿ومما ينسب إلى الإمام الشافعي﴾[62]

درج ذیل اشعار حضرت امام شافعی کی طرف منسوب ہیں۔

(٥١) عِلْمِي مَعِي حَيثُمَا يَمَّمْتُ يَنفَعُني   قَلبي وِعاءٌ لَهُ لا بَطنُ صُـنْدُوقِ[63]

(۵۱) میں جہاں بھی جاتا ہوں میرا علم میرے ہمراہ رہ کر مجھے فائدہ پہنچاتا ہے، اس کا ظرف میرا قلب ہے نہ کہ صندوق۔

(٥٢) إن كُنتُ في البَيتِ كانَ العِلمُ فيهِ مَعِي   أَوكُنتُ في السُّوقِ كانَ العِلمُ في السُّوقِ

٥٩ هو محمود بن عمر بن محمد بن أحمد الخوارزمي الزمخشري، جار الله، أبو القاسم. من أئمة العلم بالدين والتفسير واللغة والآدب. ولد في زمخشر من قرى خوارزم وسافر إلى مكة فجاور بها زمناً فلقب بجار الله. وتنقل في البلدان، ثم عاد إلى الجرجانية من قرى خوارزم فتوفي فيها. أشهر كتبه: الكشاف، في تفسير القرآن، وأساس البلاغة، والمفصل، والفائق في غريب الحديث، وله ديوان شعر، وكان معتزلي المذهب، مجاهراً، شديد الإنكار على أهل السنة والجماعة، والمتصوفة، أكثر من التشنيع عليهم في الكشاف وغيره. (كشف الظنون ١٤٧٥/٢، الأعلام للزركلي ١٧٨/٧)

٦٠ لم أجده في ديوانه والبيت في العقد التليد/٣٥٤، وحسن التنبه 3/ 590.

٦١ في الأصل: ثَنَاءُ مكان سَنَاءُ، وحديث العلم مكان وَجَدْتُّ العِلمَ

٦٢ ديوان الإمام الشافعي، ت/خفاجي/١٠٠، ت/الطباع/٩١، ت/صالح/١/٧، روى عنه الربيع بن سليمان في أدب الدنيا والدين، كذا في الجوهر النفيس/١١٢، وذكره إبن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله/٢٩٥ ونسبه إلى منصور الفقيه.

٦٣ وفي بعض المصادر: بطني، صدري مكان سُوءِ قَلْبي

(۵۲) میں گھر میں رہوں یا بازار میں علم ہر وقت میرے ہمراہ رہتا ہے۔

﴿لمحمد بن الحسن﴾[64][65]

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی سے منقول ہے:

(٥٣) تَعَلَّمْ فَإِنَّ العِلْمَ زَيْنٌ لأَهْلِهِ   وَفَضْلٌ وَعُنْوَانٌ لِكُلِّ المَحَامِدِ

(۵۳) علم حاصل کرو، کیوں کہ علم انسان کے لیے زیب وزینت کا ذریعہ ہے، اور خوبی کی بات ہے اور تمام کمالات و محاسن کا عنوان ونشان ہے۔

(٥٤) وكُنْ مُسْتَفِيْدًا كُلَّ يومٍ زِيَادَةً   مِن العِلْمِ واسْبَحْ في بُحُورِ الفَوَائِدِ

(۵۴) اور روزانہ اپنے علم میں اضافہ کرو اور علوم وفنون کے سمندر میں غوطے لگاؤ۔

﴿للإمام الشافعي﴾[66]

---

٦٤ هو محمد بن الحسن الشيباني (١٣١-١٨٩هـ/٧٤٨-٨٠٤م) من موالي بني شيبان، أبو عبد الله: إمام بالحديث والفقه والأصول والعربية، وهو الذي نشر علم الإمام أبي حنيفة.أصله من قرية حرستة، في غوطة دمشق، وولد بواسط، ونشأ بالكوفة، فسمع من الإمام أبي حنيفة، وغلب عليه مذهبه وعرف به، وانتقل إلى بغداد، فولاه الرشيد القضاء بالرقة ثم عزله. ولما خرج الرشيد إلى خراسان صحبه، فمات في الري، له كتب ومصنفات كثيرة في الحديث والفقه والأصول.

قال الشافعي: لو أشاء أن أقول نزل القرآن بلغة محمد بن الحسن، لقلت، لفصاحته. (الأعلام للزركلي ٦/ ٨٠)

٦٥ في تعليم المتعلم/ ١٠ قيل لمحمد بن الحسن شعرا، يعني قائل هذين البيتين هو الآخر، ليس بمحمد بن الحسن الشيباني، وفي جامع بيان العلم وفضله/١٢٦ أن البيتين أنشدهما عَمْرُو بْنُ الْجَاحِظِ لِصَالِحِ بْنِ جَنَاحٍ فِي الْعِلْمِ، وفي موارد الظمآن لدروس الزمان ١/ ١١٣، ومجموعة القصائد الزهديات ١/ ٩٠ بدون نسبة، ولكن في نشر طي التعريف/١٩٩، والمجالس الوعظية للسفيري ٢/ ٨٣ صراحة بنسبتها إلى الإمام محمد بن الحسن الشيباني.

٦٦ واشتهر عن الإمام الشافعي هاذان البيتان كما في ديوانه، ت/بهجت/٤٢، ت/صالح/٥٨، ت/الطباع/٤٩، ت/خفاجي/٨٨، الجوهر النفيس/٨٤، وأوردهما الخطيب في الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع بدون نسبة ٢/ ٣١٣.

هناك من يقول أنهما ليسا للإمام الشافعي وأنهما لعلي بن خشرم، وأن الناس هم من نسبوهما إلى الإمام الشافعي. ولكن جماعةً من العلماء قد نسبوهما إليه ، وممن نسبهما إليه:

١. عبد القادر القرشي في الجواهر المضية ١/ ٤٨٧.
٢. القسطلاني في المواهب اللدنية ٣/ ١٠.

٣. جمال الدين القفطي في المحمدون من الشعراء/١٣٨ .
٤. أبو بكر الدمياطي في إعانة الطالبين ٢/ ١٦٧.
٥. الصنعاني في التنوير شرح الجامع الصغير ٣/ ٤٤٧.
٦. أبو منصور الماتريدي في تأويلات أهل السنة ١/ ٢٧٥.
٧. الزرقاني في شرحه على المواهب ٩/ ٣٤٦، وفي مناهل العرفان في علوم القرآن ٢/ ٥١.
٨. إبن القيم في الداء والدواء، ط/ عطاءات العلم/ ١٣٢.
٩. الآلوسي في روح المعاني ٣/ ٢٦٢.
١٠. إبن باز في فتاوى ومقالات متنوعة ٥/ ٢٩٧، ٦/ ٢٤٣، ٢٧/ ٢٩.
١١. محمد علي الصابوني في صفوة التفاسير ١/ ١٦٢.
١٢. محمد بن حمود الوائلي في بغية المقتصد شرح بداية المجتهد ١٠٠٣٩/١٦.

وأما نسبتها لعلي بن خشرم ففي شعب الإيمان للبيهقي : أخبرنا أبو عبد الله الحافظ قال: سمعت أبا الطيب محمد بن أحمد الذهلي يقول سمعت مسدد بن قطن سمعت علي بن خشرم يقول: "شكوت إلى وكيع قلةَ الحفظ"، فقال: "استعن على الحفظ بقلة الذنوب". (ت/ زغلول ٢٧٢/٢، ط/ الرشد ٢٤٤/٣ إسناده جيد، العقد التليد ٣٤٨/١)

وفي الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب : أخبرنا محمد بن الحسين القطان، قال أخبرنا دعلج، قال أخبرنا أحمد بن عليّ الأبّار، أنّ أحمد بن علي بن خشرم حدثهم، قال : سألْتُ وكيعاً، قلتُ : "يا أبا سفيان! تعلم شيئاً للحفظ ؟" قال : " أراك وافداً "، ثم قال : " تَركُ المعاصي عَونٌ على الحفظ" (٢٥٨/٢، رقم: ١٧٨٥)

النسيان من طبيعة الإنسان كما قال الشاعر:

وما سُمي الإنسان إلا لنسيه ولا القلب إلا أنه يتقلب

وقد قالوا قديما: إن أول نَاسٍ أولُ النَّاس، والمقصود بذلك آدمٌ، لكن النسيان يتفاوت من إنسان إلى آخر بحسب طبيعته، فيكثر عند البعض ويقلّ عند آخرين، ومما يُساعد على مقاومة النسيان ما يلي:

أولاً: الابتعاد عن الذنوب، لأن شؤم المعصية يورث سوء الحفظ وقلّة التحصيل في العلم ولا تجتمع ظلمة المعصية مع نور العلم.

وروى الخطيب في الجامع (٣٨٧/٢) عن يحيى بن يحيى قال سأل رجل مالك بن أنس: يا أبا عبد الله! هل يصلح لهذا الحفظ شيء قال: إن كان يصلح له شيء فتَرْكُ المعاصي.

ثانياً: كثرة ذكر الله من التسبيح والتحميد والتهليل والتكبير وغيرها، قال الله تعالى: (واذكر ربك إذا نسيت).

ثالثاً: أن لا يكثر الأكل، فإن كثرة الأكل جالبة لكثرة النوم والبلادة وقصور الذهن وفتور الحواس، وكسل الجسم، وهذا مع ما فيه من التعرض لخطر الأسقام البدنية كما قيل: فإن الداء أكثر ما تراه يكون من الطعام أو الشراب.

حضرت امام شافعی سے مروی ہے:

(٥٥) شَكَوتُ إلى وَكِيعٍ سوءَ حِفظِي فَأَرْشَدَنِي إلى تَركِ المَعَاصِي[٦٧]

(٥٥) میں نے امام وکیع سے اپنے کمزور حافظے کی شکایت کی تو آپ نے مجھے گناہوں سے اجتناب کرنے کا حکم دیا۔

رابعاً: أن لا يستخدم الهاتف الذكي بشكل مفرط أو غير صحيح لأنه معدن الذنوب والمعاصي وجالب الآفات من صحية ونفسية واجتماعية، ومنها:

التأثير على الصحة الجسدية: (إجهاد العين: النظر المستمر إلى شاشة الجوال يمكن أن يسبب إجهاد العين وجفافها. آلام الرقبة والظهر: استخدام الجوال لفترات طويلة، خاصة بوضعية غير صحيحة، يمكن أن يؤدي إلى مشاكل في الرقبة والعمود الفقري. اضطرابات النوم: التعرض للضوء الأزرق المنبعث من الشاشات قبل النوم يمكن أن يؤثر على جودة النوم ويؤدي إلى الأرق.)

التأثير على الصحة النفسية: (الإدمان: الاستخدام المفرط للجوال، خاصة على مواقع التواصل الاجتماعي، قد يؤدي إلى إدمان التكنولوجيا وصعوبة في الانفصال عنها. القلق والاكتئاب: الاستخدام الزائد لمواقع التواصل الاجتماعي قد يزيد من مشاعر القلق والاكتئاب بسبب المقارنات الاجتماعية والشعور بالعزلة.)

التأثير الاجتماعي: (العزلة الاجتماعية: الإفراط في استخدام الجوال قد يقلل من التواصل الفعلي مع الآخرين ويؤدي إلى عزلة اجتماعية. ضعف العلاقات الشخصية: الاعتماد على الجوال كوسيلة أساسية للتواصل قد يؤثر على جودة العلاقات الحقيقية.)

المشاكل السلوكية: (تشتت الانتباه: كثرة استخدام الجوال يمكن أن تؤثر على التركيز وتؤدي إلى تشتت الانتباه، خاصة أثناء العمل أو الدراسة. انخفاض الإنتاجية: استخدام الجوال خلال ساعات العمل أو الدراسة يمكن أن يضعف الأداء والإنتاجية. التعرض للإشعاعات: على الرغم من أن الدراسات حول هذا الموضوع غير حاسمة، فإن هناك مخاوف من أن التعرض الطويل لإشعاعات الهواتف المحمولة قد يكون له تأثيرات صحية على المدى البعيد.)

خامساً: ذكر بعض أهل العلم مطعومات تزيد في الحفظ ومن ذلك شرب العسل وأكل الزبيب ومضغ بعض أنواع اللبان: قال الإمام الزهري: عليك بالعسل فإنه جيد للحفظ. وقال أيضًا: من أحب أن يحفظ الحديث فليأكل الزبيب من الجامع للخطيب (٢/٣٩٤). وقال إبراهيم: عليكم باللبان فإنّه يشجع القلب ويذهب النسيان. من الجامع للخطيب (٢/٣٩٧) كما ذكروا أن الإكثار من الحوامض من أسباب البلادة، وضعف الحفظ.

سادساً: ومن الأمور التي تساعد على الحفظ وتقاوم النسيان: الحجامة في الرأس وهذا معروف بالتجربة. (وللمزيد يُنظر الطب النبوي لابن القيم) . والله أعلم

٦٧ في الأصل: فأوصاني مكان فَأَرْشَدَنِي

(٥٦) وَأَخْـــبَرَنِي بِـــأَنَّ العِـــلمَ نُـــورٌ   وَنُــورُ اللهِ لا يُعطَــى لِعــاصِي[٦٨]

(٥٦) اور بتایا کہ علم نورِ الٰہی ہے اور نورِ الٰہی گنہگار کو حاصل نہیں ہوتا۔

﴿قال أحد﴾[٦٩]

(٥٧) العِــلمُ كَــنزٌ وَذُخـرٌ لا نَفــادَ لَهُ   نِعمَ القَرينُ إِذا ما صَــاحِبٌ صَحِبا[٧٠]

(٥٧) علم کبھی ختم نہ ہونے والا خزانہ ہے، اور کیا خوب ہمنشین ہے، اگر کوئی اس کو اپنا رفیق وہم سفر بنائے۔

﴿ليوسف الهمداني[٧١]﴾[٧٢]

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی فرماتے ہیں:

(٥٨) إذا شِـئتَ أن تَلْقَـى عَـدُوَّكَ راغِـماً   وتَقــتُلَه همّــاً وتُحرِقَــهُ غَمّـــاً

(٥٨) اگر تم اپنے دشمن کو ذلیل ورسوا دیکھنا چاہتے ہو، اور اسے تکلیف وپریشانی میں مبتلا کرنا چاہتے ہو۔

(٥٩) فَـرُمِ العُـلىٰ وازْدَدْ مـنَ العـلمِ إنّــهُ   مـنِ ازداد عِلـماً زادَ حاسـدُهُ غَمّـاً[٧٣]

(٥٩) تم بلندی کا قصد کرو، اور خوب علم حاصل کرو، کیوں کہ جس قدر تمہارے علم میں اضافہ ہوگا اسی قدر حاسدین کی تکلیف میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

---

٦٨ في الأصل: لأن العلم نور من إله مكان بِأَنَّ العِلمَ نُورٌ، وفي بعض المصادر وقال: اعلم مكان وأخبرني

٦٩ القائل هو أبو الأسـود الدؤلي، والبيت في ديوانه/٣٨٣، والفقيه والمتفقه 1/ ٤٥، وتاريخ دمشـق ٢٥/ ٢١٠، ومفتاح دار السعادة لإبن القيم/٤٢٦، والمجموع شرح المهذب، المقدمة ١/ ٢٢، وجامع بيان العلم وفضله/ ٢٥٠.

٧٠ في الأصل: زين وكنز مكان كَنْزٌ وَذُخرٌ

٧١ هو الشيخ خواجه يوسف بن أيوب الهمدانى النقشبندي(٤٢١-٥٣٥هـ/١٠٢٩-١١٤١م)،صوفي، توفي بهراة، ودفن بمرو، من آثاره : منازل السالكين في التصوف. (معجم المؤلفين ١٣/٢٤٩)

٧٢ لم أقف على من نسبه إلى يوسف الهمداني، أنشده الزرنوجي في تعليم المتعلم/٦٩ بدون نسبة، وإبن كثير في البداية والنهاية ت/ التركي: ١٥/٣٥٢ ونسبه إلى علي بن محمد، أبي الفتح البستى. ونسب للشافعي أيضا في ديوانه، ت/بهجت/١٢٥.

٧٣ وفي بعض المصادر: فسامِ للعلى مكان فرُمِ العُلىٰ، الفضل مكان العلم

﴿لأحد﴾[٧٤]

(٦٠) طَلَبُ الْعِلْمِ مَذَلَّةٌ وصَغَارُ   والتَّرْكُ منه نَدامَةٌ وخَسارُ[٧٥]

(٦٠) حصول علم میں ابتداءً ذلت گوارا کرنی پڑتی ہے، لیکن اس سے بے توجہی حسرت و ندامت اور خسارے کے سوا کچھ نہیں۔

(٦١) اصبِرْ علىٰ طَلَبِ الْعِلْمِ فإنه   بعدَ الْمَذَلَّةِ رِفْعَةٌ وَوَقارُ[٧٦]

(٦١) لہٰذا صبر واستقامت کے ساتھ علم حاصل کرو، کیوں کہ اس ذلت کے بعد اقبال و بلندی اور عزت آپ کا مقدر ہے۔

﴿قال المرار بن سعيد[٧٧]﴾[٧٨]

وهو يُعَدُّ في شعراء الإسلام، أدرك عهد الأمويين ثم أول عهد العباسيين.

حضرت مرار بن سعید فرماتے ہیں

ان کا شمار شعرائے اسلام میں ہوتا ہے، انہوں نے عہد اموی اور عہد عباسی کا ابتدائی دور پایا۔

(٦٢) إذا شِئتَ يوماً أَن تَسودَ عَشيرَةً   فَبالعلمِ سُدْ لا بِالتَّسَرُّعِ وَالشَّتْمِ

(٦٢) اگر تم کسی قبیلے کی قیادت کرنا چاہتے ہو تو جلد بازی اور طعن و تشنیع کے بجائے علم کے ذریعے قیادت کرو۔

---

٧٤ ذكر السمعاني في المنتخب/٦٥٥ ونسبه إلى الإمام محمد بن جرير الطبري. وقال ابن عباسؓ : ذللت طالباً فعززت مطلوباً. (أخرجه ابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله ١/ ٣٤٢، والنووي في التبيان في آداب حملة القرآن/ ٥٠، والغزالي في إحياء علوم الدين ١/ ٩)

٧٥ وفي بعض المصادر: طلب الحديث مكان طَلَبُ الْعِلْمِ، والسهو عنه مكان والتَّرْكُ منه

٧٦ وفي بعض المصادر: عزة مكان رِفْعَةٌ

٧٧ هو المرار بن سعيد بن حبيب الفقعسي، أبو حسان. شاعر إسلامي، من شعراء الدولة الأموية. وكان مفرط القصر، ضئيلا. نسبته إلى فقعس من بني أسد بن خزيمة. كان يهاجي المساور بن هند وقال المرزباني: كثير الشعر. (الأعلام للزركلي ٧/ ١٩٩)

٧٨ الحماسة البصرية ٢/ ٢٩، وشرح حماسة أبي تمام للفارسي ٣/٥، وشرح ديوان الحماسة للتبريزي ٢/ ٣، وشرح ديوان الحماسة للمرزوقي ١/ ٨٦٤، وبهجة المجالس/١٣٣، ومجاني الأدب ٣/١٠٥، وفي المصادر كلها الحلم مكان العلم، فهذا من تصرفات المؤلف رحمه الله.

(٦٣) وَلَلْعِلْمُ خَيرٌ - فَاعْلَمَنَّ - مَغَبَّةً   مِنَ الجَهلِ إِلَّا أَن تُشَمَّسَ مِن ظُلمِ

(٦٣) اور یہ بات ذہن نشین کرلو کہ علم (و حلم) کا نتیجہ جہالت اور بے وقوفی کے نتیجے سے بہت بہتر ہے ، الا کہ تم ظلم کا شکار ہو جاؤ (تو پھر تمہیں بدلہ لینے اور اپنا دفاع کرنے کی اجازت ہے)

وقال صالح بن عبد القدوس[79] [80]

صالح بن عبد القدوس کہتا ہے:

(٦٤) وَإِنَّ مَن أَدَّبْتَهُ في الصَّبا   كَالعودِ يسقى الماءَ في غَرسِهِ

(٦٤) اور جسے تم بچپن ہی میں آداب و اخلاق سے آراستہ کردو تو اس کی مثال اس ٹہنی کی طرح ہے، جس کو باغ میں لگاتے وقت ہی سے سیراب کیا گیا ہو۔

(٦٥) حَتى تَراهُ مُورَّقاً ناضِراً   بَعدَ الذي **أَبْصَرْتَ** مِن يُبْسِهِ[81]

(٦٥) یہاں تک کہ تم اسے سر سبز و شاداب دیکھتے ہو حالاں کہ اس سے پہلے وہ خشک تھی۔

(٦٦) وَالشَيخُ لا يَترُكُ أخلاقَهُ   حَتّى يُوارىٰ في ثَرَىٰ رَمْسِهِ

(٦٦) اور بوڑھا شخص کبھی اپنی پرانی عادتیں نہیں چھوڑتا، یہاں تک کہ اسے قبر میں دفنا دیا جاتا ہے۔

(٦٧) إذا ارْعَوَىٰ عادَ إلَى جَهلِهِ   كَذي الضَّنَا عادَ إلَى نَكسِهِ

(٦٧) اگر وہ کبھی (بد خلقی سے) باز بھی آجاتا ہے تو (چند دنوں کے بعد) دوبارہ جہالت و پھوہڑپن کا شکار ہو جاتا ہے جیسا کہ دائمی مریض (چند دنوں کے افاقے کے بعد) واپس کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے۔

---

٧٩ هو صالح بن عبد القدوس بن عبد الله بن عبد القدوس الأزدي الجذامي (ت ١٨٣هـ)، مولاهم، أبو الفضل. شاعر حكيم، كان متكلماً يعظ الناس في البصرة. له مع أبي الهذيل العلاف مناظرات، وشعره كله أمثال وحكم وآداب. عمي في آخر عمره، واتهم عند المهدي العباسي بالزندقة، فقتله ببغداد. (لسان الميزان، ت/ أبي غدة ٤/٢٩١، الأعلام للزركلي ٣/١٩٢)

٨٠ وهو في ديوانه / ١٤٢-١٤٣ سوى البيت الأخير، وجامع بيان العلم وفضله/ ٣٦٩، والحماسة البصرية/ ٢/ ٤٠، وحماسة البحتري/ ٢٦١، والعقد الفريد ٢ /٢٤٢.

٨١ وفي بعض المصادر: كان مكان أبصرتَ

(٦٨) لَـن تبلُـغَ الأعـداءُ مِـن جاهِـلٍ   مـا يَبلُـغ الجاهِـلُ مِـن نَفسِـه

(٦٨) جاہل شخص کو اس کے دشمن اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا نقصان وہ خود کو پہنچاتا ہے۔

قال أبو محمد ابن السيد البطليوسي[82][83]

ابو محمد ابن السید بطلیوسی فرماتے ہیں:

(٦٩) أخُـو العِلـمِ حيٌّ خـالدٌ بعـدَ مَوتِـه   وأوْصَـالُه تَحـتَ الـتُّرَابِ رَمِـيمُ

(٦٩) صاحب علم مرنے کے بعد بھی ہمیشہ زندہ رہتا ہے، حالاں کہ اس کی ہڈیاں زیر زمین بوسیدہ ہو چکی ہوتی ہیں۔

(٧٠) وذُو الْجَهْلِ مَيْتٌ وهوَ مَاشٍ عَلَى الثَّرَى   يُظنُّ مِنَ الأحيـاءِ وهوَ عَـدِيمُ[84]

(٧٠) اور جاہل شخص روئے زمین پر چلتے پھرتے بھی مردہ ہے، اسے زندہ گمان کیا جاتا ہے، حالاں کہ وہ مردہ کے حکم میں ہے۔

قال أبو القاسم أحمد[85] ....

---

٨٢ هو عبد الله بن محمد بن السيد البطليوسي، أبو محمد. من العلماء باللغة والأدب، ولد ونشأ في بطليوس (Badajoz) في الأندلس، وانتقل إلى بلنسية فسكنها، وتوفي بها. (الأعلام للزركلي ٤/ ١٢٣)

٨٣ والأبيات في"شعر ابن السيد البطليوسي" /١٢٢، والبداية والنهاية، ت/ التركي ١٦/٢٤٤، وتاج العروس ١/ ١٠٤، وسير أعلام النبلاء، ط/الرسالة ١٩ /٥٣٣، والبحر المحيط في التفسير ١/ ٣٤٣، والتعليق المجمد ١/٩١، وتعليم المتعلم/ ٤٣، ورد المحتار، ط/الحلبي ١/ ٤١.

٨٤

وتسـألني تفسـيرَ مَيْـتٍ ومَيِّـتٍ   فـدُونَكَ قـد فَسَّرْتُ إن كُنتَ تَعقِـلُ

فَمَـنْ كان ذا رُوحٍ فَـذٰلِكَ مَيِّـتٌ   ومـا المَيْـتُ إلا مَـنْ إلى الْقَـبْرِ يُحْمَـلُ

قال الفراء والكسائي: مَيِّتٌ بتشديد الياء الذي لم يمت ولكنه قريب الموت، والمَيْتُ بتخفيف الياء الذي مات، قال خليل: قرأ علي أبو عمرو هذين البيتين. (وهم أئمة الصرف والنحو والأدب) (المؤلف).

٨٥ هو أحمد بن عمر بن عبد الله بن منظور، إشبيلي. أبو القاسم، يعرف بابن عصفور، من شيوخ أبي عمر بن عبد البر، ذكره أبو عمر، وأثنى عليه وقال: كان رجلًا صالحًا فاضلًا مشاورًا خطيبًا فقيهًا أديبا، حدث عن أبي محمد عبد الله بن محمد

.............بن عمر بن عبد اللہ بن عصفور رحمہ اللہ[86]

ابو القاسم احمد بن عمر بن عبد اللہ بن عصفور فرماتے ہیں:

(٧١) مَعَ العِلْمِ فاسْلُكْ حيثُ مَا سَلَكَ العِلْـ ـمُ وَعَنْهُ **فَكَاشِـفْ** كُلَّ مَنْ عِنْدَهُ فَهْمُ[87]

(۷۱) علم جس راستے کی طرف بھی رہنمائی کرے اس پر چلتے رہو، اور علم کے متعلق سمجھ دار، عقل مند شخص سے مذاکرہ کرو۔

(٧٢) فَفِيهِ جَلاءٌ لِلْقُلوبِ مِنَ العَمَى وَعَوْنٌ على الدِّينِ الذي أَمْرُهُ حَتْمُ

(۷۲) کیوں کہ اس میں دلوں کی گمراہی و بے بصیرتی کا تریاق ہے، اور یہ دین میں بھی معاون ہے، جو کہ انسان کے لیے امر ضروری ہے۔

(٧٣) فإني رأيتُ الْجَهْلَ يُزْرِي بأَهْلِهِ وذو العِلْمِ في الأَقْوامِ يَرْفَعُه العِلْمُ

(۷۳) میں نے دیکھا ہے کہ جہالت انسان کو رسوا کر کے چھوڑتی ہے، جب کہ صاحب علم اپنے علم کی بنیاد پر قوموں کے درمیان بلند مقام و مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

(٧٤) يُعَدُّ كَبِيرَ القَوْمِ وهو صغيرُهُمُ ويَنْفذُ منهُ فيهِمُ القولُ والحُكْمُ

(۷۴) انسان کم عمری کے باوجود قوم کا بڑا سمجھا جاتا ہے، اور اس کی بات تسلیم کی جاتی ہے اور اس کے حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔

الباجي وغيره، وكان كثير الشعر في الزهد والحكم والمواعظ، وقال أبو حيان: توفي الأديب الخطيب الناسك ابن عصفور، صاحب صلاة إشبيلية، وكان ناسكًا في الورع والعلم والحكاية، سنة عشر وأربعماية، ببلده. (جذوة المقتبس في ذكر ولاة الأندلس ١/١٣٦، بغية الملتمس في تاريخ رجال أهل الأندلس ١/١٩٥، ترتيب المدارك وتقريب المسالك ٨/٢٧)

٨٦ كما في وجامع بيان العلم وفضله/ ٢١٩، مجموعة القصائد الزهديات ١/ ٨٦. وينسب للبستي في نزهة الأبصار/٥٣، والشافعي في ديوانه، ت/بهجت/١٢٥.

٨٧ وفي بعض المصادر: فسائل مكان فَكَاشِفْ

﴿وقال الحكم بن عنبر[٨٨] وقيل: قاله أبو الأسود[٨٩] الدؤلي﴾[٩٠]

حکم بن عنبر یا ابو الاسود دؤلی بیان کرتے ہیں:

(٧٥) العِلْمُ زَيْنٌ وَتَشْرِيفٌ لِصاحِبِهِ … فاطْلُبْ -هُدِيتَ- فنونَ العِلمِ وَالأَدَبا

(۷۵) علم انسان کے لیے زیب وزینت اور عزت واحترام کا ذریعہ ہے، لہٰذا مختلف علوم وفنون اور ادب وثقافت کی تلاش میں رہو۔ خدا تمہارا رہنما ہو۔

(٧٦) لا خَيرَ في مَن لَهُ أَصلٌ بِلا أَدَبٍ … حَتّى يَكونَ عَلى ما **نابَه** حَدِبا[٩١]

(۷۶) ایسے شخص میں کوئی خیر نہیں ہے جس کا حسب نسب تو بہت اعلی ہو، لیکن گوہر علم وادب سے محروم ہو، جب تک کہ وہ ایسی صفات وعادات کو اپنانے کی فکر نہ کرے جو اس کو مزین کردے۔

(٧٧) كَم مِن **حَسِيبٍ** أَخِي عَيٍّ وَطَمطَمَةٍ … فَدمٍ لَدى القَومِ، مَعروقٍ إذا **نَسَبا**[٩٢]

(۷۷) کتنے ہی جاہل وناواقف حسب نسب والے ایسے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک کم فہم وبے وقوف ہوتے ہیں، لیکن حسب نسب کے لحاظ سے بڑے معزز وشریف ہوتے ہیں۔

---

٨٨ لم أقف على ترجمته.

٨٩ هو ظالم بن عمرو بن سفيان بن جندل الدؤلي الكناني، أبو الأسود. واضع علم النحو. كان معدوداً من الفقهاء والأعيان والأمراء والشعراء والفرسان والحاضري الجواب، من التابعين. رسم له علي بن أبي طالب شيئاً من أصول النحو، فكتب فيه. وأخذه عنه جماعة. وفي صبح الأعشى أن أبا الأسود وضع الحركات والتنوين لا غير. سكن البصرة في خلافة عمر، وولي إمارتها في أيام علي، استخلفه عليها عبد الله بن عباس لما شخص إلى الحجاز. ولم يزل في الإمارة إلى أن قتل علي. وكان قد شهد معه صفين، ولما تم الأمر لمعاوية قصده فبالغ معاوية في إكرامه. وهو - في أكثر الأقوال - أول من نقط المصحف. وله شعر جيد، في ديوان صغير، مات بالبصرة. (الأعلام للزركلي ٣/ ٢٣٦)

٩٠ الأبيات في ديوان أبي الأسود الدؤلي/٣٨٢، وذكرها الخطيب في الفقيه والمتفقه ١/ ٥٢، وابن عساكر في تاريخه ٢٥/ ٢٠٩، وابن عبد البر الأبيات الأربعة من الأخير في جامع بيان العلم وفضله/ ٢٥٠، والنووي في المجموع، ط/ المنيرية ١/ ٢٢، والعقد التليد ١/ ٢٦، ٣٣٨، والدر الفريد ٢/ ١٣٣، ومجاني الأدب ٣/ ١٣٧، ومعجم الأدباء ٢/ ١٣٢٣ .

٩١ وفي بعض المصادر: زانَهُ مكان نابه، ولعله هو الراجح

٩٢ وفي بعض المصادر: كريم مكان حَسِيبٍ، انتَسَبا مكان نسبا

(٧٨) فِي بَيــتِ مَكرُمَــةٍ آباؤهُ نُجُــبٌ   كانوا رؤوســاً **فأضحى** بَعدهُم ذَنَبا[٩٣]

(٧٨) ان کے آباء و اجداد شریف گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، سردار حاکم تھے لیکن یہ ان کے گزر جانے کے بعد محکوم و تابع ہو کر رہ گئے۔

(٧٩) وَخامِــلٍ مُقــرِفِ الآباءِ ذي أَدَبٍ   نالَ المَعالِي **به والمالَ و الحَسَبا**[٩٤]

(٧٩) اور گمنام، نیز پست نسب والا شخص بھی علم و ادب کے ذریعے بلند مقام، مال و دولت اور شرافت و عزت حاصل کر لیتا ہے۔

(٨٠) **أمْسَى**۔ عَزيزاً عَظيمَ الشَأْنِ مُشتَهِراً   في خَدِّهِ صَعَرٌ قَد ظَلَّ مُحتَجِبا[٩٥]

(٨٠) قابل احترام، معزز و مکرم اور مشہور و معروف ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ اس کی چال ڈھال اور خد و خال میں ناز و انداز آ جاتا ہے اور لوگوں سے ملنے جلنے سے بھی وہ احتراز کرنے لگتا ہے۔

(٨١) [العِلمُ كَنزٌ وَذُخرٌ لا نَفادَ لَهُ   نِعمَ القَرينُ إِذا ما صاحِبٌ صَحِبَا]

(٨١) [اور علم ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور علم کیا ہی خوب ہم نشین ہے جب کہ کوئی شخص اس کو اپنا ہمراہ بنائے۔]

(٨٢) قَد يَجمَعُ المَرءُ مالاً ثُمَّ **يُحرَمُه**   عَمّا قَليلٍ فَيَلْقى الذُلَّ وَالحَرَبا[٩٦]

(٨٢) ایک شخص مال و دولت جمع کرتا ہے پھر اس سے محروم ہو جاتا ہے نیز رنج و غم کا سامنا کرتا ہے۔

(٨٣) وَجامِعُ العِلمِ مَغبوطٌ بِهِ أَبَداً   وَلا يُحاذِرُ مِنهُ الفَوتَ وَالسَلَبا

(٨٣) اور صاحب علم شخص ہمیشہ قابلِ رشک ہوتا ہے اور صاحبِ علم کو نہ ہی علم کے فوت ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور نہ ہی اسے چھینے جانے کا۔

(٨٤) يا جامِعَ العِلمِ نِعمَ الذخرُ تَجمَعُهُ   لا تَعدِلَنَّ بِهِ دُرّاً وَلا ذَهَبا

٩٣ وفي بعض المصادر: فَأَمسى مكان فأضحى
٩٤ وفي بعض المصادر: بِالآدابِ وَالرُتَبا مكان به والمالَ والحَسَبَا
٩٥ وفي بعض المصادر: أَضحى مكان أَمْسَىٰ
٩٦ وفي بعض المصادر: يُسلَبُهُ مكان يَحْرُمُه

(٨٤) اے صاحب علم! تو کتنا بیش قیمت خزانہ جمع کر رہا ہے، تو درہم و دینار، موتی و جواہرات کو اس کا بدل نہ سمجھنا۔

وقال آخر [٩٧]

(٨٥) لَـو كانَ هَـذا العِـلمُ **يُـدْرَكُ** بالمُـنَى   مـا كانَ يَبقـى في البَرِيَّـةِ جاهِـلُ [٩٨]

(٨٥) اگر یہ علم صرف تمناؤں سے حاصل ہو جاتا، تو اس دنیا میں کوئی شخص جاہل باقی نہ رہتا۔

(٨٦) فاجْهَـدْ وَلا تَكسَـلْ وَلا تَـكُ غـافِلاً   فَنَدامَـةُ العُقـبَىٰ لِمَـن يَتَكاسَـلُ

(٨٦) لہٰذا محنت کرو، غفلت و سستی نہ کرو کیوں کہ سستی کرنے والے کا انجام ندامت کے سوا کچھ نہیں۔

قال أحد [٩٩]

(٨٧) تَعَـلَّمْ فَلَـيْسَ الْمَـرْءُ يُـولَدُ عَالِمًـا   وَلَـيْسَ أَخُـو عِـلْمٍ كَمَـنْ هُـوَ جاهِـلُ

(٨٧) علم حاصل کرو کیوں کہ کوئی بھی شخص پیدائشی عالم نہیں ہوتا اور نہ ہی عالم و جاہل برابر ہوتے ہیں۔

(٨٨) وَإِنَّ كَبِـيرَ الْقَـوْمِ لَا عِـلْمَ عِنْـدَهُ   صَـغِيرٌ إِذَا الْتَفَّتْ عَلَيْهِ الْمَحَافِلُ [١٠٠]

(٨٨) اور اگر قوم کا سردار بھی علم کی دولت سے محروم ہے تو وہ چھوٹا ہوتا ہے جب کہ محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔

ومما ينسب لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه [١٠١]

---

٩٧ هو علي بن أبي طالبؓ، والأبيات في ديوانه، ت/المصطاوي/١٣١، ت/خفاجي/١٢٣، ت/الأعلمي/١١٤، وطبقات الشافعية الكبرى للسبكي ١٠/ ٦٣، وموارد الظمآن لدروس الزمان ١/ ١٦٣، ٥/ ٦٥٣.

٩٨ وفي بعض المصادر: يَحصُلُ مكان يُدْرَكُ

٩٩ وهو الإمام الشافعي والأبيات في ديوانه، ت/صالح/٨٠، ت/الطباع/١٠٠، ت/خفاجي/١٠٥، الجوهر النفيس/١١٨، وتنسب إلى عمر الفاروقؓ، وعبد الله بن المبارك أيضا، وفي الحماسة البصرية ٢/٦٧، وجامع بيان العلم وفضله/٦١٧، وموارد الظمآن لدروس الزمان ١/١٥٥ بدون نسبة.

١٠٠ والبيت الثاني في بعض المصادر هكذا:

وَإِنَّ صَـغِيرَ الْقَـوْمِ إِنْ كَانَ عَالِمًـا   كَبِـيرٌ إِذَا رُدَّتْ إِلَيْـهِ الْجَحَافِـلُ

١٠١ الأبيات في ديوانه، ت/المصطاوي/٢٨، ت/الأعلمي/ ١٨، ت/خفاجي/ ٣٧.

مذکورہ اشعار حضرت علی بن ابی طالب ؓ کی طرف منسوب ہیں:

(۸۹) لَـيسَ الجَـمالُ بِـأَثْوابٍ تُزَيِّنُنـا　　إِنَّ الجَمالَ جَمالُ **العِلْمِ** وَالأَدَبِ[۱۰۲]

(۸۹) زیب وزینت والے کپڑے اصل خوبصورتی نہیں ہے، اصل خوبصورتی تو علم وادب کی خوبصورتی ہے۔

(۹۰) لَـيسَ اليَتِـيمُ الَّذي قَـد **مـاتَ والِدُهُ**　　إِنَّ اليَتِـيمَ يَتِـيمُ العِـلمِ وَالأَدَبِ[۱۰۳]

(۹۰) حقیقت میں یتیم وہ نہیں ہے جس نے اپنے والد کو کھو دیا ہو بلکہ اصل یتیم تو وہ ہے جو علم وادب سے محروم ہو گیا ہو۔

﴿ولہ رضی اللہ عنہ﴾[۱۰۴]

حضرت علی بن ابی طالب ؓ فرماتے ہیں:

(۹۱) رَضِـينا قِسـمَةَ الجَبّـارِ فِينَـا　　لَنـا عِـلمٌ وَلِلجُهّـالِ مـالُ

(۹۱) ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ اس نے ہمیں علم کی نعمت سے نوازا اور جاہلوں کو دولت عطا فرمائی۔

(۹۲) فَـإِنَّ المـالَ يَفْـنَى عَـن قَرِيـبٍ　　وَإِنَّ العِـلمَ باقٍ لا يـزالُ

(۹۲) کیوں کہ مال تو عنقریب ختم ہو جائے گا، لیکن یہ علم ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

﴿وقال الشافعي﴾[۱۰۵]

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں:

---

۱۰۲ وفي بعض المصادر: العَقلِ مكان العِلْمِ

۱۰۳ وفي بعض المصادر: فات والدَه مكان ماتَ والِدُهُ

۱۰٤ الأبيات في ديوانه، ت/المصطاوي/۱۱۹، ت/الأعلمي/ ۱۲۳، ت/خفاجي/ ۱۱۰، ومرقاة المفاتيح، ۸/ ۳۲۳٦، ۹/ ۲۰۰۸، وبهجة المجالس/ ۳۹، وتعليم المتعلم/۴۲.

۱۰۵ والأبيات في ديوانه، ت/الطباع/۱۱۳، ت/ خفاجي/ ۱۱٦، ت/صالح /۱۰۲، الجوهر النفيس/۱۳۸، والمستطرف/۳۰، وقد نسبت إلى علي المرتضىؓ كما في تعليم المتعلم/۲۳.

(٩٣) أَخِي لَن تَنالَ العِلمَ إلّا بِستَّةٍ   سَأُنْبِيكَ عَن تفصيلِها بِبَيانِ

(۹۳) میرے عزیز ! چھ چیزوں کے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا، میں ان کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔

(٩٤) ذَكاءٌ وَحِرصٌ وَاجتِهادٌ وَبُلغَةٌ   **وَإِرْشَادُ** أُستاذٍ وَطُولُ زَمانِ[106]

(۹۴) [۱] ذکاوت وذہانت [۲] شوق ورغبت [۳] محنت مشقت [۴] بقدرِ کفایت روزی [۵] استاد کی رہنمائی (اور اس کی صحبت) [٦] طویل مدّت۔

وقال عدي بن الرعلاء الغساني الجاهلي[107] [108]

عدی بن رعلاء غسانی جاہلی کہتا ہے:

(٩٥) لَيْسَ مَنْ ماتَ فاستراحَ بِمَيْتٍ   إِنَّما المَيْتُ مَيِّتُ الأحياءِ

(۹۵) جو شخص مرجائے اور آرام پاجائے وہ مردہ نہیں ہے، مردہ تو وہ ہے جو بے چارہ زندگی ہی میں مردہ جیسا ہو۔

(٩٦) إِنَّما المَيْتُ مَنْ يعيشُ **كئيباً**   **سِيِّئاً** بالُهُ قليلَ **الرّجاءِ**[109]

(۹٦) مردہ تو وہ ہے جس کی زندگی افسردگی، بدحالی، رنج وغم اور مایوسی کی حالت میں گزر رہی ہو۔

وقال الحميدي[110] ....

---

١٠٦ وفي بعض المصادر: صُحبَةُ مكان وَإِرْشَادُ

١٠٧ هو عدي بن الرعلاء الغساني. شاعر جاهلي اشتهر بنسبه إلى أمه، وضاع اسم أبيه. (معجم الشعراء العرب ١/ ٣٤٢)

١٠٨ مصنف عبد الرزاق، ت/الأعظمي ٣/ ٢١٩، والفردوس للديلمي: ٣/ ٢٢٠، وحماسة البحتري/ ٢٢٠، وتفسير القرطبي، ت/التركي ٣/ ٢٣، ١٢/ ٣٥١، وتفسير الطبري ٣/ ٥٤، والمحرر الوجيز ١/ ٢٣٩، وإعراب القرآن للنحاس ٣/ ٣٦٣، وخزانة الأدب ٩/ ٥٨٥، والأصمعيات/ ١٥٢.

١٠٩ وفي بعض المصادر: ذليلاً مكان كئيباً وفي الأصل: كَاسِفاً مكان سِيِّئاً، الرِّخاءِ مكان الرّجاءِ

١١٠ هو محمد بن أبي نصر فتوح بن عبد الله الأزدي الحميدي: من أهل جزيرة ميورقة، وأصله بن قرطبة من ربض الرصافة منها؛ يكنى: أبا عبد الله. روى عن أبي محمد علي بن أحمد بن حزم الظاهري واختص به وأكثر عنه وشهر بصحبته، من شيوخه أبو بكر الخطيب، وأبي نصر بن ماكولا، والقاضي أبي بكر بن إسحاق، وأبي عبد الله القضاعي، وتوفي ببغداد سنة ثمان وثمانين وأربع مائة. من آثاره: الجمع بين الصحيحين (الصلة/ ٥٣١-٥٣٢)

[111]

امام حمیدی فرماتے ہیں:

(٩٧) لِقَـاءُ النَّـاسِ لَـيسَ يُفيـدُ شَـيئًا سِـوى الهِـذيَانِ مِـنْ قيـلٍ وقـالِ

(٩٧) لوگوں سے ملاقات میں فالتو قیل و قال اور بکواس کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(٩٨) فأقْلِـلْ مِـنْ لقـاءِ النَّـاسِ إلاَّ لأخْـذِ العِـلمِ أو إصـلاحِ حـالِ

(٩٨) لہٰذا لوگوں سے کم از کم ملا کرو، الا کہ ملاقات حصول علم کے لیے ہو یا اپنی حالت کی اصلاح کے لیے ہو۔

[112]

(٩٩) فَسـادٌ كَبِيرٌ عـالِمٌ مُتَهَتِّـكٌ وَأَكْـبَرُ مِنْـهُ جاهِـلٌ مُتَنَسِّـكُ

(٩٩) آوارہ، بے حیا عالم بہت بڑا فتنہ ہے اور جاہل عبادت گزار (پیر وصوفی) اس سے بھی بڑا فتنہ ہے۔

(١٠٠) هُـما فِتْنَـةٌ لِلْعـالَمِيْنَ كَبِـيْرَةٌ لِمَـنْ بِهِـما فِيْ دِيْنِـهِ **مُتَمَسِّـكُ**[113]

(١٠٠) یہ دونوں ہی پوری دنیا کے لیے بہت بڑے فتنے ہیں، بالخصوص اس شخص کے لیے جو دینی معاملات میں ان کو اپنا اسوۂ و نمونہ مانتا ہو۔

قیل

١١١ رواهما ابن بشكوال في الصلة ٢/ ٥٣١ عن طريق ابن العربي، قال: أنشدنا أبو بكر بن طرخان، قال: أنشدنا الحميدي لنفسه. كما وَرَدَا في وفيات الأعيان ٤/ ٢٨٣، والمغرب في حلى المغرب ٢/ ٤٦٨، وسير أعلام النبلاء،ط/ الرسالة ٩/ ١٢٧، ومعجم الأدباء ٦/ ٢٦٠٠، ونفح الطيب ٢/ ١١٤، وشرح الشفا للملا علي القاري ١/ ١٩٨.

١١٢ أورد البيتين المناوي في فيض القدير ١/ ٢٢١، والزرنوجي في تعليم المتعلم/١٥، واللكنوي في الفوائد البهية في تراجم الحنفية ومعه التعليقات السنية/١٣٢ ونسبوهما إلى صاحب الهداية، وقد ينسب إلى الشافعي أيضاً، والبيتان في ديوانه، ت/الطباع/٩٥، ت/صالح/٧٥، الجوهر النفيس/١١٥.

١١٣ وفي بعض المصادر: يَتَمَسَّكُ مكان مُتَمَسِّكُ

قـال عـليؓ: قَصَمَ ظَهْرِي عالِمٌ مُتَهَتِّكٌ وجاهِلٌ مُتَنَسِّكٌ، فالجَاهِلُ يُخَشِّنُ النَّاسَ بنسُكِه والعَالِمُ يُنَفِّرُهم بِتَهَتُّكِه.[114]

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے منقول ہے: بد دین و بے حیا عالم اور جاہل عبادت گزار نے میری کمر توڑ کر رکھ دی؛ ایک اپنی درویشی سے لوگوں کو خشک بناتا ہے اور دوسرا اپنی بے غیرتی و بے حیائی سے لوگوں کو بددل و متنفر کرتا ہے۔

قال أحد[115]

(۱۰۱) لَا تَعْجَبَنَّ الجَهُولَ حُلَّتُه فَذَاكَ مَيتٌ وَثَوْبُهُ كَفَنُ

(۱۰۱) جاہل اپنے زرق برق لباس سے خوش نہ ہو، کیوں کہ وہ تو مردہ ہے اور اس کا لباس تو اس کا کفن ہے۔

قال[116]

(۱۰۲) وَإِنَّمَا العِلْمُ لأَربَابِه وِلَايَةٌ لَيس لهَا عَزلُ

(۱۰۲) علماء کے لیے علم ایک ایسا عہدہ ہے جس سے کبھی معزول نہیں کیا جاسکتا۔

---------- [117]

(۱۰۳) إن الأميرَ هو الذي **يُضْحِي** أمِيراً **عندَ** عَزْلِه[118]

---

١١٤ العقد التليد/١١٢، وإحياء علوم الدين للغزالي ١/ ٥٨ باختلاف يسير.

١١٥ أورده القاسمي في محاسن التأويل ٥/ ٢٤٥ ونسبه إلى الزمخشري، كذا قال الشهاب الخفاجي في حاشية له علي تفسير البيضاوي ٢٦٣/٣، والبيت في ديوانه/ ٥٤٦، و في تفسير الكشاف ٢/ ٢١٠، وتفسير النسفي ٦٣٩/١، وتفسير البيضاوي ٣/ ٥٥، وروح المعاني ٩/ ١٩١، ونجاح القاري ٢٨/ ٢٥٢.

١١٦ الدر الفريد ٩٨/١٠ وتاريخ بغداد وذيوله، ط/ العلمية ٢١٩/١٨ بنسبة الأبيات إلى علي بن الحَسنِ القُهستانيّ، ورد المحتار ١/ ٤١.

١١٧ قائله عبيد الله بن عبد الله بن طاهر وقد عزل عن إمارة بغداد، كما في المنتخب للسمعاني/ ١٦١، والوافي بالوفيات للصفدي ١٩/ ٢٥٣، والبيتان في رد المحتار ١/ ٤٢، والمنتحل للثعالبي/١٩٨، وربيع الأبرار للزمخشري/٤٦٩، والدر الفريد ٤/ ٤٧٦، ووفيات الأعيان ٣/ ١٢١، ونهاية الأرب ٥/ ١٣٩.

١١٨ وفي بعض المصادر: يُدعى مكان يُضْحِي، يوم، وبعد مكان عِند

(۱۰۳) اصل حکمراء وہی ہے، معزول ہونے کے بعد بھی جس کی حکمرانی باقی رہے۔

(١٠٤) إن زالَ سُـــلطَانُ الْوِلايَـــةِ كَانَ في سُــلْطَانِ فَضْــلِهِ[119]

(۱۰۴) اگر مقام و منصب کا دبدبہ ختم ہو جائے، تب بھی اس کے علم و فضل کی حکومت (لوگوں کے دلوں پر) قائم رہے۔

﴿وقال القاضي أبو الحسن علي بن عبد العزيز الجرجاني[120]﴾[121]

قاضی ابوالحسن علی جرجانی فرماتے ہیں:

(١٠٥) يَقُوْلُـوْنَ لِي فِيْـكَ انْقِبـاضٌ وإِنَّمـا رَأَوْا رَجُـلاً عـن مَوْقِـفِ الذُلِّ أحجَمَـا

(۱۰۵) لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تم سیدھے منہ بات نہیں کرتے، حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے (میری ذات میں) ایسا شخص دیکھا ہے جو ذلت ورسوائی کے کاموں سے دور و کنارہ کش رہتا ہے۔

(١٠٦) أَرَىْ النَّاسَ مَن دَاناهُمُ هَانَ عِنْدَهُمُ ومَـنْ أَكْرَمَتْـه عِـزَّةُ الـنَّفْسِ أُكْرِمَـا

(۱۰۶) میں دیکھتا ہوں کہ جو لوگوں سے زیادہ قریب ہوتا ہے ان کی نظر میں حقیر و کمتر ہو جاتا ہے اور جو خود اپنی عزت وآبرو کا خیال رکھتا ہے وہی لوگوں کی نگاہ میں معزز ہوتا ہے۔

(١٠٧) ولَـمْ أقضِ حَـقَّ العلـمِ إن كان كُلَّمَـا بَـدَا طَمَـعٌ صَـيَّرْتُه لي سُــلَّما

(۱۰۷) اگر میں اپنی ہر آرزو و تمنا کے حصول کے لیے علم کو زینہ بنالوں تو گویا کہ میں نے علم کا حق ادا نہ کیا۔

(١٠٨) ومـا زِلْـتُ مُنْحَـازاً بِعِـرْضِيَ جَانِبـاً مِـنَ الذُّلِّ أعتَـدُّ الصِّـيَانَةَ مَغْـنَماً

---

١١٩ وفي بعض المصادر: فات مكان زال، عاش مكان كان

١٢٠ هو علي بن عبد العزيز بن الحسن الجرجاني، أبو الحسن، قاضي جرجان، من العلماء بالأدب، كثير الرحلات. له شعر حسن. ولد بجرجان وولي قضاءها، ثم قضاء الريّ، فقضاء القضاة. وتوفي بنيسابور، وهو دون السبعين، فحمل تابوته إلى جرجان. من كتبه: تفسير القرآن، وتهذيب التاريخ، وديوان شعر، ورسائل مدونة .وكان خطه يشبه بخط ابن مقلة. (الأعلام للزركلي ٤/٣٠٠)

١٢١ مجموعة القصائد الزهديات ١ / ٨٥، والعقد التليد/ ٣٥١، وطبقات الشافعية لابن قاضي شهبة ١/ ١٦٠، والجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع/١/ ٣٢، والبداية والنهاية، ت/التركي ١٥/٢٩٨. والاختلاف في الألفاظ و الترتيب كثير.

(۱۰۸) اور میں نے ہمیشہ خود کو رسوائی سے دور رکھا ہے اور میں اس حفاظت کو غنیمت سمجھتا ہوں۔

(١٠٩) إذا قِيْلَ هٰذَا مَنْهَلٌ قلتُ قد أَرَىٰ ولٰكِنَّ نَفْسَ الحرِّ تَحْتَمْلَ الظَّمَا

(۱۰۹) جب کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ چشمۂ آب ہے، تو میں جواب دیتا ہوں کہ مجھے بھی دکھ رہا ہے، لیکن شریف آدمی (ذلت کے بدلے) پیاس برداشت کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

(١١٠) أُنَزِّهُها عَنْ بَعضِ ما لا يَشِيْنُها مخافةَ أقْوالِ الْعِدَا فِيْمَ أو لِمَا

(۱۱۰) دشمنوں کے طعنوں اور طنزیہ جملوں کے خوف سے کہ یہ کیوں کیا، کس لیے کیا، میں خود کو بعض ایسی چیزوں سے بھی دور رکھتا ہوں جو عیب کا سبب نہیں ہے۔

(١١١) فأصبحُ عن عيبِ اللَّئِيْمِ مُسَلَّما وقَدْ رُحْتُ في نفسِ الكَرِيْمِ مُعَظَّما

(۱۱۱) لہٰذا میں کمینوں کی عیب جوئی سے محفوظ بھی رہتا ہوں اور شرفاء کے یہاں معزز و مکرم بھی۔

(١١٢) وإني إذا ما فَاتَنِي الأمرُ لَمْ أَبِتْ أقلِّبُ فِكْرِيْ إثْرَه مُتَنَدِّمَا

(۱۱۲) اور جب کوئی چیز مجھے نہیں ملتی ہے تو میں اس کے بارے میں بار بار سوچ کر نادم و پشیمان نہیں ہوتا۔

(١١٣) ولكِنَّه إن جَاءَ عَفْواً قَبِلْتُه وإن مَالَ لَمْ أُتْبِعْهُ هَلَّا ولَيْتَمَا

(۱۱۳) اگر وہ آسانی سے مل جاتی ہے تو قبول کر لیتا ہوں اور اگر چھوٹ جاتی ہے تو یہ نہیں کہتا ہوں کہ کیوں نہیں ملی، اے کاش مل جاتی۔

(١١٤) وأقبِضُ خَطْوِي عن حُظوظٍ كثيرةٍ إذا لَمْ أَنَلْهَا وَافِرَ الْعِرْضِ مُكْرَمَا

(۱۱۴) میں بہت سے منافع اور لذتوں سے پیچھے ہٹ جاتا ہوں، اگر وہ لذتیں مجھے عزتِ نفس اور پورے اعزاز واحترام کے ساتھ حاصل نہ ہوں۔

(١١٥) وأُكْرِمُ نَفْسِي۔ أن أُضاحِكَ عابساً وأن أَتلقَّى بالمَدِيحِ مُذمَّما

(۱۱۵) اور میں ترش رو انسان کو خوش کرنے نیز برے شخص کی مدح سرائی کرنے سے اپنے آپ کو بلند رکھتا ہوں۔

(١١٦) وكَمْ طَالِبٍ رِقِّيْ بِنُعْمَاه لم يَصِلْ إليه وإن كَانَ الرَّئِيسَ الْمُعَظَّمَا

(۱۱۶) اور کتنے ہی لوگ مجھ پر احسان کر کے مجھے اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی خواہ وہ کتنے ہی معزز و مکرم کیوں نہ ہوں۔

(١١٧) وكَمْ نِعْمَةٍ كَانَتْ على الْحرِّ نِقْمَةً وكَمْ مَغْنَمٍ يَعْتَدُّهُ الْحُرُّ مَغْرَمَا

(۱۱۷) اور بہت سی نعمتیں شریف و معزز شخص کے لیے سزا ہوتی ہیں اور بہت سی مرغوب اشیاء کو وہ مصیبت سمجھتا ہے۔

(١١٨) ولَمْ أبْتَذِلْ في خِدْمَةِ الْعِلْمِ مُهْجَتِي لأَخْدِمَ مَنْ لاقَيْتُ لكِنْ لأُخْدَمَا

(۱۱۸) اور میں نے حصول علم کے لیے خود کو اس لیے نہیں کھپایا کہ دوسروں کی آں حضوری کروں، سب کی خدمت کروں، بلکہ اس لیے کہ میری آں حضوری کی جائے، اور مخدوم و محترم رہوں۔

(١١٩) أأشْقَى بِهِ غَرْساً وأجْنِيهِ ذِلَّةً إذَنْ فاتِّبَاعُ الْجَهْلِ قَدْ كَانَ أحزَما

(۱۱۹) کیا میں علم کا پودا لگانے میں محنت مشقت برداشت کروں اور اس کا ثمرہ مجھے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، ایسی صورت میں تو جاہل رہنا ہی عقل مندی تھا۔

(١٢٠) ولَوْ أنَّ أهْلَ الْعِلْمِ صَانُوهُ صَانَهُمْ ولَوْ عَظَّمُوهُ فِي النُّفُوسِ لَعُظِّمَا[١٢٢]

(۱۲۰) اور اگر علماء علم کی حفاظت کرتے تو علم ان کی حفاظت کرتا اور اگر دلوں میں علم کی قدر بڑھاتے تو اس کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔

(١٢١) ولكِنْ أهَانُوهُ فهَانَ ودَنَّسُوا مُحَيَّاهُ بالأطْمَاعِ حتى تَجَهَّمَا

(۱۲۱) لیکن انہوں نے اس کو حقیر بنایا تو وہ بھی لوگوں کی نگاہ میں بے قیمت ہو گیا اور انہوں نے حرص و لالچ کی وجہ سے اس کی شبیہ بگاڑ دی، چنانچہ علم نے بھی ان سے بے رخی اختیار کر لی۔

(١٢٢) ومَا كُلُّ بَرقٍ لاحَ لي يستفزُّني ولاكُلُّ مَنْ فِي الأرْضِ أرْضَاهُ مُنعِمَا

(۱۲۲) اور ہر چمکنے والی بجلی مجھے اکساتی رہتی ہے اور نہ ہی میں ہر کس و ناکس کو اپنا منعم و محسن بنانا پسند کرتا ہوں۔

(١٢٣) ولكن إذا ما اضطرني الضُّرُّ لم أبت أُقَلِّبُ فِكْرِي مُنْجِداً ثُمَّ مُتْهِمَا

---

١٢٢ فيه إشارة إلى الحديث: لَوْ أن أهل العالم صَانُوهُ وَوَضَعُوهُ عِنْدَ أَهْلِهِ لَسَادُوا بِهِ فِي أَهْلِ زَمَانِهِمْ. رواه ابن ماجه عن ابن عمر به موقوفا، ورواه البيهقي في الشعب من جهة نهشل عن الضحاك عن الأسود عن ابن مسعود من قوله أيضا، بلفظ: لو أن أهل العلم صانوا العلم ووضعوه عند أهله سادوا به أهل إيمانهم، أو قال: أهل زمانهم، ولكن بذلوه لأهل الدنيا لينالوا من دنياهم، فهانوا على أهلها (المقاصد الحسنة ١/ ٥٤٢)

(۱۲۳) اگر مجھے کوئی تنگی لاحق ہوتی ہے یا فقر وفاقہ آتا ہے تو میں پریشان ہو کر اس میں اپنی فکر مشغول نہیں رکھتا ہوں۔

(١٢٤) إلى أن أرى مَـا لَا أغَـصُّ بـذِكْرِهِ إذا قُلْتُ قَد أسْدَىٰ إليَّ وأنْعَمَا

(۱۲۴) (میں کسی کا احسان قبول نہیں کرتا) یہاں تک کہ میں ایسا احسان دیکھوں کہ جس کو بیان کرنے میں مجھے کوئی عار محسوس نہ ہوا گر میں کہوں کہ فلاں نے مجھ پر احسان کیا ہے۔

﴿وقال آخر﴾[١٢٣]

(١٢٥) فـلا تَـتَّكِلْ إلا عـلى مَـا فَعَلْتَـهُ ولا تَحْسَـبَنَّ المَجْدَ يُورَثُ بالنَّسَـب

(۱۲۵) صرف اپنے کاموں پر اعتماد کرو، اور یہ نہ سمجھو کہ عزت و عظمت خاندانی وراثت ہے۔

(١٢٦) فَلَـيْسَ يَسُـوْدُ المـرءُ إلا بِنَفْسِـه وإن عَـدَّ آباءً كِرامـاً ذوي حَسَـبْ

(۱۲۶) کیوں کہ انسان درحقیقت خود کے بل بوتے پر قیادت کرتا ہے اگرچہ وہ قابل عزت واحترام، اعلی حسب ونسب آباء واجداد کے نام گناتا رہے۔

﴿وقد أحسن القائل﴾[١٢٤]

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

(١٢٧) إنَّ الْعُلُـومَ وَإِنْ جَلَّـتْ مَحَاسِـنُهَا فَتَاجُهَا مَا بِـهِ الْإِيمَانُ قَدْ وَجَبَا[١٢٥]

(۱۲۷) یقیناً تمام علوم وفنون کی بہت ہی زیادہ خوبیاں ہیں، لیکن علوم وفنون کا سرتاج تو وہ علم ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے۔

(١٢٨) هُـوَ الْكِتَـابُ الْعَزِيـزُ، اللهُ يَحْفَظُـهُ وَبَعْـدَ ذَلِكَ عِـلْمٌ فَـرَّجَ الْكُـرَبَا

---

١٢٣ الدر الفريد ١٥٢/٨ بنسبته إلى إبن العباس الرومي، والبداية والنهاية، ت/ التركي ٦٦٢/١٢.

١٢٤ تفسير القرطبي، ت/ التركي ٧٠/١ بدون نسبة.

١٢٥ ولا شک في ذلک أن أشرف العلوم وأفضلها علم موضوعه القرآن.

(۱۲۸) وہ بلند و برتر کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے لی ہے اور اس کے بعد ایسے علم کا درجہ ہے جس نے تمام مشکلات کو دور کر دیا۔

(١٢٩) فَذَاكَ -فَاعْلَمْ- حَدِيثُ الْمُصْطَفَى فَبِهِ   نُورُ النُّبُوَّةِ سَنَّ الشَّرْعَ وَالْأَدَبَا

(۱۲۹) اور وہ حدیث نبوی کا علم ہے جس میں نور نبوت پنہاں ہے، جس نے احکام و قوانین مشروع کیے اور اخلاق و آداب کی تعلیم دی۔

(١٣٠) وَبَعْدَ هَذَا عُلُومٌ لَا انْتِهَاءَ لَهَا   فَاخْتَرْ لِنَفْسِكَ يَا مَنْ آثَرَ الطَّلَبَا

(۱۳۰) اور ان کے بعد تو علوم و فنون کا درجہ ہے جو لا محدود ہیں، لہٰذا جب آپ نے طلب علم کو اختیار کیا ہے تو ان میں سے انتخاب کیجیے۔

(١٣١) وَالْعِلْمُ كَنْزٌ تَجِدْهُ فِي مَعَادِنِهِ   يَا أَيُّهَا الطَّالِبُ ابْحَثْ وَانْظُرِ الْكُتُبَا

(۱۳۱) اور علم ایسا خزانہ ہے جو اپنے معدن میں ملے گا، لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ تحقیق میں لگے اور باریکی سے کتابوں کا مطالعہ کرے۔

(١٣٢) وَاتْلُ بِفَهْمٍ كِتَابَ اللَّهِ فِيهِ أَتَتْ   كُلُّ الْعُلُومِ تُدَبِّرُهُ تَرَ الْعَجَبَا

(۱۳۲) اور کتاب اللہ کی سمجھ کر تلاوت کرو، تمام علوم اس میں سمٹ آئے ہیں، جب تم غور و فکر کرو گے تو تمہاری حیرت کی انتہا نہیں رہے گی۔

(١٣٣) وَاقْرَأْ -هُدِيْتَ- حَدِيثَ الْمُصْطَفَى وَسَلْ   مَوْلَاكَ مَا تَشْتَهِي يَقْضِي لَكَ الْأَرَبَا

(۱۳۳) اللہ تمہارا رہنما ہوں، تم حدیث نبوی کا مطالعہ کرو اور اپنے رب سے جو چاہو مانگو وہ تمہاری ضرورت کو پورا کرے گا۔

(١٣٤) مَنْ ذَاقَ طَعْمًا لِعِلْمِ الدِّينِ سُرَّ بِهِ   إِذَا تَزَيَّدَ مِنْهُ قَالَ وَ أَطْرَبَا

(۱۳۴) جس نے علم دین کا ذائقہ چکھ لیا اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں، اور وہ (طلب علم میں) جیسے جیسے آگے بڑھتا جائے گا، اسے بیان کرے گا اور دوسروں کو بھی خوش کر دے گا۔

قال الشاعر[126]

(١٣٥) إنَّ **الْمُلُـوكَ** يَحْكُمُـونَ عَـلَى الْـوَرَى   وعَـلَى **الْمُلُـوكِ** لَـيَحْكُمُ الْعُلَمَـاءُ[127]

(١٣٥) بادشاہ لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اور علماء بادشاہوں پر حکومت کرتے ہیں۔

أنشد الشيخ الإمام ظهير الدين المرغيناني[128][129]

امام ظہیر الدین مرغینانی نقل کرتے ہیں۔

(١٣٦) الجـاهلون فَمَـوتَى قبـلَ مَـوْتِهِمُ   والعَـالِمُونَ وإن مَـاتُوا فأحْيَـاءُ

(١٣٦) جاہل لوگ تو اپنی موت سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور اہل علم مرنے کے بعد بھی زندہ وجاوید رہتے ہیں۔

قال أحد[130]

(١٣٧) تَعَلَّمْ مَـا اسْـتَطَعْتَ لِقَصْدِ وَجْهِـي   فَـإِنَّ الْعِـلْمَ مِـنْ سُـفُنِ النَّجَـاتِ

(١٣٧) اپنی استطاعت کے بقدر میری رضا خوشنودی کے لیے علم حاصل کرو کیوں کہ علم سفینۂ نجات ہے۔

(١٣٨) ولَـيْسَ الْعِـلْمُ فِي الدُّنْيَـا بِفَخْـرٍ   إذا مَـا حَـلَّ في غَـيرِ الثِّقَـاتِ

(١٣٨) اور دنیا میں اگر علم نااہل کو حاصل ہو جائے تو کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔

(١٣٩) وَمَـنْ طَلَـبَ الْعُلُـوْمَ لِغَـيْرِ وَجْهِـي   بَعِيـداً أَنْ تَـرَاهُ مِـنَ الْهُـدَاتِ

---

١٢٦ رد المحتار، المقدمة ١/ ٤١، أورده السيوطي في بغية الوعاة ١ /٥٢٨، والصفدي في الوافي بالوفيات ١٢/ ١٩٧، ونسباه إلى الحسين بن إبراهيم أبي عبد الله النَطَنْزِي -بفتح الطاء وسكون النون- الأصبهاني النحوي الملقب بذي اللسانين.

١٢٧ وفي بعض المصادر: الأكابر مكان الملوك

١٢٨ هو الحسن بن علي بن عبد العزيز بن عبد الرزّاق ابن أبي نصر-المرغيناني، أبو المحاسن، ظهير الدين، أستاذ مسعود بن الحسين الكشاني. روى عنه صاحب «الهداية» «كتاب الترّمذي» بالإجازة، عن برهان الأئمّة عبد العزيز بن عمر عن أبي بكر ابن حيدرة، عن الخزاعي، عن الشّاشي الهيثم بن كليب، عن الترّمذي. (الجواهر المضية، ت/ الحلو ٢/ ٧٤، الطبقات السنية ١/ ٢٣٧)

١٢٩ أورده القاضي خان في شرح الزيادات ١/ ٧٥، وتعليم المتعلم/ ٣٢، والبدور المضية في تراجم الحنفية ٦/ ٢٢٣، والجواهر المضية فى طبقات الحنفية ٢/ ٧٣، والأثمار الجنية في أسماء الحنفية ١ /٣٠٣، والطبقات السنية في تراجم الحنفية ١/ ٢٣٧ .

١٣٠ شرح الشرنوبي على تائية السلوك /٣١-٣٢ بدون نسبة.

(۱۳۹) اور جو لوگ میری رضا خوشنودی کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے علم حاصل کرتے ہیں تو مستعبد ہے کہ تم ایسے لوگوں کو داعئ وہادی پاؤ۔

﴿وقال سابق البربري﴾[131]

حضرت سابق بربری فرماتے ہیں:

(١٤٠) إذا العِلمُ لَمْ تعمَل بـه كَانَ حُجَّةً عَلَيْكَ ولَمْ تُعْذَرْ بِمَا أنْتَ جَاهِلُه[132]

(۱۴۰) اگر تم علم پر عمل نہیں کرو گے، تو وہ تمہارے خلاف حجت ہوگا۔ اور دوسری طرف ناواقفیت تمہارے لیے کوئی عذر نہیں ہوگی۔

(١٤١) فـإنْ كُنْتَ قَدْ أبصَرتَ هٰذَا فإنَّمَا يُصَدِّقُ قَولَ المَرءِ مَا هُوَ فَاعِلُه

(۱۴۱) اگر تم یہ سمجھ گئے تو اب یاد رکھو کہ انسان کے قول کی تصدیق تو اس کے فعل سے ہوتی ہے۔

﴿وقال عبد الملك بن إدريس الكاتب الوزير[133]﴾[134]

عبد الملک بن ادریس فرماتے ہیں:

(١٤٢) والعِلمُ لَيْسَ بِنَافِعٍ أَرْبَابَهُ مَا لم يُفِدْ عَمَلًا وحُسْنَ تَبَصُّرِ۔

(۱۴۲) اور علم صاحب علم کے لیے اس وقت تک نفع بخش نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کرے اور خوب غور و فکر سے کام نہ لے۔

---

١٣١ والبيتان في شعر سابق بن عبد الله البربري/١٢٣، وجامع بيان العلم وفضله/٦٩٨، والدر الفريد ٢/٣٠٩.

١٣٢ وفي بعض المصادر: صار مكان كَانَ، حامله مكان جَاهِلُه

١٣٣ هو عبد الملك بن إدريس الجزيري، أبو مروان (ت ٣٩٤هـ)، وزير من وزراء دولة المنصور بن أبي عامر وكاتب من كتابها، ثم حبس في إحدى القلاع الأندلسية، عالم أديب شاعر كثير الشعر غزير المادة معدود في أكابر البلغاء «ومن ذوي» البديهة في ذلك وله رسائل وأشعار مدونة، ومن مستحسن مطولاته قصيدة له في الآداب السنة كتب بها إلى بنيه قال الحميدي: لا أعلم لأحد مثلها في معناها (بغية الملتمس في تاريخ رجال أهل الأندلس/ ١٥٨)

١٣٤ يتيمة الدهر ٢/ ١١٨، تقييد العلم للخطيب البغدادي/١٣٠، وموارد الظمآن لدروس الزمان ١/١٠٩، وجامع بيان العلم وفضله/٢٠٧.

(١٤٣) سَيَّانِ عِنْدِي عِلْمُ مَنْ لَمْ يَسْتَفِدْ عَمَلًا بِهِ وصَلاةُ مَن لم يَطهُرِ

(۱۴۳) میری نظر میں اپنے علم سے عملی زندگی میں فائدہ نہ اٹھانے والے کا علم اور ناپاک شخص کی نماز برابر ہے۔

(١٤٤) فَاعْمَلْ بِعِلْمِكَ تُوف نَفْسَكَ وَزْنَهَا لَا تَرْضَ بِالتَّضْيِيعِ وزن الْمَخْسَرِ

(۱۴۴) چنانچہ اپنے علم پر عمل کرو تاکہ تمہیں پورا اجر دیا جائے اور اپنے علم کو ضائع کر کے اپنی میزان میں خسارہ ونقصان کو گوارہ نہ کرو۔

قال صاحب المنهاج[135]

منہاج کے مصنف فرماتے ہیں:

(١٤٥) العِلْمُ مِنْ دُوْنِ الْعَمَلْ كَالخَلِّيَةِ دُوْنَ الْعَسَلْ

(۱۴۵) عمل کے بغیر علم شہد کے بغیر چھتے کی طرح ہے۔

[136]

(١٤٦) وَغَيْرُ تَقِيٍّ يَأْمُرُ النَّاسَ بالتُّقَّى طَبيْبٌ يُدَاوِي النَّاسَ وَهو **مَرِيضُ**[137]

(۱۴۶) جو شخص خود متقی و پرہیزگار نہ ہو، لیکن دوسروں کو تقوی و پرہیزگاری کا حکم دے تو اس کی مثال ایسے طبیب کی سی ہے جو دوسروں کا علاج کرے حالاں کہ وہ خود مرض میں مبتلا ہو۔

قال: مسعر بن كدام الهلالي[138] ....

١٣٥ لم أجده.

١٣٦ أورد هذه الأبيات إبن كثير ونسبها إلى أَبي عُثْمَانَ الْحِيرِيّ الزَّاهِدي: تفسير ابن كثير، ت/السلامة: ٢٥٠/١، كذا في شعب الإيمان، ط/ الرشد ٢٢٢/٩، وفي الدر الفريد ٢٤٠/١٠ بنسبته إلى أبي الفَتحِ البُستِي، وفي تفسير القرطبي، ت / التركي ٢/ ٥٩، وبذل المجهود ٣٩٣/١٢ ومرقاة المفاتيح، ٩/ ٣٢٠٩ بدون نسبة.

١٣٧ وفي بعض المصادر: عَليلُ مكان مَرِيضُ

١٣٨ هو مسعر بن كدام بن ظُهير بن عبيدة بن الحارث بن هلال بن عامر بن صعصعة الهلالي العامري(ت ١٥٣هـ)، أبو سلمة الكوفي، حجة إمام، من رجال الكتب الستة، ويقال له المصحف لقلة خطأه وحفظه، ولا

حضرت مسعر بن کدام ہلالی اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

(١٤٧) إِنِّي مَنَحْتُكَ يَا كِدَامُ نَصِيحَتِي فَاسْمَعْ لِقَوْلِ أَبٍ عَلَيْكَ شَفِيقِ[140]

(۱۴۷) اے کدام! میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں لہٰذا اپنے مہربان و مشفق باپ کی نصیحت غور سے سنو۔

(١٤٨) أَمَّا الْمُزَاحَةُ وَالْمِرَاءُ فَدَعْهُمَا خُلُقَانِ لَا أَرْضَاهُمَا لِصَدِيقِ[141]

(۱۴۸) ہنسی مذاق اور جھگڑا فساد دونوں چیزوں سے دور رہو، کیوں کہ میں کسی بھی دوست میں ان عادتوں کو پسند نہیں کرتا۔

(١٤٩) إِنِّي بَلَوْتُهُمَا فَلَمْ أَحْمَدْهُمَا لِمُجَاوِرٍ جَارًا وَلَا لِرَفِيقِ

(۱۴۹) میں نے ان خصلتوں کا تجربہ کیا ہے لہٰذا میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کسی پڑوسی اور ہم نشین کے لیے یہ خصلتیں قابل تحسین نہیں ہیں۔

(١٥٠) وَالْجَهْلُ يُزْرِي بِالْفَتَى فِي قَوْمِهِ وَعُرُوقُهُ فِي النَّاسِ أَيُّ عُرُوقِ

(۱۵۰) اور جہالت قوم کے درمیان انسان کی ذلت و رسوائی کا سبب بنتی ہے خواہ اس کا تعلق کتنے ہی اونچے خاندان سے کیوں نہ ہو۔

عبرة بقول السليماني: كان من المرجئة. (الطبقات الكبرى - ط العلمية ٣٤٥/٦، التاريخ الكبير للبخاري، ت/ المعلمي اليماني ١٣/٨، سير أعلام النبلاء، ط/ الرسالة ١٦٣/٧)

١٣٩ جامع بيان العلم وفضله ٢/ ٩٥٢، وشعب الإيمان،ط/الرشد ١٩٥/٧، والصمت لإبن أبي الدنيا/٢٠٩، والجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب ١/ ٤٠٥، ومجاني الأدب ١/ ٥٣، والدر الفريد ٤/ ٢٤٠.

١٤٠ وفي بعض المصادر: نصحتك، نَحَلْتُك، حبوتُک مكان مَنَحْتُكَ، مَودَّتِي مكان نَصِيحَتِي

١٤١ وفي بعض المصادر: لَا أحمدهما مكان لَا أَرْضَاهُمَا

ولنعم ما قال بعضهم [١٤٢]

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

(١٥١) العِلْمُ مَغْرَسُ كُلِّ **فَضْلٍ فَاجْتَهِدْ** أن لَّا يَفُوْتُكَ **فَضْلُ** ذاكَ المَغرَسِ [١٤٣]

(١٥١) علم تمام خوبیوں کی جڑ ہے لہٰذا خوب محنت کرو کہ کہیں تم اس عز و شرف کی اصل سے محروم نہ رہ جاؤ۔

(١٥٢) وَاعْلَمْ بِأَنَّ العِلْمَ لَيسَ يَنالُهُ مَنْ هَمُّهُ في مَطعَمٍ أَو مَلبَسِ

(١٥٢) اور یہ بات اچھی طرح ذہن میں بٹھالو کہ ایسا شخص علم حاصل نہیں کر سکتا جس کی تمام تر فکر کا محور کھانا پینا اور لباس ہو۔

(١٥٣) **وَاحْرِصْ لِتَبْلُغَ فيه** حَظّاً وافِراً وَاهْجُر لَهُ طِيبَ **المَنَامِ وَاغلِس** [١٤٤]

(١٥٣) اور شوق و جذبہ پیدا کرو تاکہ تمہیں علم کا بھرپور حصہ حاصل ہو اور اس کے پیچھے میٹھی نیند کو قربان کر دو اور صبح سویرے اٹھ جاؤ۔

(١٥٤) **تَعْتَزُّ حَتّٰى** إنْ حَضَرتَ بِمَجلِسٍ **كَرُمْتَ فِيه وكُنْتَ صَدْرَ المَجلِسِ** [١٤٥]

(١٥٤) تمہارا اکرام احترام ہو گا یہاں تک کہ اگر تم کسی مجلس میں شرکت کرو گے تو تمہیں صدر مجلس بنایا جائے گا۔

(١٥٥) إنَّ الْخَلِيَّ مِنَ الْعُلُوْمِ مَقَامُه عِنْدَ الْمَقَالِ له صُمُوْتُ الأخْرَسِ

(١٥٥) علم سے نابلد شخص کا مقام یہ ہے کہ وہ علمی گفتگو کے وقت گنگوں کی طرح خاموشی اختیار کرے۔

---

١٤٢ وردت هذه الأبيات في موارد الظمآن لدروس الزمان ١/ ١٢٧ بدون نسبة، ونسبت إلى الإمام الشافعي باختلاف يسير، والأبيات في ديوانه، ت/الطباع/ ٧٧، ت/خفاجي/ ٨٧، ت/صالح /٥٦، الجوهر النفيس/ ٨٥.

١٤٣ وفي بعض المصادر: فَخرٍ فَافتَخِر، وَاحذَر مكان فَضْلٍ فَاجْتَهِدْ، فَخرُ مكان فَضْلُ

١٤٤ وفي بعض المصادر: فَاجعَل لِنَفسِكَ مِنهُ مكان وَاحْرِصْ لِتَبْلُغَ فيه، الرُّقادِ مكان المَنَامِ، عَبِسِ مكان وَاغلِس

١٤٥ وفي بعض المصادر: فَلَعَلَّ يوماً مكان تَعْتَزُّ حَتّٰى، كُنتَ الرَّئِيسَ وَفَخرَ ذاكَ المَجلِسِ مكانكَرُمْتَ فِيه وكُنْتَ صَدْرَ المَجلِسِ

١٤٦

(١٥٦) وَفي الجَهلِ قَبلَ المَوتِ مَوتٌ لِأَهلِهِ وَأَجسادُهُم قَبلَ القُبُورِ قُبُورُ

(۱۵۶) انسان کے لیے جہالت مقررہ وقت سے پہلے مرنے کے برابر ہے، اور گویا اس کا جسم زندگی ہی میں قبر میں دفن ہے۔

(١٥٧) وَإِنَّ امرَءاً لَمْ يُحيِ بِالعِلمِ مَيِّتٌ وَلَيسَ لَهُ حَتّى النَشُورِ نُشُورُ

(۱۵۷) اگر انسان علم کے ذریعہ زندگی حاصل نہ کرے تو وہ مردہ ہے اور قیامت سے پہلے اس کی زندگی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

قال أحمد بن الغزال ١٤٧ ١٤٨

احمد بن غزال کہتا ہے:

(١٥٨) الْأَرْضُ تحيَا إِذَا مَا عَاش عَالِمُهَا مَتَى يمُتْ عَالِمٌ مِنْهَا يَمُتْ طَرَفُ

---

١٤٦ أورده السبكي في طبقات الشافعية الكبرى ٣٤٨/٥ ونسبه إلى الْمَاوَرْدِيّ، كذا في الدر الفريد ١٥٧/١٠، وينسب في تعليم المتعلم/ ٤٢-٤٣ إلى الشيخ برهان الدين، وقد نسبت إلى علي المرتضیؓ، والأبيات في ديوانه، ت/الأعلمي/ ٦١، ت/خفاجي/ ٥٧، ت/المصطاوي/ ٧٧.

١٤٧ هو أحمد بن المهدي الغزال الحميري الفاسي (ت ١١٩١هـ-١٧٧٧م). فقيه وكاتب وأديب من رجال السياسة في المغرب، ولي الكتابة للمولى محمد بن عبد الله سلطان المغرب في النصف الثاني من القرن الثامن عشر للميلاد، وعينه المولى سفيراً له لدى ملك إسبانيا، سنة ١٧٦٦ - ١٧٦٧ م، فصنف (نتيجة الاجتهاد في المهادنة والجهاد) أورد فيه ما وقف عليه في البلاد الإسبانية، وما شاهده من آثار العرب الباقية، وأضاف إلى ذلك ملاحظاته ومذكراته السياسية، وله مصنفات أخرى منها: اليواقيت الأدبية بجيد المملكة المحمدية، واليواقيت الأدبية في الأمداح النبوية، والأطروفة الهندسية والحكمة الشطرنجية الأنسية، ونتيجة الفتح المستنبطة من سورة الفتح، كلها رسائل وبعضها من نظمه، وكان السلطان محمد بن عبد الله قد عهد إليه في خلال سفارته بإمضاء عهد للصلح بحراً مع كارلوس الثالث ملك إسبانيا، فأمضاه عامّاً في البر والبحر، ويقال إنه كتبه بحراً لا براً فحرف بحراً وبراً، فأبعده السلطان عن الخدمة، ولزم بيته في فاس وكف بصره وتوفي بها. (الأعلام للزركلي ٢٦٠/١)

١٤٨ في الأصل: "قال أحمد الغزالي" وهو غلط فاحش، والصواب ما أثبته، أنشدنا أحمد بن الغزال لنفسه كذا في تفسير ابن كثير، ط/العلمية ٤٠٦/٣.

(۱۵۸) کوئی بھی سرزمین اس وقت تک سرسبز و شاداب رہتی ہے جب تک کہ علماء زندہ رہیں، جیسے ہی ایک عالم کا انتقال ہوتا ہے تو گویا زمین کا ایک حصہ اجڑ جاتا ہے۔

(١٥٩) كَالْأَرْضِ تَحْيَا إِذَا مَا الْغَيْثُ حَلَّ بِهَا   وَإِنْ أَبَى عَـــادَ فِي أَكْنَافِهَـــا التَّلَـــفُ

(۱۵۹) اور جیسا کہ زمین بارش ہی کی بدولت سرسبز اور شاداب رہتی ہے، ورنہ وہ مرجھا جاتی ہے۔

﴿قال أحد﴾[١٤٩]

(١٦٠) سَـــلِي إِنْ جَهِلتِ النَّاسَ عَنّا وَعَنهُمُ   فَلَـــيسَ سَـــواءٌ عَـــالِمٌ وَجَهُـــولُ

(۱۶۰) اگر تم (ہمارے فضل و کمال سے) ناواقف ہو تو ہمارے اور ان کے بارے میں لوگوں سے دریافت کرو، کیوں کہ واقف و ناواقف برابر نہیں ہو سکتے۔

﴿قال أحد﴾[١٥٠]

(١٦١) عَـــلِّمِ الْعِـــلْمَ مَـــنْ أَتَاكَ لِعِـــلْمٍ   وَاغْتَـــنِمْ مَـــا حَيِيـــتَ مِنْـــهُ الدعـــا

(۱۶۱) جو حصول علم کے لیے تمہاری خدمت میں حاضر ہو اسے علم سکھاؤ اور زندگی بھر اس کی دعا لینے کو غنیمت سمجھو۔

(١٦٢) وَلْـــيَكُنْ عِنْـــدَكَ الْغَـــنِيُّ إِذَا مَـــا   طَلَـــبَ الْعِـــلْمَ وَالْفَقِـــيرُ سَـــوَاءَ[١٥١]

(۱۶۲) اور حصول علم کے سلسلے میں تمہارے یہاں فقیر و مالدار کے درمیان کوئی فرق و امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔

---

١٤٩ قال محمد محيي الدين عبد الحميد: هذا البيت من كلام السموأل بن غريض بن عادياء الأزدي اليهودي. شاعر جاهلي حكيم، من سكان خيبر في شمالي المدينة، يضرب به المثال في الوفاء، وله ديوان صغير. وقد أنشد هذا البيت جامعة من شراح الألفية منهم إبن عقيل، رقم: ٦٦، والأشموني، رقم: ١٣٤. (سبيل الهدى بتحقيق شرح قطر الندى وبل الصدى/ ١٣٠).

١٥٠ أورد البيتين إبن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله/ ٤٩٠، نسبهما إلى أبي مزاحم موسى بن عبيد الله الخاقاني، المجموع للنووي، ط/ المنيرية ١/ ٢٢،المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي، ت/عوامة ٢/ ٨٠٠.

١٥١ وفي بعض المصادر: الفقير مكان الْغَنِيُّ، الْغَنِيُّ مكان الفقير

للقاضي الإمام خليل أحمد السجزي الحنفي الأنصاري[152] [153]

قاضی خلیل احمد سجزی حنفی انصاری فرماتے ہیں:

(١٦٣) اخْدِمِ الْعِلْمَ خِدْمَةَ الْمُسْتَفِيدِ وأَدِمْ دَرْسَهُ بفعلٍ حَمِيدِ

(١٦٣) علم دین کی خدمت میں لگ جاؤ اور عمدہ کار گردگی کے ساتھ سبق پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی پابندی کرو۔

(١٦٤) وإذا ما حَفِظْتَ شيئًا أَعِدهُ ثُمَّ أَكِّدْهُ غايةَ التأكِيدِ

(١٦٤) اور جب کوئی چیز حفظ کرو تو اس کا اعادہ کرو اور خوب استحکام کے ساتھ اس کو پختہ یاد کرو۔

(١٦٥) ثُمَّ **عَلِّقْهُ** كَيْ تعودَ إليهِ وإِلى دَرْسِهِ عَلَى التَّأبِيدِ[154]

(١٦٥) پھر اس کو قلم بند کر لو تا کہ ہمہ وقت تم اس کی طرف رجوع کر سکو۔

(١٦٦) فإذا مَا أَمِنتَ منه فَوَاتاً فانْتَدِبْ بعدَه لشَيْءٍ جَدِيدِ

(١٦٦) اور جب تم اس علم کے ضائع ہونے سے مطمئن ہو جاؤ تب کسی دوسرے علم کا آغاز کرو۔

(١٦٧) مَعَ تَكْرارِ مَا تَقَدَّمَ منهُ **واعْتِنَاءٍ** لِشَأْنِ هٰذَا الْمَزِيدِ[155]

(١٦٧) البتہ علم کی پچھلی چیزوں کا مذاکرہ کرتے رہو اور نئی چیزوں کا بھی اہتمام کرو۔

(١٦٨) ذَاكِرِ النَّاسَ بِالْعُلُومِ لِتَحْيَا لا تَكُنْ مِنْ أُولِي النُّهَى بِبَعِيدِ

(١٦٨) تم لوگوں کے ساتھ ان علوم کا مذاکرہ کرو، تا کہ یہ علوم زندہ رہیں، اور عقل مند لوگوں سے قریب رہو۔

(١٦٩) إنْ كَتَمْتَ الْعُلُومَ أُنْسِيْتَ حَتَّىٰ لا تُرَىٰ غَيْرَ جَاهِلٍ وبَلِيدِ

---

١٥٢ هو الخليل بن أحمد بن محمد بن الخليل بن موسى بن عبد الله، أبو سعيد السّجزىّ القاضى، وكان من أحسن الناس كلامًا في الوعظ والتذكير، من أفضل القُضاة، وأشهر أدبائهم، وله شعر الفقهاء. قال الحاكم أبو عبد الله: شيخ أهل الرّأى فى عصره، مع تقدّمه فى الفقه. له كتاب «الدّعوات والآداب والمواعظ». توفّى بسمرقند، فى جمادى الآخرة، سنة ثمان وستين وثلاثمائة. له رحلة واسعة، جمع فيها بين بلاد فارس وخراسان والعراق والحجاز والشام وبلاد الجزيرة. (الجواهر المضية فى طبقات الحنفية - ت الحلو ٢/١٧٨، الطبقات السنية في تراجم الحنفية/ ٢٧٣)

١٥٣ تعليم المتعلم /٥١، والعقد التليد/ ٣٨، ٣٢٣.

١٥٤ وفي بعض المصادر: عَلِّمْهُ مكان عَلِّقْهُ

١٥٥ وفي بعض المصادر: واقْتِنَاءٍ مكان واعْتِنَاءٍ

(١٦٩) اگر تم نے ان علوم کو چھپائے رکھا تو تم بھی ان سے محروم ہو جاؤ گے اور تمہارا شمار بھی جاہلوں اور بے وقوفوں میں ہو گا۔

[ثم أُلْجِمْـــــتَ في القِيامَـــــةِ نارًا وتلهَّبْـــتَ بِالعَـــذَابِ الشَّـــدِيدِ]

اور پھر تمہیں قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی اور دردناک عذاب سے دوچار کیا جائے گا۔

قيل للإسكندر:

”ما بالك تعظم مؤدبك أكثر من تعظيمك لأبيك؟“

فقال: ”إن أبي سبب حياتي الفانية ومؤدبي سبب حياتي الباقية“.

کسی نے سکندر سے دریافت کیا کہ تم اپنے والد سے زیادہ اپنے استاذ کے ساتھ عزت واحترام کا معاملہ کیوں کرتے ہو؟

اس نے جواب دیا: میرے والد میری عارضی زندگی کا سبب ہے، اور میرے استاد ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی کا سبب ہے۔

﴿ولله در من قال﴾[156]

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

(١٧٠) أُقَـدِّمُ أُسْـتَاذِي عَـلَى نفـس وَالِدِي وإن نَالَني من وَالِدِي الْفَضْلُ وَالشَّرَفُ

(١٧٠) میں اپنے والد محترم پر اپنے استاد محترم کو ترجیح دیتا ہوں، اگرچہ مجھے اپنے والد کے ذریعہ بھی فضیلت وعظمت حاصل ہوئی ہے۔

(١٧١) فَهٰـذَا مُرَبِّي النَّفْسِ وَالنَّفْسُ جَوْهَرٌ وَذَاكَ مُرَبِّي الْجِسْـمِ وَهوَ لَهَا صَـدَفُ

(١٧١) کیوں کہ استاذ وہ روح کے مربی ہے اور روح بیش قیمت جوہر ہے اور یہ جسم کے مربی ہے اور جسم تو ایک صدف ہے جس کے اندر جوہر ہوتا ہے۔

---

١٥٦ كذا في مجاني الأدب 1/ ٢١، والبيتان لأبي الْفَتْح النطنزي، والوافي بالوفيات ٢/ ١١٢.

١٥٧

(١٧٢) إِنَّ المُعَـلِّمَ وَالطَّبِيـبَ كِلَيْهِمَـا ... لاَ يَنْصَـحَانِ إِذَا هُمَـا لَـمْ يُكْرَمَـا[١٥٨]

(١٧٢) استاد اور طبیب؛ ان دونوں کا اگر اکرام واحترام نہ کیا جائے تو وہ پورے خلوص وتوجہ کے ساتھ نفع نہیں پہنچاتے ہیں۔

(١٧٣) فَاصْـبِرْ لِدَائِـكَ إِن نَقَصْـتَ مُعَالِجـاً ... وَاصْـبِرْ لِجَهْلِكَ إِن أَهَنْتَ مُعَلِّمَا[١٥٩]

(١٧٣) اگر تم نے طبیب کی عزت واحترام میں کمی کی ہے تو اپنی بیماری پر صبر کرو، اور اگر تم نے استاد کی بے عزتی کی ہے تو اپنی جہالت کو برداشت کرو۔

قال الأستاذ أبوسهل[١٦٠] لأبي عبد الرحمن السُلَمي[١٦١]:

"عُقُوقُ الْوَالِدَينِ يَمْحُوْهُ الاسْتِغْفَارُ وعُقُوقُ الأسْتَاذِ لا يَمْحُوْهُ شَيْءٌ" [١٦٢]

---

١٥٧ تذكرة السامع والمتكلم بدون نسبة ٩١/١، الدر الفريد ٤ /٣٥٨ وينسب للقواريري، وتعليم المتعلم/ ٢٨.

١٥٨ في الأصل: كلاهما مكان كَلَيْهِمَا

١٥٩ وفي بعض المصادر: أَهَنْتَ طَبِيبَهُ مكان نَقَصْتَ مُعَالِجاً

١٦٠ هو أبو سهل محمد بن سليمان بن محمد الحنفي، من بني حنيفة، العجلي الصعلوكي النيسابوري (٢٩٦هـ-٣٦٩هـ) فقيه شافعي ومتكلم ونحوي ومفسر ولغوي وأديب وكاتب وصوفي، شيخ خراسان، مات في آخر سنة تسع وستين وثلاثمائة. عنه أخذ ابنه أبو الطيب وفقهاء نيسابور. (طبقات الفقهاء للشيرازي / ١١٥، وطبقات الشافعية لابن قاضي شهبة ١/ ١٥٠، ووفيات الأعيان ٤/ ٢٠٤، وطبقات الشافعية الكبرى ٣/ ١٦٧، الأعلام للزركلي ٦/ ١٤٩)

١٦١ هو محمد بن الحسين بن محمد بن موسى الأزدي السلمي النيسابوري(٣٢٥ - ٤١٢هـ / ٩٣٦-١٠٢١م)، أبو عبد الرحمن: من علماء المتصوفة. بلغت تصانيفه مئة أو أكثر، منها: حقائق التفسير، على طريقة أهل التصوف، طبقات الصوفية، ومقدمة في التصوف، ومناهج العارفين، ورسالة في غلطات الصوفية، ورسالة الملامتية، وآداب الفقر وشرائطه، وبيان زلل الفقراء ومناقب آدابهم، والفتوة، وآداب الصحبة، سلوك العارفين، وعيوب النفس ومداواتها، والفرق بين الشريعة والحقيقة، وآداب الصوفية، وكتاب الاربعين في الحديث، ودرجات المعاملات. مولده ووفاته في نيسابور . قال الذهبي: شيخ الصوفية وصاحب تاريخهم وطبقاتهم وتفسيرهم، قيل: كان يضع الأحاديث للصوفية. (الأعلام للزركلي ٦/ ٩٩)

١٦٢ طبقات الشافعية الكبرى ١٠/ ٣١٥، والعقد التليد/٢٤٧، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ٢ /٥٩، وطبقات المفسرين للداوودي ٢ /١٥٥.

حضرت ابو سہل صعلوکی شافعی ابو عبد الرحمن سلمی سے فرماتے ہیں:

"والدین کی نافرمانی کا گناہ استغفار سے معاف ہو جاتا ہے، لیکن استاد کی نافرمانی کا گناہ کسی چیز سے معاف نہیں ہوتا۔"
[163]

(١٧٤) يا أَيُّها الرَّجُلُ المُعَلِّمُ غَيرَهُ　　هَلّا لِنَفسِكَ كانَ ذا التَعليمُ

(۱۷۴) دوسرے کو تعلیم دینے والے! پہلے تو تجھے اپنی ذات کو اس تعلیم سے آراستہ کرنا چاہیے۔

(١٧٥) فَابْدَأ بِنَفسِكَ فَانْهَها عَن غَيِّها　　فَإِذا انتَهَتْ عَنهُ فأنتَ حَكيمُ

(۱۷۵) خود سے آغاز کرو اور خود کو گمراہی سے دور رکھو، اگر تم شر سے باز رہنے میں کامیاب ہو گئے تو تم واقعی عقل مند ہو۔

(١٧٦) فَهُناكَ يُسْمَعُ ما تقولُ وَيُهتَدَىٰ　　بِالقَولِ منكَ وَينفَعُ التَعلِيمُ[164]

وهذا من الغلو. ويكفي في الرد عليه أنه مخالف لظاهر القرآن في أن عقوق الوالدين من الكبائر بعد الشرك. هذا من جهة، ومن جهة أخرى فقد قال الله تعالى: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (الزمر: ٥٣) وغيرها من الآيات والأحاديث التي تدُلُّ على أن التوبة تجُبُّ ما كان قبلها. قال شيخنا وأستاذنا فضيلة العلامة المحدث المفتي نياز أحمد الندوي حفظه الله ورعاه (أستاذ الحديث النبوي الشريف وعميد قسم الإفتاء والقضاء، ووكيل كلية الشريعة بدار العلوم لندوة العلماء، لكناؤ): عقوق الأستاذ سبب حرمان العلم فقط، وعقوق الوالدين سبب حرمان خَيْرَي العلم والعمل، والدنيا والآخرة جميعاً.

١٦٣ نسبت هذه الأبيات إلى المتوكل الكناني، والأخطل، وسابق البربري، والطرماح والمشهور أنها لأبي الأسود الدؤلي، و الأبيات في ديوانه/١٣٠ باختلاف يسير والبيت الأول كما سيأتي، وأوردها إبن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله باختلاف يسير/٦٨٤ ونسبها إليه، كذا في خزانة الأدب: ٨ / ٥٦٥-٥٦٩. وفي شرح الشرنوبي على تائية السلوك /١٢ بدون نسبة.

١٦٤ رأيت في مقام آخر قاله أبو الأسود الدؤلي المتوفى ٦٩ هجرية فالبيت الأول هكذا:

لا تَنهَ عَن خُلُقٍ وَتَأتِيَ مِثلَهُ　　عارٌ عَلَيكَ إذا فعلتَ عَظيمُ

والبيت الثالث مصرعه الأول:　　فَهُناكَ يُقبَلُ إن وعظت وَيَقتَدى　　(صح)

الطحطاوي على الدر المختار: ص/٣٢ (المؤلف)

وفي بعض المصادر: يُقبَلُ مكان يُسْمَعُ، وعظت مكان تقول

(١٧٦) تب جاکر تمہاری بات سنی جائے گی اور تسلیم کی جائے گی اور تمہاری تعلیم بھی سود مند ثابت ہو گی۔

١٦٥

(١٧٧) يَا طَالِبَ الْعِلْمِ بَاشِرِ الْوَرَعَا ... وَجَانِبِ النَّوْمَ وَاحْذَرِ الشَّبَعَا[١٦٦]

(١٧٧) اے طالب علم! پرہیزگاری اختیار کر اور زیادہ سونے سے اجتناب کر اور شکم سیری سے بھی گریز کر۔

(١٧٨) دَاوِمْ عَلَى الدَّرْسِ لاَ تُفَارِقْهُ ... فَالْعِلْمُ بِالدَّرْسِ قَامَ وَارْتَفَعَا

(١٧٨) مطالعہ و سبق کی پابندی کر، ناغہ نہ کر، اسی سے علم پروان چڑھتا ہے۔

١٦٧

(١٧٩) النَاسُ إِثْنَانِ ذُوْ عِلْمٍ وَمُسْتَمِعٌ ... وَاعٍ وَغَيْرُهُمَا كَاللَّغْوِ وَالعَكَرِ[١٦٨]

(١٧٩) دنیا میں اچھے لوگوں کی دو قسمیں ہیں؛ ایک تو اہل علم اور دوسرے علمی گفتگو غور سے سن کر یاد رکھنے والے، اور ان کے علاوہ سب بے کار و بے فائدہ اور لا خیرے ہیں۔

قال الشاعر[١٦٩]

(١٨٠) تَمَنَّيْتَ أَنْ تُمْسِيَ فَقِيهًا مُنَاظِرًا ... بِغَيْرِ عَنَاءٍ وَالْجُنُونُ فُنُونُ[١٧٠]

---

١٦٥ تعليم المتعلم/٣٨، وتفسير حدائق الروح ١٠/ ٥، وأورد البيت الأول إبن حبان في روضة العقلاء/٣٥ باختلاف يسير، بدون نسبة.

١٦٦ وفي بعض المصادر: وهاجر، باين مكان بَاشِرِ، واهجر، واترك مكان وَاحْذَرِ

١٦٧ موارد الظمآن لدروس الزمان ٣/ ٤ بدون نسبة، وقد نسب إلى علي المرتضىؓ، والأبيات في ديوانه، ت/الأعلمي/٦٢، ت/خفاجي/٧٥، ت/المصطاوي/ ٧٧.

١٦٨ وفي بعض المصادر: والهَذَرِ مكان وَالعَكَرِ

١٦٩ أورد البيتين إبن الأثير في الكامل في التاريخ، ت/تدمري ٩/ ٩٩، وإبن كثير في البداية والنهاية، ت/التركي ١٦/ ٣١٧ ونسباهما إلى أَحْمَد بْن مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْن أَبِي الْفَتْحِ الدِّينورِيّ الْفَقِيه الْحَنْبَلِيّ، وفي تعليم المتعلم/٣٥ بدون نسبة.

١٧٠ في الأصل: نقيباً مكان فَقِيهًا

(۱۸۰) کیا تم یہ خواہش رکھتے ہو کہ تم بغیر کسی محنت مشقت کے زبردست عالم بن جاؤ، تو اس کو جنون کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے، اور جنون بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔

(۱۸۱) وَلَيْسَ اكْتِسَابُ الْمَالِ دُونَ مَشَقَّةٍ تَحَمَّلْتَهَا فَالْعِلْمُ كَيْفَ يَكُونُ[۱۷۱]

(۱۸۱) جب مال و دولت ہی بغیر مشقت کے حاصل نہیں ہوتی تو علم کے حصول کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

[۱۷۲]

[كَمْ رَاغِبٍ فِي سِفَاهِي لا أُسَافِهُهُ وباحِثٍ عَنْ عُيُوبِي وهْوَ لا يَجِدُ]

[کتنے ہی لوگ مجھ سے جھگڑا کرنے کے خواہش مند رہتے ہیں، لیکن میں یہ ذلیل حرکت نہیں کرتا۔ اور بہت سے میری کوتاہیوں کی تلاش میں رہتے ہیں، لیکن انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔]

(۱۸۲) إنِّي بُلِيتُ بأهْلِ الْجَهلِ فِي زَمَنٍ قامُوا بِهِ ورِجالُ الْعِلْمِ قَدْ قَعَدُوا

(۱۸۲) میرا واسطہ ایسے جاہلوں سے پڑا جو اپنی جہالت کے باوجود سر گرم عمل ہیں، دندنا رہے ہیں اور علماء و قائدین خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔

قال السيد محمد حسين[۱۷۳] الجزائري[۱۷٤]

كان طبيبا حاذقا بارعا.

سید محمود حسین جزائری فرماتے ہیں:

یہ بڑے ماہر حکیم و حاذق طبیب تھے۔

۱۷۱ وفي بعض المصادر: تَلَقَّيْتَهَا مكان تَحَمَّلْتَهَا

۱۷۲ قائل هذا البيت الإمام الشوكاني وهو في نيل الأوطار ٦٠/٧، وقطر الولي على حديث الولي للشوكاني/٣٣٠.

۱۷۳ هو الشيخ الفاضل محمد حسين بن محمد علي بن محمد حسين بن نور الدين بن نعمة الله الحسيني الشيعي الجزائري(١٢٠٧هـ-١٢٨٧هـ) أحد العلماء المبرزين في العلوم الحكمية، ولد بشيراز ونشأ بها، وقرأ العلم على أساتذة عصره، وسافر إلى حيدر آباد، فتوطن بها وتوفي بها .

وكان عالمًا كبيرًا بارعًا في العلوم الحكمية حاذقًا في الطب شاعرًا مجيد الشعر. ومن مصنفاته مختار الجوامع وديوان الشعر الفارسي. (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر ١٠٩٢/٧)

۱۷٤ نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر (الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام) ١٠٩٢/٧.

(١٨٣) المَــرْءُ فِي أنْ يَتْرُكُــوه سُــدًى ولا يُحَاسِــبُهُ رَبُّ الْــوَرَاءِ أبَــدَا

(۱۸۳) انسان اس خواب و خیال میں ہے کہ اسے ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا اور رب کائنات اس سے کبھی حساب و کتاب نہیں کرے گا۔

(١٨٤) كَلَّا سَــيَأتِيه يَــوْمٌ لَا مَــرَدَّ لَهُ إن لَمْ يَمُتْ أمْسِ، مَحْسُــوراً يَمُوْتُ غَدَا

(۱۸۴) ہر گز نہیں ! وہ دن ضرور آکر رہے گا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا، گزشتہ کل اگر تم موت کے شکار سے بچ بھی گئے، تو آئندہ کل بڑی حسرت و ندامت کے ساتھ تمہیں موت کا سامنا کرنا ہوگا۔

(١٨٥) اصْــبِرْ عَلَى حَادِثَاتِ الدَّهْرِ مُنْتَظِراً رَوْحَ رَبِّ الْــبَرَايَا حَسْــبُنَا وَعْــدَا

(۱۸۵) حوادث زمانہ پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرو، اور رب کائنات کے لطف و عنایت سے مایوس نہ ہو اس کا وعدہ کافی ہے۔

(١٨٦) فاســتَغْنِ بالعِلمِ والتَّقوَى وكُنْ رَجلاً لا يَرتَجِي غَــيْرَ رَزَّاقِ الــوَرَى أحَــدا

(۱۸۶) علم و تقوے کو کافی سمجھو، اور کائنات کے خالق و رازق کے علاوہ کسی سے کچھ امید نہ رکھو۔

﴿قال الشاعر معلما في أمر الكتابة﴾[١٧٥]

آدابِ کتابت و تحریر سے متعلق شاعر کہتا ہے:

(١٨٧) وَمَــا مِــنْ كَاتِــبٍ إلَّا سَــيُبْلَى وَيَبْقَــى الدَّهْــرُ مَــا كَتَبَــتْ يَــدَاهُ

(۱۸۷) ہر لکھنے والے شخص کو ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے، لیکن اس کی تحریریں ہمیشہ باقی رہیں گی۔

(١٨٨) فَــلَا تَكْتُــبْ بِكَفِّــكَ غَــيْرَ شَيْءٍ يَسُرُّــكَ فِي الْقِيَامَــةِ إن تَــرَاهُ

(۱۸۸) لہٰذا کبھی کوئی ایسی چیز نہ لکھنا کہ اگر قیامت میں تمہیں وہ دکھائی جائے تو تمہیں خوشی و مسرت کی جگہ افسوس و ندامت ہو۔

---

١٧٥ لم أقف على اسم الشاعر والبيت في روح البيان ١٠/٢٤٣، وتفسير ابن كثير، ت/السلامة ٣/٣٣٩، والبداية والنهاية، ط/السعادة ٨/٢٤٢، وتفسير حدائق الروح والريحان ٣٢/١٥٥.

قال أحد[١٧٦]

(١٨٩) حَيَــاةُ الْقَلْـــبِ عِـــلْمٌ فَاغْتَنِمْـــهُ   ومَـــوْتُ الْقَلْـــبِ جَهْـــلٌ فَاجْتَنِبْـــهُ

(۱۸۹) علم قلب کے لیے زندگی ہے لہٰذا اسے غنیمت جانو، اور جہالت اس کے لیے موت ہے لہٰذا اس سے پرہیز کرو۔

قال أحد[١٧٧]

(١٩٠) شِـفَاءُ **الْعِـيِّ** طُـوْلُ السُّـؤَالِ وَإِنَّمَـا   تَمَامُ **الْعِيِّ** طُوْلُ السُّكُوتِ عَلَى الْجَهْلِ[١٧٨]

(۱۹۰) ناواقفیت کاعلاج کثرت سے سوال کرنا ہے اور جہالت کی انتہا معلوم نہ ہونے کے باوجود خاموش رہنا ہے۔

----------[١٧٩]

(١٩١) خَلَـــقَ اللهُ **لِلْعُلُـــومِ** رِجَـــالًا   ورِجَـــالاً لِقَصْـــعَةٍ وثَرِيـــدِ[١٨٠]

(۱۹۱) اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو علوم و معارف کے لیے پیدا فرمایا ہے اور کچھ لوگ پیدا ہی کھانے پینے کے لیے ہوئے ہیں۔

إقرأ ما ذا ينشد الناشد في أمر مجالس العلم والتدريس[١٨١]

١٧٦ لم أقف على القائل والبيت في تعليم المتعلم/ ٤٣ بلا نسبة، وفي نضرة النعيم ٩/ ٤٣٨٢ نقلا عن مختصر ـ نصيحة أهل الحديث/ ٦٢.

١٧٧ نسبه الشيخ الطونكي في هذه الرسالة، رقم: ٣٤٠ إلى الأصمعي، وابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله/ ٣٨٠، وفي الدر الفريد ٧/ ٣٣٦، وأدب الدنيا والدين/ ٥٩، بنسبته إلى بشار بن برد، والبيت في ديوان بشار بن برد/ ١٤٢.

١٧٨ وفي المصادر كلها: العَمَى مكان الْعِيِّ

١٧٩ لم أقف على اسم الشـــاعر والبيت في نزهة الألباب في قول الترمذي "وفي الباب" ١/ ٩٩، والتعليق المجد، المقدمة بقلم الشيخ عبد الفتاح أبو غدة ١/ ٢٣، وفيه المصرع الثاني هكذا: ورجالًا لنَفْشَةٍ ودَعَاوي

١٨٠ وفي بعض المصادر: للحروب مكان لِلْعُلُومِ، هذا أيضا من تصرفات المؤلف رحمه الله.

١٨١ كان أبو القاسم أحمدُ بن عُمر بن وَرْدٍ كثيرًا ما يُنشِـــدُ في تقريظِ طلبةِ العلم وبرَكة تلاقيهم للمُذاكرة هذه الأبيات. كذا في الذيل والتكملة لكتابي الموصول والصلة لابن عبد الملك المراكشي ٢/ ١٠٣.

تعلیم وتدریس کی مجالس سے متعلق شاعر کیا کہتا ہے: ملاحظہ ہو!

(١٩٢) وللّٰهِ قَـــوْمٌ كُلَّمَـــا جِئْـــتُ زَائِـــراً   وَجَدْتُّ **نُفُوْســـاً** كُلَّهَا مُلِئَتْ حِلْماً[١٨٢]

(۱۹۲) اللہ تعالی نے کچھ ایسے لوگ پیدا کیے ہیں جن سے مل کر یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ مجسم حلم و بردباری ہے۔

(١٩٣) إِذَا اجْتَمَعُــوا جَــاؤُوا بِــكُلِّ **طَرِيقَــةٍ**   فَيَزْدَادُ بَعْضُ الْقَومِ مِنْ بِعْضِهِم عِلْماً[١٨٣]

(۱۹۳) جب وہ جمع ہوتے ہیں تو ہر طرح کا مسئلہ زیرِ بحث لاتے ہیں اور ایک دوسرے سے استفادہ کر کے اپنے عمل میں اضافہ کرتے ہیں۔

(١٩٤) تَسَاقَوْا كُؤُوسَ الْعِلْمِ فِي رَوْضَةِ التُّقَى   فَكُلُّهُـمُ مِــنْ ذٰلِكَ الــرَّأيِ لا يَظْمَــا

(۱۹۴) تقوی وطہارت کے باغیچے میں وہ ایک دوسرے کو علم و حکمت کے جام پلاتے ہیں، لیکن کسی کی بھی پیاس بجھنے کا نام نہیں لیتی۔

(١٩٥) أُولٰئِكَ مِثْلَ الطِّيْبِ كُلٌّ لَهُ شَـــذَىٰ   ومَجْمُوْعُـــه أذْكَىٰ أرِيْجَـــاً إذا شُمَّــا

(۱۹۵) یہ سب لوگ خوشبو کی مانند ہیں، ہر ایک کی اپنی مہک الگ ہے، اور اگر سونگھا جائے تو سب ہی بہت عمدہ خوشبو والے ہیں۔

[١٨٤]

(١٩٦) مَجالِسُـــهُمْ مِثْـــلُ الـــرِّياضِ **أَنِيْقَـــةٌ**   لَقَد طَابَ مِنها اللَّوْنُ والرِّيْحُ والطَّعْمُ[١٨٥]

(۱۹۶) ان کی محفلیں باغ کی طرح دل کش ودل فریب ہیں، جن کی ہوا خوشگوار، رنگ شوخ اور ذائقہ پسندیدہ ہے۔

---

١٨٢ وفي بعض المصادر: قلوبا مكان نُفُوْساً

١٨٣ وفي بعض المصادر: فضيلة، غَرِيْبَةٍ مكان طَرِيقَةٍ

١٨٤ نسب البيت في نزهة الأبصار/٣٠٢ إلى الشيخ أحمد بن مشرف، وفي مجموعة القصائد الزهديات ٦٣/١ بلا نسبة.

١٨٥ أَنِيْقَةٌ: سقط في الأصل، فأثبته من المصادر الأخرى.

[١٨٦]

(١٩٧) ومَنْ يَصْطَبِرْ لِلْعِلْمِ يَظْفَرْ بِنَيْلِه   ومَنْ يَخْطُبِ الحسْناءَ يَصْبِرْ على البَذْلِ

(١٩٧) جو علم کے راستے میں ہر چیز کو برداشت کرے اور ڈٹا رہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا اور جو خوبصورت دوشیزہ سے منگنی کرے تو وہ خرچ کے لیے تیار ہو جائے۔

﴿وقد أحسن القائل﴾[١٨٧]

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

(١٩٨) إذَا لَمْ تَكُنْ حَافِظًا وَاعِيًا   فَجَمْعُكَ لِلْكُتُبِ لَا يَنْفَعُ

(١٩٨) اگر تم (علمی چیزیں) یاد نہیں کرتے اور علم کی باتیں ذہن نشین نہیں کرتے تو صرف کتابوں کا ذخیرہ تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

﴿قال الشاعر﴾[١٨٨]

(١٩٩) العِلْمُ فِي الصَّدْرِ مِثْلَ الشَّمْسِ فِي الْفَلَكِ   والعَقْلُ لِلْمَرْءِ مِثْلَ التَّاجِ لِلْمَلِكِ

(١٩٩) سینے میں علم کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ آسمان میں آفتاب، اور ان کے لیے عقل کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ بادشاہ کا تاج۔

(٢٠٠) فَاشْدُدْ يَدَيْكَ بِحَبْلِ الْعِلْمِ مُعْتَصِماً   فَالْعِلْمُ لِلْمَرْءِ مِثْلَ الْمَاءِ لِلسَّمَكِ

١٨٦ أورده السيوطي في بغية الوعاة ٦٩/٢، والشوكاني في البدر الطالع ٢٠٢/١ ونسباه إلى إبن هشام المصري النحوي.

١٨٧ نسب البيت في روضة العقلاء لإبن حبان/٣٨ إلى محمد ابن بشير الخزاعي، وأورد هذا البيت بدون نسبة الخطيب في الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع ٢ /٢٥١، والبدر في تذكرة السامع والمتكلم/١٦٤ وإبن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله/٢٩٣، وفي البداية والنهاية، ت/التركي: ٨١٢/١٤، وفيه المصرع الثاني هكذا:

إذَا لَمْ تَكُنْ حَافِظًا وَاعِيًا   فَعِلْمُكَ فِي الْبَيْتِ لَا يَنْفَعُ

١٨٨ البيت في مجاني الأدب ٢٢/١ بدون نسبة.

(٢٠٠) لہٰذا علم کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو کیوں کہ علم انسان کے لیے ایسے ہی ضروری ہے جیسا کہ مچھلی کے لیے پانی۔

قال أحمد [١٨٩]

(٢٠١) مَـــاالْعِلْمُ فَخْـــرُ امْـــرِئٍ إِلَّا لِعَـــامِلِه   إِن لَـــمْ يَكُـــنْ عَمَـــلٌ فَـــالعِلْمُ كَالْعَـــدَمِ

(٢٠١) علم اسی شخص کے لیے قابل فخر ہے جو اس پر عمل پیرا ہو، اگر عمل نہیں ہے تو علم کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

(٢٠٢) الْعِـــلْمُ زَيْـــنٌ وتَشْرِـــيفٌ لِصَـــاحِبِه   فاعْمَـــلْ بِـــهِ فَهُـــوَ لِلطُّـــلَابِ كَالْعَـــلَمِ

(٢٠٢) علم تو انسان کے لیے زیب وزینت اور عزت واحترام کا ذریعہ ہے، لہٰذا اس پر عمل کرو کیوں کہ وہ طلبہ کے لیے سنگ میل کی طرح ہے۔

(٢٠٣) مَازِلْـــتُ أَطْلُبُـــهُ دَهْـــرِي وأَكْتُبُـــهُ   حَتَّى ابْتُلِيْتُ بِضَـــعْفِ الْجِسْـــمِ وَالْهَرَمِ

(٢٠٣) میں نے اپنی پوری زندگی حصول علم اور کتابت علم میں گزار دی، یہاں تک کہ میں کمزوری اور بڑھاپے میں مبتلا ہو گیا۔

لأبي محمد بن حزم [١٩٠] الظاهري [١٩١]

امام ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں:

---

١٨٩ هو أحمد بن عبد الدائم كما في الوافي بالوفيات ٧/ ٢٣، وتاريخ الإسلام للذهبي، ت/ تدمري ٤٩/ ٢٥٦.

١٩٠ هو علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الظاهري، أبو محمد، وأحد أئمة الإسلام. كان في الأندلس خلق كثير ينتسبون إلى مذهبه، يقال لهم الحزمية. ولد بقرطبة. وكانت له ولأبيه من قبله رياسة الوزارة وتدبير المملكة، فزهد بها وانصرف إلى العلم والتأليف، فكان من صدور الباحثين فقيهاً حافظاً يستنبط الأحكام من الكتاب والسنة، بعيداً عن المصانعة. وانتقد كثيراً من العلماء والفقهاء، ولذا يقال: لسان ابن حزم وسيف الحجاج شقيقان. رحل إلى بادية لَبْلة من بلاد الأندلس فتوفي فيها. رووا عن ابنه الفضل أنه اجتمع عنده بخط أبيه من تآليفه نحو ٤٠٠ مجلد، تشتمل على قريب من ثمانين ألف ورقة. له ديوان شعر. وللدكتور عبد الكريم خليفة ابن حزم الأندلسي. (شذرات الذهب ٣٧/١، الأعلام للزركلي ٢٥٤/٤)

١٩١ إنباء الرواة على أنباه النحاة ٢٣٣/٢، والعلماء العزاب ٧٩.

(٢٠٤) مَــنْ لَــمْ يَــرَ الْعِــلْمَ أَغْـلَى ... مِـــنْ كُلِّ شَيْءٍ يُصَــاب

(۲۰۴) جو شخص علم کو تمام اشیاء سے قیمتی نہ سمجھے۔

(٢٠٥) فَلَــيْسَ يُفْلِــحُ حَــتَّى ... يُحْــثَى عَلَيْــهِ الــتُّرَاب

(۲۰۵) تو وہ پوری زندگی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔[192]

(٢٠٦) وَكَانَتْ بَنُو عَمِّي يَقُولُونَ مَرْحَبَا ... فَلَمَّا رَأَوْنِي مُعْدِماً مَاتَ مَرْحَبُ

(٢٠٦) میری برادری والے میرا پرجوش استقبال کیا کرتے تھے لیکن جب انہیں میری تنگدستی و بدحالی کا علم ہوا تو وہ سب ختم ہو گیا۔

﴿وقال أحد﴾[193]

(٢٠٧) وَكُنْتُ أَرَى أَنْ قَدْ تَنَاهَى بِيَ الْهَوَى ... إِلَى غَايَةٍ مَا بَعْدَهَا لِي مَذْهَبُ

(٢٠٧) اور میری خواہشات نے مجھے ایسی منزل پر پہنچا دیا ہے کہ اب اس کے آگے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔[194]

(٢٠٨) وَمَنْ تَكُنِ الْعَلْيَاءُ هِمَّةَ نَفْسِهِ ... فَكُلُّ الَّذِي يَلْقَاهُ فِيهَا مُحَبَّبُ

(٢٠٨) اور بلند مقام جس کا نصب العین ہوتا ہے تو اسے راستے کی تمام مشکلات محبوب معلوم ہوتی ہیں۔

وَالعِلْمُ أَغْلَى مَا يُبَاعُ وَ يُوْهَبُ[195]

---

١٩٢ لم أقف على من قال والبيت في المستطرف/٢٩٣ بدون نسبة.

١٩٣ أورده إبن القيم في الكلام على مسألة السماع/٣٣٨ بدون نسبة وفي حاشية التحقيق: البيتان مع ثالث في الزهرة لمحمد بن داود الظاهري(ص/٢٧٤) لبعض أهل هذا العصر. وأنشدهما المؤلف في مفتاح دار السعادة/ ٢٩٩ -٣٠٠، وطريق الهجرتين/ ٢٦٠.

١٩٤ قاله محمود البارودي البيت في ديوانه/٤٥، ومجمع الحكم والأمثال في الشعر العربي ٣٣٩/٧.

١٩٥ هذا بتصرف المؤلف رحمه الله وهو الطرف الثاني من البيت الأخير من القصيدة الزينبية لصالح بن عبد القدوس وقيل لعلي بن أبي طالب كما في مجاني الأدب ٤/ ٩٢، وحياة الحيوان الكبرى ١/ ٥١، ونزهة الأبصار/ ٩٣. والبيت هكذا:

اور علم تو تجارتی سامان اور ہدیہ تحائف سے بہت قیمتی اور برتر و بالا ہے۔

﴿العرجي[196]﴾[197]

عرجی کہتاہے:

(٢٠٩) أَضاعُوني وَأَيَّ فَتىً أَضاعُوا لِيَومِ كَرِيهَةٍ وَسِدادِ ثَغْرِ

(۲۰۹) انہوں نے میرے مقام کو نہیں جانا، اور ایسے قابل نوجوان کو کھودیا جس کو جنگ کے موقع پر اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے یاد کیا جاتا ہے۔

﴿----------﴾[198]

(٢١٠) شُغِلْنَا بِكَسْبِ العِلمِ عَن مَكسَبِ الغِنَىٰ كَشُغلِهِمُ عَن مَكسَبِ العِلمِ بِالوَفرِ

(۲۱۰) حصول علم نے ہمیں مال و دولت کمانے سے غافل کر دیا جیساکہ دوسرے لوگ دولت کمانے کی وجہ سے حصول علم سے غافل ہوگئے۔

(٢١١) فَصارَ لَهُم حَظٌّ مِنَ الجَهلِ وَالغِنَىٰ وَصارَ لَنا حَظٌّ مِنَ العِلمِ وَالفَقرِ

(۲۱۱) چنانچہ ان کے حصے میں مالداری اور جہالت آئی اور علم اور تنگ دستی ہمارے نصیب میں آئی۔

فلقد نَصَحتُكَ إن قَبِلتَ نَصِيحتي والنصح أغْلَى مَا يُباعُ وَيُوْهَبُ

١٩٦ هو عبد الله بن عمر بن عمرو بن عثمان بن عفان الأموي القرشي العرجي، أبو عمر. شاعر، غزل مطبوع، ينحو نحو عمر بن أبي ربيعة. كان مشغوفاً باللهو والصيد. وكان من الأدباء الظرفاء الأسخياء، ومن الفرسان المعدودين. صحب مسلمة بن عبد الملك في وقائعه بأرض الروم، وأبلى معه البلاء الحسن. وهو من أهل مكة. ولقب بالعرجي لسكناه قرية العرج في الطائف. وسجنه والي مكة محمد بن هشام في تهمة دم مولى لعبد الله بن عمر، فلم يزل في السجن إلى أن مات. له ديوان شعر. (الشعر والشعراء ٥٦٠/٢، الحيوان ٤٦٩/٧، معجم المؤلفين ٩٥/٦، الأعلام للزركلي ١٠٩/٤)

١٩٧ البيت في ديوان العرجي/ ٣٤، كذا في وفيات الأعيان ٥/ ٤٠٠.

١٩٨ هذان البيتان لموفّق الدين الخفاجيّ الحلبيّ، كما في المقفى الكبير للمقريزي ٦٦/٤، ٢٦٠/٨، وفي موارد الظمآن لدروس الزمان ١٢٤/١ بدون نسبة.

وقال ابن الفارس[١٩٩] [٢٠٠]

ابن فارس کہتا ہے:

(٢١٢) إِذَا كَانَ يُؤْذِيْـــكَ حَـــرُّ الْمَصِـــيْفِ   وَيُـبْسُ الخَرِيْـفِ وَبَـرْدُ الشِّـتَا[٢٠١]

(٢١٢) موسم گرما کی شدت تمہیں برداشت نہیں، موسم خریف کی خشکی سے تمہیں پریشانی ہے، موسم سرما سے تمہیں دقت ہے۔

(٢١٣) وَيُلْهِيْـــكَ حُسْــنُ زَمَـــانِ الرَّبِيْــعِ   فَأَخْــذُكَ لِلْعِــلْمِ قُــلْ لِي مَــتَى؟!

(٢١٣) اور موسم بہار کی خوبصورتی اور دلکشی تمہاری غفلت کا سبب بنتی ہے، تو تم ہی مجھے بتاؤ تم علم کب حاصل کروگے؟

----------[٢٠٢]

(٢١٤) يَمُـوتُ قَـوْمٌ فَيُحْـيِي الْعِـلْمُ ذِكْـرَهُمُ   وَالْجَهْــلُ يُلْحِــقُ أَمْــوَاتًا بِــأَمْوَاتِ

---

١٩٩ هو أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي،(٣٢٩ - ٣٩٥ هـ = ٩٤١ - ١٠٠٤ م) أبو الحسين، من أئمة اللغة والأدب. قرأ عليه البديع الهمذاني والصاحب ابن عباد وغيرهما من أعيان البيان. أصله من قزوين، وأقام مدة في همذان، ثم انتقل إلى الري فتوفي فيها، وإليها نسبته. من تصانيفه: مقاييس اللغة، المجمل، الصاحبي في علم العربية، ألفه لخزانة الصاحب ابن عباد،جامع التأويل في تفسير القرآن، الحماسة المحدثة، الفصيح، تمام الفصيح، متخير الألفاظ، ذم الخطأ في الشعر، أوجز السير لخير البشر، كتاب الثلاثة، في الكلمات المكونة من ثلاثة حروف متماثلة، وله شعر حسن. (الأعلام للزركلي ١/١٩٣)

٢٠٠ والبيتان في كتاب "أحمد بن فارس: حياته-شعره-آثاره"/٢٩، وفي مختصر تاريخ دمشق ٢٨٢/٢٢، والدر الفريد ٩٢/٣ وفيه المصرع الثاني من البيت الثاني هكذا:

....   فَوَعْــدُكَ بِالوَصْــلِ قُــلْ لِي مَــتَى؟

٢٠١ وفي بعض المصادر: كَرْبُ المَصِيْفِ، قر الخريف مكان حَرُّ المَصِيْفِ

٢٠٢ لم أقف على القائل والبيت في فتح المغيث ٣١٨/٣، وتدريب الراوي ٥٩٨/٢، والجامع لأخلاق الراوي ٢٨٠/٢، بدون نسبة

(۲۱۴) کچھ ہستیاں مر جاتی ہیں لیکن علم کی وجہ سے ہمیشہ ان کا تذکرہ باقی رہتا ہے اور جہالت کچھ لوگوں کو مردوں سے ملا دیتی ہے۔

﴿إقرأ الآن في بيان فضل العلم تلك العبارة اللطيفة التي وقعت بين الجهل والعلم حيث يقول القائل وقد أبدع وأجاد﴾[٢٠٣]

اب آپ علم کی فضیلت سے متعلق درج ذیل عمدہ عبارت ملاحظہ فرمائیں جو علم اور جہالت کے مابین پیش آئی، جس کو شاعر نے بہترین انداز میں اشعار میں پرویا ہے اور کیا خوب کہا ہے۔

(٢١٥) عِلْمُ الْعَلِيمِ وَعَقْلُ الْعَاقِلِ اخْتَلَفَا مَنْ ذَا الَّذِي مِنهُمَا قَدْ أَحْرَزَ الشَّرَفَا

(۲۱۵) عالم کے علم اور عقل مند کی عقل کے درمیان ایک مرتبہ مناظرہ ہوا کہ دونوں میں سے کس نے زیادہ عزت و وقار حاصل کیا ہے۔

(٢١٦) فَالْعِلْمُ قَالَ أَنَا أَحْرَزْتُ غَايَتَهُ وَالْعَقْلُ قَالَ أَنَا الرَّحْمَنُ بِي عُرِفَا

(۲۱۶) علم نے کہا کہ میں عزت و عظمت کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں، اور عقل نے کہا کہ میرے ہی ذریعے لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل ہوئی ہے۔

(٢١٧) فَأَفْصَحَ الْعِلْمُ إِفْصَاحا وَقَالَ لَهُ بِأَيِّنَا اللهُ فِي قُرْآنِهِ اتَّصَفَا[٢٠٤]

(۲۱۷) اور علم نے دوٹوک جواب دیا کہ بتاؤ اللہ تعالی نے قرآن میں کس سے اپنا وصف بیان فرمایا ہے۔

(٢١٨) فَبَانَ لِلْعَقْلِ أَنَّ الْعِلْمَ سَيِّدُهُ فَقَبَّلَ الْعَقْلُ رَأْسَ الْعِلْمِ وَانْصَرَفَا[٢٠٥]

(۲۱۸) بالآخر عقل کے سامنے یہ بات آشکارا ہو گئی کہ علم اس کا سردار ہے چنانچہ اس نے علم کے سر کو چوما اور دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

---

٢٠٣ لم أقف على القائل والحكاية في إعانة الطالبين للدمياطي ١/ ٢٤، وصفوة التفاسير ١/١٤٦، وتفسير حدائق الروح ٤/٢٢٥.

٢٠٤ في الأصل: في فرقانه اتصلا مكان في قُرْآنِهِ اتَّصَفَا فأثبت ما يناسب القافية

٢٠٥ في الأصل: و افترقا مكان وَانْصَرَفَا فأثبت ما يناسب القافية

الأخلاق

و

الأدب

أحاديث الرسول عليه الصلاة والسلام

(١) قال رسول الله ﷺ :"بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الأَخْلَاقِ". (مؤطا مالك) [٢٠٦]

(۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میری بعثت اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے ہوئی ہے۔(موطا مالک)

(٢) قال رسول الله ﷺ : "إن الله كَرِيمٌ يُحِبُّ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ". [٢٠٧]

(۲) ارشاد نبوی ہے: اللہ تعالیٰ بہت کریم و مہربان ہے اور اخلاق کریمانہ کو پسند کرتا ہے۔

(٣) عن أبي هُرَيرَةَ ؓ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا القَاسِمِ يَقُولُ: "خَيْرُكُمْ أَحاسِنُكُم أَخْلَاقاً إذا فَقُهوا".(ابن حبان)[٢٠٨]

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں، جب کہ دین کی سمجھ بوجھ بھی رکھتا ہو۔

---

٢٠٦ رقم: ٢٦٣٣، ٢٦٣٢، وقال ابن عبد البر في الاستذكار ٢٨٤/٧ : مسند صحيح، وفي التمهيد ٣٣٣/٢٤ : يتصل من طرق صحاح، وقال الألباني في هداية الرواة، رقم: ٥٠٢٣ : إسناده حسن وله شاهد مرسل صحيح.

٢٠٧ النجم الوهاج للدميري/٢١٥، فتح القريب ٢٨٠/٤، وفي كشف الأستار عن زوائد البزار ٤٠٥/٢، ومكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا/٢٠، الأسماء والصفات للبيهقي ١٤٣/١، وقال العراقي في تخريج الإحياء ٤٣٩/٢: رجاله ثقات.

٢٠٨ في صحيحه ٥٥١/١. وقال شعيب الأرنؤوط في تخريج صحيح ابن حبان، رقم: ٩١، وتخريج المسند، رقم: ١٠٠٦٦، ١٠٢٣٢: إسناده صحيح على شرط مسلم، وصححه الألباني في صحيح الأدب المفرد، رقم: ٢١٨، وصحيح الجامع، رقم: ٣٣١٢

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿قال أحد﴾[209]

(٢١٩) وَهَلْ يَنْفَعُ الفِتْيَانَ حُسْـــنُ وُجُوهِهِم   إِذَا كَانَتِ **الأَخْلَاقُ** غَيْرَ حِسَـــانِ[210]

(۲۱۹) اگر نوجوانوں کے اخلاق واطوار اچھے نہیں ہیں تو ان کے چہروں کی چمک دمک ان کے کچھ کام نہیں آئے گی۔

(٢٢٠) فَلَا تَجْعَلِ الحُسْـــنَ الدَّلِيْلَ عَلَى الفَتَى   فَمَــا كُلُّ مَصْـقُولِ **الحَدِيـدِ** يَمَــانِ[211]

(۲۲۰) اور تم خوبصورتی کو آدمی کے افضل ہونے کی علامت نہ سمجھو، کیوں کہ ہر چمکدار لوہا یمنی تلوار نہیں ہوتا۔

﴿وقال عمرو بن الأهتم المنقري[212]﴾[213]

عمرو بن اہتم منقری فرماتے ہیں:

(٢٢١) ذَرِيْــنِي فَــإِنَّ البُخْــلَ يا **أُمَّ هَيــثَمٍ**   لِصــالِحِ أَخلاقِ الرِجالِ سَرُوقُ[214]

(۲۲۱) ام ہیثم! مجھے چھوڑ، سخاوت پر ملامت نہ کر کیوں کہ بخل و کنجوسی لوگوں کے اخلاق کریمہ کے لیے چور و رہزن ہے۔

---

٢٠٩ الدر الفريد ١٥٣/٨، وفيه نسبته إلى أَبِي نَصْر بن نُبَاتَةَ السَّعْدِيّ، والمستطرف /١٢٧.

٢١٠ وفي بعض المصادر: الأَعْرَاضُ مكان الأَخْلَاقُ

٢١١ وفي بعض المصادر: الغِرَارِ مكان الحَدِيدِ

٢١٢ هو عمرو بن ســـنان الأهتم بن سمي التميمي المنقري، أبو ربعيّ. أحد الســـادات الشـــعراء الخطباء في الجاهلية والإسلام. من أهل نجد. كان يدعى المكحل لجماله في شبابه. ووفد على النبيّ ﷺ فأسلم، ولقى إكراماً وحفاوة. ولما تكلم بين يدي النبي ﷺ أعجبه كلامه فقال: إن من البيان لسحراً. وشـعره جيد، وفي البيان والتبيين: كان شـعره في مجالس الملوك حللا منتشـرة تأخذ منه ما شـاءت، ولم يكن في بادية العرب في زمانه أخطب منه. ولقب أبوه بالأهتم لأن ثنيته هتمت يوم الكلاب. (الاستيعاب في معرفة الأصحاب ١١٦٣/٣، وفيات الأعيان ١٢/٣، الأعلام للزركلي ٣٠/٢)

٢١٣ الدر الفريد: ٣٨/٤، وأسد الغابة ط/الفكر: ٦٩٣/٣، وشرح حماسة أبي تمام للفارسي ٢٨٨/٣.

٢١٤ في الأصل: أم مالك مكان أُمَّ هَيثَمٍ، لكن تخالفه المصادر

(٢٢٢) لَعَمرُكِ ما ضاقَت بِلادٌ بِأَهلِها وَلَكِنَّ أَخلاقَ الرِجالِ تَضيقُ

(۲۲۲) تمہاری جان کی قسم انسان کے لیے زمین تنگ نہیں ہوتی بلکہ لوگوں کے اخلاق میں تنگی و گراوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

قال أحد[215]

(٢٢٣) إِنَّ المَكارِمَ أَخلاقٌ مُطَهَّرَةٌ فَالدّينُ أَوَّلُها وَالعَقلُ ثانيها

(۲۲۳) اصل عزت کا سبب تو پاکیزہ اخلاق ہیں جن کا اولین پہلو دینداری ہے اور دوسرا پہلو عقل مندی ہے۔

قال قائل[216]

(٢٢٤) بمكارِمِ الأخلاقِ كُنْ مُتَخلقاً ليَفُوحَ نَشْرُ شَذَائِكَ العَطِرِ الشَّذِيّ[217]

(۲۲۴) بلند اخلاق سے خود کو آراستہ کرو، تمہارے اچھے اخلاق کی پاکیزہ خوشبو اور عطر بیز مہک پھیلے گی۔

قال أحد[218]

[وَأَكْرَمُ النَّاسِ مَا بَيْنَ الْوَرَى رَجُلٌ تُقْضَى عَلَى يَدِهِ للنَّاسِ حَاجَاتُ

[دنیا کا بہترین شخص وہ ہے جس کے ذریعہ لوگوں کے کام بنتے ہوں، ان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہوں۔

لَا تَمْنَعَنَّ يَدَ الْمَعْرُوفِ عَنْ أَحَدٍ مَا دُمْتَ مُقْتَدِرًا فَالسَّعْدُ تَارَاتُ

جب تک تمہیں وسعت و گنجائش ہے کسی کی خیر خواہی اور حسن سلوک سے پیچھے نہ ہٹو، کیوں کہ سعادت مندی و نیک بختی کے مواقع کبھی کبھار ہی حاصل ہوتی ہیں۔

وَاشْكُرْ فَضَائِلَ صُنْعِ اللهِ إِذْ جُعِلَتْ إِلَيْكَ، لَا لَكَ عِنْدَ النَّاسِ حَاجَاتُ]

اور اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان پر اس کا شکریہ ادا کرو، کہ اس نے تمہیں کسی کا محتاج نہیں بنایا، بلکہ تمہیں دوسروں کی مدد کا ذریعہ بنایا۔]

---

٢١٥ وهو علي المرتضىؓ كما في الدر الفريد ٤/٢٥٩، وأدب الدنيا والدين/٢٦، والمستطرف/٢٢.

٢١٦ وهو الشيخ برهان الدين القيراطي كما المجالس الوعظية للسفيري ١٢٣/١، والبدر الطالع ٢٤٢/٢، والضوء اللامع ٦٢/١٠.

٢١٧ في الأصل: يفوح مسك ثناءك العطر الندى

٢١٨ وهو الإمام الشافعي كما في مراقي العزة/٢٢٤.والأبيات في ديوانه، ت/بهجت/٣٩.

(٢٢٥) قَدْ مَاتَ قَوْمٌ وَمَا مَاتَتْ مَكَارِمُهُمْ   **وَعَاشَ قَوْمٌ** وَهُمْ فِي النَّاسِ أَمْوَاتُ[٢١٩]

(٢٢٥) کچھ لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن ان کے کارنامے آج بھی زندہ و جاوید ہیں اور دوسری طرف کچھ لوگ باحیات ہونے کے باوجود لوگوں کے نزدیک زندہ لاش کی طرح ہیں۔

[٢٢٠]

(٢٢٦) لَيْسَ الفَتى بِفَتًى **لا** يُسْتَضاءُ بِهِ   ولا يَكُونُ لَهُ في الأرْضِ آثارُ[٢٢١]

(٢٢٦) ایسا نوجوان نوجوان ہی نہیں ہے جس سے روشنی حاصل نہ کی جائے اور دنیا میں اس کے کوئی نقوش نہ ہوں۔

للثعالبي[٢٢٢] وقيل لسفيان ابن عيينة[٢٢٣] [٢٢٤]

---

٢١٩ في الأصل: وماعاشت مكان وَعَاشَ قَوْمٌ

٢٢٠ هذا البيت للأسدي كما في روح البيان ٢٤/٧، وفي تفسير الرازي ٣٦٨/١٨، وفيض القدير ٩٣/٦، وتفسير الكشاف ٤٠٧/٢، وبهجة المجالس/٤٦ بدون نسبة.

٢٢١ لا: ساقطة في الأصل

٢٢٢ هو عبد الملك بن محمد بن إسماعيل، أبو منصور الثعالبي، من أئمة اللغة والأدب، من أهل نيسابور. كان فراءاً يخيط جلود الثعالب، فنسب إلى صناعته. واشتغل بالأدب والتاريخ، فنبغ. وصنف الكتب الكثيرة الممتعة. من كتبه: يتيمة الدهر، وفقه اللغة، و سحر البلاغة، ومن غاب عنه المطرب، وغرر أخبار ملوك الفرس، ولطائف المعارف، وما جرى بين المتنبي وسيف الدولة، وطبقات الملوك، والإعجاز والإيجاز، وخاص الخاص، ونثر النظم وحل العقد، ومكارم الأخلاق، وثمار القلوب في المضاف والمنسوب، وسر الأدب، والكناية والتعريض، والمؤنس الوحيد، ونثر النظم وحل العقد، والتجنيس، وغرر البلاغة، وبرد الأكباد، والأمثال، ومرآت المروآت، والغلمان، وتحفة الوزراء، وأحسن المحاسن، وأحسن ما سمعت، واللطائف والظرائف، ويواقيت المواقيت، والشكوى والعتاب، والمقصور والممدود، والمتشابه، والمبهج، والتمثيل والمحاضرة. (الأعلام للزركلي ١٦٣/٤)

٢٢٣ هو سفيان بن عيينة بن ميمون الهلالي الكوفي(١٠٧-١٩٨هـ/٧٢٥-٨١٤م)، أبو محمد: محدث الحرم المكي. من الموالي. ولد بالكوفة، وسكن مكة وتوفي بها. كان حافظا ثقة، واسع العلم كبير القدر، قال الشافعي: لولا مالك وسفيان لذهب علم الحجاز .وكان أعور.وحج سبعين سنة. له الجامع في الحديث، وكتاب في التفسير. (الأعلام للزركلي ١٠٥/٣)

٢٢٤ نسب إلى سفيان في تهذيب اللغة ٢٦٦/١٥، ولسان العرب ٣٩٢/١٣، والدر الفريد ٢٣٣/٥، باختلاف الألفاظ. وقد نسب إلى عبد الله بن عمرؓ كما في تفسير إبن رجب الحنبلي ١٨٠/٢.

امام ثعلبی یا امام سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں:

(٢٢٧) بُنَيَّ إنّ البِرّ شيءٌ هيِّن   وجهٌ طليق وكلامٌ ليِّن[٢٢٥]

(٢٢٧) میرے عزیز! نیکی بہت آسان و معمولی چیز ہے، ہنس مکھ چہرہ اور نرم گفتگو۔

لله در الشاعر يقول[٢٢٦]

شاعر نے کیا کمال کا شعر کہا ہے:

(٢٢٨) إِذَا الفَتَى فَاتَهُ مَالٌ يُجَمِّلُهُ   فَفِي التَّأَدُّبِ مِمَّا فَاتَهُ خَلَفُ[٢٢٧]

(٢٢٨) اگر کسی نوجوان کے پاس مال و دولت نہ ہو جو اس کے لیے زینت کا سبب ہو تو آداب واخلاق سے آراستہ ہو کر ہی اس کی بھرپائی ہو سکتی ہے۔

(٢٢٩) هُوَ اللِّبَاسُ الَّذِي لَا شَيْءَ يَعْدِلُهُ   وَالمَفْخَرُ الَّذِي فِيْهِ العِزُّ وَالشَّرَفُ

(٢٢٩) یہ ایسا لباس ہے کوئی بھی چیز جس کے برابر نہیں ہو سکتی، اور ایسی فخریہ چیز ہے جس میں خوبی بھی ہے اور عظمت بھی۔

[٢٢٨]

(٢٣٠) كَمْ مِنْ خَسِيسٍ وَضِيعِ القَدْرِ لَيْسَ لَهُ   فِي العِزّ بَيْتٌ ولا يَنْمِي إِلى نَسَبِ

(٢٣٠) کتنے ہی ایسے پست مرتبہ لوگ ہیں جن کا نہ کوئی مقام ومرتبہ ہے اور نہ ہی اعلی حسب نسب ہے۔

(٢٣١) قَدْ صَارَ بِالأَدَبِ الْمَحمُودِ ذا شَرَفٍ   عالٍ وذا حَسَبٍ مَحْضٍ وذا نَسَبِ

(٢٣١) لیکن کریمانہ اخلاق وآداب کی بنیاد پر انہیں بلند مقام و مرتبہ اور عالی نسبت حاصل ہو گئی ہے۔

---

٢٢٥ في الأصل: نَبِّئْ مكان بُنّي

٢٢٦ وهو أبو عمرو ويعرف بالشاكر البصري كما في معجم الأدباء للحموي ٩٤٢/٣، والدر الفريد ٣١٢/٢.

٢٢٧ في الأصل: ما له مال مجد مكان فاتَهُ مَالٌ يُجَمِّلُهُ

٢٢٨ غرر الخصائص الواضحة/١٨٤، ومعجم الأدباء للحموي: ٢١/١ بلا نسبة.

(٢٣٢) يُعْلِي التأدُّبُ أقواماً ويَرْفَعُهم　　حتَّى يُسَاوُوا ذَوِي الْعَلْيَاءِ في الرُّتَبِ

(٢٣٢) تہذیب و ثقافت مردہ و خستہ قوموں کو بلندی تک پہنچا دیتی ہے یہاں تک کہ وہ مقام و مرتبے میں اہل فضل و کمال کے برابر ہو جاتے ہیں۔

﴿للنسفي﴾[229] [230]

امام نسفی فرماتے ہیں:

(٢٣٣) إِنَّ التَّوَاضُعَ مِنْ خِصَالِ الْمُتَّقِيْ　　وَبِهِ التَّقِيُّ إلى الْمَعَالِيْ يَرْتَقِيْ

(٢٣٣) تواضع و انکساری اہل تقوی کا شعار ہے، اور اسی کے ذریعے متقی ترقی کے منازل طے کرتا ہے۔

(٢٣٤) وَمِنَ الْعَجَائِبِ عُجْبُ مَنْ هُوَ جَاهِلٌ　　فِي حَالِهِ أَهُوَ السَّعِيدُ أَمِ الشَّقِيْ

(٢٣٤) جو شخص اپنی نیک بختی و بد بختی سے ناواقف ہو (یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی) اس کا تکبر و خود پسندی بڑی تعجب خیز ہے۔

﴿قال أحد﴾[231]

(٢٣٥) كَمْ عَالِمٍ مُتَكَبِّرٍ　　سَتَرَ التَّكَبُّرُ عِلْمَهُ

(٢٣٥) کتنے ہی متکبر عالم ایسے ہیں کہ ان کے تکبر نے ان کے علم پر پردہ ڈال دیا ہے

(٢٣٦) كَمْ جَاهِلٍ مُتَوَاضِعٍ　　سَتَرَ التَّوَاضُعُ جَهْلَهُ

---

٢٢٩ وهو عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين (ت٧١٠هـ/١٣١٠م).أبو البركات، فقيه حنفي مفسر. نسب إلى منطقة نسف في بلاد السند، لم تذكر كتب التراجم تاريخ ولادته. تتلمذ على أكثر شيوخ عصره، ومنهم شمس الدين الكردي وأحمد العتابي. كان النسفي أحد الزهاد المتأخرين والعلماء العاملين، كَانَ إِمَامًا فِي جَمِيع الْعُلُوم ومصنفاته فِي الْفِقْه وَالْأُصُول أَكثر من أَن تحصى. أبرزها تفسيره مدارك التنزيل وحقائق التأويل، وهو تفسير متوسط الحجم اختصره من تفسير الكشاف وتفسير البيضاوي. توفي النسفي في بلدة إيذج قرب أصبهان. (الجواهر المضية فى طبقات الحنفية - ت الحلو ٢٩٤/٢، الأعلام للزركلي ٦٧/٤)

٢٣٠ تعليم المتعلم/ ١٢، وموارد الظمآن لدروس الزمان: ١٥٢/٣ بدون نسبة.

٢٣١ وهو الصاحب شرف كذا في مجمع الحكم والأمثال ١/ ٢٤٢، دون البيت الأول، مدح التواضع لإبن عساكر ١/ ٣٢، ومعجم الأدباء للحموي ٢/ ٥١٨، وموارد الظمآن ٣/ ٩٤.

(٢٣٦) کتنے ہی خاکسار جاہل ایسے ہیں کہ ان کی خاکساری نے ان کی جہالت پر پردہ ڈال دیا ہے۔

قال أحد[٢٣٢]

(٢٣٧) إذا اجتمَعَ الآفـاتُ فَالبُخـلُ شَرُّهـا   وَشَرٌّ مِـنَ البُخـلِ لَمَواعِيـدُ المَطـلِ

(٢٣٧) اگر تمام مصیبتوں کو جمع کیا جائے تو سب سے خطرناک مصیبت بخل کا مرض ہے اور ٹال مٹول کرنے والے کے وعدے اس سے بھی بڑی خطرناک مصیبت ہے۔

(٢٣٨) وَلا خَـــيرَ في وَعْـــدٍ إذا كانَ كاذِباً   وَلا خَيرَ في قَولٍ إذا لَم يَكُن فِعـلِ

(٢٣٨) اور ایسے وعدے کا کوئی فائدہ نہیں جس کو پورا کرنے کا ارادہ ہی نہ ہو اور ایسی بات کا بھی کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل ہی نہ ہو۔

قال أحد[٢٣٣]

(٢٣٩) مَـــن قَـــالَ لَا في حَاجَـــةٍ   مَطلوُبَـــــةٍ فَمَـــــا ظَـــــلَمْ

(٢٣٩) اگر کوئی شخص مطلوبہ ضرورت سے منع کر دے تو یہ کوئی ظلم نہیں ہے۔

(٢٤٠) وَإِنَّمَـــا الظَّـــالِمُ مَـــنْ   يَقُـــوْلُ لَا بَعْـــدَ نَعَـــمْ

(٢٤٠) ظلم تو یہ ہے کہ پہلے ہامی بھر لے اور بعد میں منع کر دے۔

قال منصور الفقيه[٢٣٤] ....

٢٣٢ وهو علي المرتضیؓ، والأبيات في ديوانه، ت/خفاجي/٢٥٦، ت/الأعلمي/١٠٣، المصطاوي/١٢٨، والدر الفريد ٢/٢٦٥ بلا نسبة.

٢٣٣ وهو منصور الفقيه كما في الدر الفريد ٩/٣٥٣.

٢٣٤ هو منصور بن إسماعيل بن عيسى بن عمرو التيمي، أبو الحسن الفقيه الشاعر الضّرير المصرى أحد أئمة المذهب. قال الشيخ أبو إسحاق أخذ الفقه عن أصحاب الشافعي وأصحاب أصحابه وله مصنفات فى المذهب مليحة منها الواجب والمستعمل والمسافر والهداية وغيرها من الكتب وله شعر مليح. وقال القضاعى أَصله من رأس عين وكان فقيها متصرفا فى كل علم شاعرا مجودا خبيث اللّسان في الهجو، لم يكن فى زمانه مثله وذكر ابن يونس فى تاريخ مصر– أنه كان جنديا قبل أَن يعمى توفى منصور سنة سِتّ وثلاثمائة . (زهر الآداب ٣/٩٠٠، طبقات الشافعية الكبرى ٣/٤٧٨، طبقات الشافعية لابن قاضى شهبة ١/١٠٣، الأعلام للزركلي ٧/٢٩٧)

.......................فأحسن ﴾[235]

منصور فقیہ نے کیا خوب کہا ہے:

(٢٤١) إِنَّ قَوْمــــــــــاً يَــــــــــأْمُرُوْنا بِالَّذِيْ لا يَفْعَلُـــــــــــــــــــوْنا

(۲۴۱) کچھ لوگ ہمیں ایسے کاموں کا حکم دیتے ہیں جن کو وہ خود نہیں کرتے۔

(٢٤٢) لَمَجَـــــــــــــــــانِيْنُ وَإِنْ هُمُ لَـــــمْ يَكُوْنُـــــوا يُقِـــــرُّوْنا[236]

(۲۴۲) ان کے پاگل پن میں کوئی شک نہیں ہے، اگرچہ وہ اس کا اقرار نہیں کرتے۔

﴿قال إبن المعتز[237] ﴾[238]

ابن المعتز کہتا ہے:

(٢٤٣) خَـــــلِّ الذُنُــــوبَ صَــــغيرَها وَكَبيرَهـــــا فَهـــــوَ التُقَّـــــى

---

٢٣٥ كذا في تفسير القرطبي، ت/التركي ٢ /٥٩، وجامع بيان العلم وفضله/ ٦٧٥ باختلاف يسير.

٢٣٦ وفي بعض المصادر: يُصْرَعُوْنا مكان يُقِرُّونَا

٢٣٧ هو عبد الله بن محمد المعتز بالله ابن المتوكل ابن المعتصم ابن الرشيد العباسي(٢٤٧-٢٩٦هـــ/٨٦١-٩٠٩م)، أبو العباس: الشاعر المبدع، خليفة يوم وليلة.ولد في بغداد، وأولع بالأدب، فكان يقصد فصحاء الأعراب ويأخذ عنهم.

وصـــنف كتبا، منها: الزهر والرياض، والبديع، والآداب، والجامع في الغناء، والجوارح والصـــيد، وفصـــول التماثيل، وحلى الأخبار، وأشعار الملوك، وطبقات الشعراء.

وجاءته النكبة من حيث يسعد الناس: آلت الخلافة في أيامه إلى المقتدر العباسي، واستصغره القواد فخلعوه، وأقبلوا على صـــاحب الترجمة، فلقبوه المرتضي_ بالله وبايعوه بالخلافة، فأقام يوما وليلة، ووثب عليه غلمان المقتدر فخلعوه. وعاد المقتدر، فقبض عليه وسلمه إلى خادم له اسمه مؤنس، فخنقه. وللشعراء مراث كثيرة فيه. وله ديوان شعر في جزأين. (الأعلام للزركلي ٤/١١٨)

٢٣٨ "وَسَـــأَلَ عُمَـــرُ بْـــنُ الْخَطَّـــابِ أُبَيًّـــا عَـــنِ التَّقْـــوَى، فَقَـــالَ: هَـــلْ أَخَـــذْتَ طَرِيقًـــا ذَا شَـــوْكٍ؟ قـــال: نعـــم، قَـــالَ فَمَـــا عَمِلْـــتَ فِيـــهِ؟ قَـــالَ: تَشَـــمَّرْتُ وَحَـــذِرْتُ، قَـــالَ: فَـــذَاكَ التَّقْـــوَى. وَأَخَـــذَ هَـــذَا الْمَعْـــنَى ابْـــنُ الْمُعْـــتَزِّ فَنَظَمَـــهُ." قـــاله القـــرطبي في تفســـيره، ت/الـــتركي ١ /٢٥٠ وفي حاشـــية التحقيـــق: والأبيـــات المذكورة في ديوانه/٢٦، وفي تفسير ابن رجب الحنبلي/٣٦٣ هذه الحكاية عن أبي هريرةؓ.

(۲۴۳) تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو چھوڑ دو، یہی اصل تقوی ہے۔

(٢٤٤) واصنَع كماشٍ فَوقَ أَرضِ الشَوكِ يَعتَمِدُ ما يَرىٰ[239]

(۲۴۴) اور کانٹوں پر چلنے والے کی طرح بنو کہ وہ اپنی انکھوں دیکھی چیز پر ہی اعتماد کرتا ہے۔

(٢٤٥) لا تَحقِرَنَّ صَغيرَةً إِنَّ الجِبالَ مِنَ الحَصىٰ

(۲۴۵) کسی بھی صغیرہ گناہ کو حقیر نہ سمجھو کیوں کہ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے ہی پہاڑ وجود میں آتے ہیں۔

[240]

(٢٤٦) يُريدُ المَرءُ أَن يُعطَىٰ مُناهُ وَيَأبَى اللهُ إِلّا ما أَرادَ

(۲۴۶) انسان چاہتا ہے کہ اس کی تمام آرزوئیں اور تمنائیں پوری ہو جائیں، حالاں کہ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔

(٢٤٧) يَقُولُ المَرءُ فائِدَتِي وَمالِي وَتَقْوَى اللهِ أَفضَلُ مَا استَفَادَ

(۲۴۷) انسان ہمیشہ اپنے مفادات اور مال و دولت کے بارے میں سوچتا ہے، حالاں کہ تقوائے الٰہی سب سے بہتر چیز ہے، جس کو انسان حاصل کر سکتا ہے۔

[241]

(٢٤٨) لَا يَصْحَبُ الْإِنْسَانَ فِي قَبْرِهِ غَيْرُ التُّقَى وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ

---

٢٣٩ وفي بعض المصادر: يَحذُرُ مكان يَعتَمِدُ، وكُن مثلَ مكان واصنَع

٢٤٠ التقوى فيها جماع الخير كله، وهي وصية الله في الأولين والآخرين، وهي خير ما يستفيده الإنسان، كما قال أبو الدرداءؓ وقد قيل له: إن أصحابك يقولون الشعر وأنت ما حفظ عنك شيء، فقال هذين البيتين.(كذا في تفسير ابن كثير، ط/العلمية ٧٥/١، وتفسير القرطبي، ت/التركي: ١ /٢٥٠، وفي حاشية التحقيق: "أخرجه أبو نعيم في الحلية ١/ ٢٢٥، وذكره إبن عبد البر في الاستيعاب ١١ /٢٣١ (بهامش الإصابة)"، وفي تفسير الثعلبي، ط/دار التفسير ٥٦/٣ أيضاً. وقد قيل: إنهما للإمام الشافعي، والأبيات في ديوانه، ت/صالح/٣٢، ت/خفاجي/٧٤، ت/الطباع/٦٢، الجوهر النفيس/٦٠.

٢٤١ تفسير القرطبي، ت/التركي ٣/ ٣٣٠ بلا نسبة، وفي حاشية التحقيق: "لم نقف على هذه الأبيات، وأورده إبن عساكر في تاريخه ٣٢ /٢٨٠ (طبعة دار الفكر)، وذكر أنهما رئيا على قبر عبد الله بن مبارك". وتفسير الثعلبي، ط/دار التفسير ١٢١/٥.

(۲۴۸) قبر میں انسان کے ساتھ صرف تقویٰ اور اعمال صالحہ ہی رہیں گے۔

٢٤٢

(٢٤٩) أَتَرْجُـوْ أَن تَكُـونَ وَأَنْـتَ شَـيْخٌ   كَـمَا قَـدْ كُنْـتَ أَيَّامَ الشَّـبَابِ

(۲۴۹) کیا تم بڑھاپے میں بھی اسی طرح رہنا چاہتے ہو جیسے جوانی میں تھے۔

(٢٥٠) لَقَـدْ كَـذَّبَتْكَ نَفْسُـكَ لَـيسَ ثَـوْبٌ   دَرِيـسٌ كَالجَدِيـدِ مِـنَ الثِّيَـابِ

(۲۵۰) تمہارا نفس تمہیں بے وقوف بنا رہا ہے، پرانا کپڑا نئے کپڑے کی طرح کیسے ہو سکتا ہے۔

٢٤٣

(٢٥١) إِنْ يَـكُ هَـذَا الدَّهْـرُ قَـدْ سَـاءَنِي   فَطَالَمَـا قَـدْ سَرَّنِي الدَّهْـرُ

(۲۵۱) اگر یہ زمانہ میرے لیے ناخوش گوار ہے تو کوئی بات نہیں بارہا زمانہ بہت ساز گار اور خوش کن بھی تھا۔

(٢٥٢) الْأَمْـرُ عِنْـدِي فِيهِمَـا وَاحِـدٌ   لِذَاكَ شُـكْرٌ وَلِذَاكَ صَـبْرُ

(۲۵۲) میرے نزدیک دونوں حالتیں یکساں ہیں، خوشی میں شکر کی کیفیت تھی اور اب غم کے وقت صبر کی حالت ہے۔

٢٤٤

(٢٥٣) أَدَّبْـتُ نَفْسِي ـ فَـمَا وَجَـدْتُّ لَهَـا   بِغَـيرِ تَقْـوَى الإِلٰهِ مِـنْ أَدَبِ

(۲۵۳) میں نے خود کو اخلاق وآداب، تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ تقوائے الٰہی کے سوا تربیت وتادیب کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔

---

٢٤٢ قال هذين البيتين الجاحظ كما في البداية والنهاية، ت/التركي ١٤/٥١٥، وحياة الحيوان الكبرى ١/ ٢٥٤، والمستطرف/٢٨٢، وقيمة الزمن عند العلماء/١١٨.

٢٤٣ لم أقف على اسم الشاعر، وقد ذكرهما القرطبي في تفسيره، ت/التركي ٣/ ١٤ ولم ينسب، وتفسير الثعلبي، ط/ دار التفسير ٤/٢٨٥.

٢٤٤ هذا البيت لعبد الله بن مبارك كما في مختصر تاريخ دمشق ١٤/ ٢٦، والصمت لابن أبي الدنيا/٣١٢، ونسب أيضاً إلى علي المرتضىؓ والبيت في ديوانه، ت/ خفاجي/٣٨، ت/الأعلمي/١١، المصطاوي/٢٩.

قال المغيرة بن حبناء[245][246]

مغیرہ بن حبناء فرماتے ہیں:

(٢٥٤) خُذْ مِن أَخِيكَ العَفوَ وَاغفِرْ ذُنُوبَهُ   وَلا تَكُ فِي كُلِّ الأُمُورِ تُعاتِبُهْ

(۲۵۴) اپنے دوست کے ساتھ درگذر کا معاملہ کرو، اور اس کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرو، ہر معاملے میں اس پر ملامت نہ کرو۔

(٢٥٥) فَإِنَّكَ لَن تَلْقَى أَخاكَ مُهَذَّباً   وَأَيُّ امْرِئٍ يَنجُو مِنَ العَيبِ صاحِبُهْ

(۲۵۵) کیوں کہ تم اپنے دوست کو بالکل مہذب ومؤدب اور مزکی و مصفی نہیں پا سکتے، اور کسی انسان کا دوست تمام عیوب سے پاک نہیں ہوتا۔

(٢٥٦) أَخُوكَ الَّذِي لا يَنقُضُ النَأيُ عَهدَهُ   وَلا عِندَ صَرْفِ الدَّهرِ يَزْوَرُّ جانِبُهْ

(۲۵۶) تمہارا حقیقی دوست وہ ہے جس کے خلوص ووفاداری میں دوری کی وجہ سے کمی نہ آئے اور نہ ہی وہ زمانے کی گردش کی وجہ سے کنارہ کشی اختیار کرے۔

(٢٥٧) وَلَيسَ الَّذِي يَلقَاكَ بِالبِشرِ وَالرِضَا   وَإِن غِبتَ عَنهُ لَسَّعَتْكَ عَقارِبُهْ

(۲۵۷) اور وہ شخص ہرگز تمہارا دوست نہیں ہو سکتا جو بظاہر تم سے خندہ پیشانی اور خوش دلی سے ملتا ہو لیکن تمہاری غیر موجودگی میں وہ بچھو کی طرح تمہیں ڈنک مارتا ہو۔

----------[247]

[245] هو أبو عيسى، المغيرة بن حبناء (ت ٩١هـ/٧١٠م)، أحد بني ربيعة، بن حنظلة (تميم)، ولد في العراق، وحضر وهو طفل مع أسرته إلى نجران، ويبدو أنه كان في المقام الأول مدّاحا، صحب المهلب بن أبي صفرة (المتوفى ٨٣ هـ/ ٧٠٢ م) وغيره، ووصلت إلينا له عدة قصائد في المديح (انظر: الأغاني ١٣/ ٨٥ - ٨٩)، وقد التقى المغيرة بن حبناء في حضرة المهلب بالشاعر زياد الأعجم، وسرعان ما دخلا في معركة شعرية. كان المغيرة شاعر بلاط المهلب، فشارك أيضا في حروبه، واستشهد يوم نسف، في خراسان. (تاريخ التراث العربي لسزكين - الشعر ٩٨/٣، الأعلام للزركلي ٢٧٨/٧)

[246] الحماسة البصرية ٢/ ٤٠، والدر الفريد ١٣٩/٦.

[247] هذا البيت لعلي بن أبي طالبؓ وهو في ديوانه، ت/ خفاجي/٢٦، ت/الأعلمي/٦، المصطاوي/١٤.

(٢٥٨) وَكُلُّ جِراحَــــةٍ فَلَهـــا دَواءٌ   وَســوءُ الخُلُــقِ لَــيسَ لَهُ دَواءُ

(۲۵۸) ہر زخم کا علاج ہے، لیکن بد خلقی کا کوئی علاج نہیں۔

قال أحد[248]

(٢٥٩) لَا يَعلَمُ المَرءُ لَيلًا مَا يُصبِّحُهُ   إلَّا كَـوَاذِبُ مِمَّـا يُخْبِرُ الفَـالُ

(۲۵۹) فال کے ذریعے معلوم ہونے والے چند اندیشوں اور اوہام کے علاوہ انسان کو رات میں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اس پر صبح کون سی مصیبت آن پڑے گی۔

(٢٦٠) والفَـالُ والزَّجـرُ والكُهَّـانُ كُلُّهُـمُ   مُضَـلَّلُونَ ودُوْنَ الْغَيْـبِ أَقْفَـالُ[249]

(۲۶۰) فال نکالنا، شگون لینا اور کاہن؛ یہ سب گمراہی کی باتیں ہیں اور غیبی امور پر توتالے پڑے ہوئے ہیں۔

وقال ابن شرف[250] القيرواني[251]

ابن شرف قیروانی کہتا ہے:

(٢٦١) لَا تَسْـأَلِ النَّـاسَ والأيَّامَ عَـنْ خَـبَرٍ   هُمَـا يَبُثَّانِـكَ الأَخْبَـارَ تَطْفِـيْلَا[252]

---

٢٤٨ لم أقف على الشاعر والبيت في الدر الفريد ١١/ ٢٤٢، وخزانة الأدب ٣٢١/١٠، والمستطرف/٣٣٥، البيت الثاني في تفسير القرطبي أيضاً، وقال بعده: هذا كلام صحيح إلا في الفأل، فإن الشرع استثناه و أقر به، فلا يقبل من هذا الشاعر ما نظمه فيه، فإنه يتكلم بجهل، وصاحب الشرع أصدق، وأعلم، وأحكم. (تفسير القرطبي، ت/التركي ١٩/ ١٢٩).

٢٤٩ الأمر الآخر في القرآن المجيد إن الله على كل شيئ قدير، لا يعلم الغيب إلا هو. (المؤلف)

٢٥٠ هو محمد بن سعيد بن أحمد بن شرف الجذامي الأندلسي ثم القيرواني(٣٩٠-٤٦٠هـ/١٠٠٠- ١٠٦٨م)، أبو عبد الله: كاتب مترسل، وشاعر أديب. ولد في القيروان، واتصل بالمعز بن باديس أمير إفريقية، فألحقه بديوان حاشيته، ثم جعله في ندمائه وخاصته، واستمر إلى أن زحف عرب الصعيد واستولوا على معظم القطر التونسي (سنة ٤٤٩هـ) فارتحل المعز إلى المهدية ومعه ابن شرف.ثم رحل ابن شرف إلى صقلية، ومنها إلى الأندلس، فمات بإشبيلية.

من كتبه: أبكار الأفكار هي مختارات جمعها من شعره ونثره، ومقامات، نشرها السيد حسن حسني عبد الوهاب، في مجلة المقتبس، باسم رسائل الانتقاد ثم نشرت في رسالة منفردة باسم أعلام الكلام وهذا من كتبه المفقودة،ولابن شرف ديوان شعر وكتب أخرى. (الأعلام للزركلي ١٣٨/٦)

٢٥١ الوافي بالوفيات ٨٢/٣، وموارد الظمآن ٥١٢/٣.

٢٥٢ وفي بعض المصادر: تفصيلا مكان تَطْفِيْلَا

(۲۶۱) کسی واقعے سے متعلق لوگوں سے اور زمانے سے نہ پوچھو وہ تمہیں ڈھیرے ڈھیرے ساری خبریں بتائیں گے۔

قال أحد[٢٥٣]

[أَبَا جَعْفَرٍ حَانَتْ وَفَاتُكَ وَانْقَضَتْ سِنُوكَ وَأَمْرُ اللَّهِ لَا بُدَّ نازل]

[اے ابو جعفر! تمہارا وقت قریب آچکا ہے، تمہاری مدت تمام ہو چکی ہے، اب حکم الٰہی کا آنا لازمی ہے۔]

(٢٦٢) أَبَا جَعْفَرٍ هَلْ كَاهِنٌ أَوْ مُنَجِّمٌ يَرُدُّ قَضَاءَ اللهِ أَمْ أَنْتَ جَاهِلُ

(۲۶۲) ابو جعفر! کیا کاہن و نجومی فیصلۂ الٰہی کو ٹال سکتا ہے؟ کیا تم جاہل و نادان ہو؟

قال شاعر[٢٥٤]

(٢٦٣) لا تَصْحَبِ الْكَسْلانَ فِي حالاتِهِ كَمْ صالِحٍ بِفَسادِ آخَرَ يَفْسُدُ[٢٥٥]

(۲۶۳) تم کسی حالت میں سست و کاہل آدمی کے ساتھ نہ رہا کرو، کتنے ہی نیک لوگ دوسرے کے بگاڑ کی وجہ سے بگڑ جاتے ہیں۔

(٢٦٤) عَدْوَى الْبَلِيدِ إِلَى الْبَلِيدِ سَرِيعَةٌ الْجَمْرُ يُوضَعُ فِي الرَّمَادِ فَيَخْمُدُ

(۲۶۴) بے وقوف کا روگ دوسرے بے وقوف کو بہت جلد لگتا ہے، جیسا کہ انگارے کو راکھ میں رکھتے ہی وہ بجھ جاتا ہے، سرد پڑ جاتا ہے۔

للإمام الشافعي[٢٥٦]

٢٥٣ مجاني الأدب 1/١٢٩، شذرات الذهب ٢/٢٦٣، بلا نسبة وفي البداية والنهاية: ت/الترك: ١٣/٤١٢
المصرع الثاني من البيت الثاني هكذا:
.... لَكَ الْيَوْمَ مِنْ كَرْبِ الْمَنِيَّةِ مَانِعُ

٢٥٤ وهو أبو بكر الخوارزمي كما في حسن التنبه ١٠/٥١٠، والدر الفريد ١١/١٥٥، وبهجة المجالس/١٥١، وأدب الدنيا والدين/١٠٤.

٢٥٥ وفي بعض المصادر: حاجاتِهِ مكان حالاتِهِ

٢٥٦ والأبيات في ديوانه ت/بهجت/٨٣-٨٤، ت/صالح/٤٣، ت/الطباع/٨٩، الجوهر النفيس/١٠٦، ت/خفاجي/ ١٠٠-١٠١، وسفر السعادة للسخاوي ٢/٨٩٨، وحسن التنبه ١٠/١٠٨، والدر الفريد ٧/٣٥٣، وشذرات الذهب ٣/٢٣، وتعليم المتعلم/٣٥.

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں:

(٢٦٥) وَالجَـدُّ يُـدْنِي كُلَّ أَمـرٍ شاسِـعٍ   وَالجَـدُّ يفـتَحُ كُلَّ بابٍ مُغلَـقِ

(٢٦٥) اچھی قسمت سے ہر مشکل کام آسان ہو جاتا ہے اور ہر بند دروازہ کھل جاتا ہے۔

(٢٦٦) وَأَحَـقُّ خَلـقِ اللهِ بِالهَـمِّ امـرُؤٌ   ذو هِمَّـةٍ يُـبْلَىٰ بِـرِزْقٍ ضَـيِّقِ

(٢٦٦) اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ غمگیں ورنجیدہ وہ بلند خیال وبلند پرواز شخص ہے جو تنگی کی زندگی سے دوچار ہو۔

(٢٦٧) وَمِـنَ الدَّلِيـلِ عَـلى القَضـاءِ وَحُكمِـهِ   بُؤسُ اللَّبِيبِ وَطِيْبُ عَيشِ الأَحمَقِ

(٢٦٧) عقل مند کی پریشان حالی اور بے وقوف کی خوش حالی تقدیر الٰہی کی واضح دلیل ہے۔

لعلي رضي الله عنه [٢٥٧]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(٢٦٨) بِجَـدِّ لا بِجِـدِّ كُلُّ مَجـدِ   فهـل جَـدٌّ بـلا جِـدِّ بمُجْـدِ [٢٥٨]

(٢٦٨) کامیابی وسربلندی صرف محنت وکوشش سے حاصل نہیں ہوتی ہے بلکہ قسمت سے حاصل ہوتی ہے، لیکن بغیر محنت وکوشش کے قسمت بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔

(یعنی اچھی قسمت بھی ضروری ہے اور کوشش بھی، کسی ایک چیز پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے۔)

---

٢٥٧ أورد هذا البيت الزرنوجي في تعليم المتعلم/٣٢ بلا نسبة.

٢٥٨ الجد الأول في المصراع الأول بفتح الجيم بمعنى البخت والدولة والثاني بكسر الجيم بمعنى الجهد والسعي، وفي المصراع الثاني على هذا الترتيب أيضًا يعني كل المجد والعظمة بفضل الله وتقديره لا بالجد والسعي ولكن لابد من اقتران الطلب والسعي حتى يظهر فضل الله تعالى على جري عادة الله تعالى كما ينبئ عنه قوله فهل جد بلا جد بمجد استفهام إنكاري يعني لا يكون الجد بلا اقتران الجهد والسعي مجديا. قال الله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنكبوت: ٦٩)، ففيها طلَب المواظبة والجد. وقد ورد هكذا أيضاً:

بِجَـدِّي لا بجَـدِّي كل مجـدي   فهـل جَـد بـلا جِـد بمُجْـدي

﴿قال أحد﴾ [٢٥٩]

(٢٦٩) بِقَدرِ الكَدِّ تُكتَسَبُ المَعَالِي وَمَن طَلَبَ العُلا سَهِرَ اللَّيَالِي

(۲٦۹) بلند مقام و مرتبہ محنت و کوشش کے بقدر ہی حاصل ہوتا ہے، لہٰذا جو اقبال و بلندی کا خواہاں ہو اسے شب بیداری کرنا چاہیے۔

(٢٧٠) تَرُومُ العِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيلًا يَغُوصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللآلِي

(۲۷۰) تمہیں عزت و سربلندی بھی مطلوب ہے اور نیند کی راحت بھی محبوب ہے، حالاں کہ موتیوں کے متلاشی کو سمندر میں غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے۔

(٢٧١) وَمَن رامَ العُلَا مِن غَيرِ كَدٍّ أضاعَ العُمرَ في طَلَبِ المُحَالِ

(۲۷۱) جس نے محنت مشقت کے بغیر بلند مقام حاصل کرنا چاہا، اس نے ناممکن الحصول چیز کی جستجو میں اپنی عمر ضائع کردی۔

﴿قال أحد﴾ [٢٦٠]

(٢٧٢) بِقَدْرِ الْكَدِّ تُعْطَى مَا تَرُومُ **فَمَنْ رَامَ الْمُنَى** لَيلًا يَقُومُ

(۲۷۲) محنت و کوشش کے بقدر ہی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے، لہٰذا جو خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے وہ شب بیداری کرے۔

(٢٧٣) وأَيَّامُ الْحَدَاثَةِ فاغتَنِمْهَا أَلَا إِنَّ الْحَدَاثَةَ لَا تَدُومُ

(۲۷۳) اور جوانی کے دنوں کو غنیمت سمجھو، کیوں کہ جوانی ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے۔

---

٢٥٩ وهو الإمام الشافعي والأبيات في ديوانه ت/صالح/٨٣، ت/خفاجي/١٠٨، ت/الطباع/٩٧، والدر الفريد ١٩٢/٥، وفيض القدير ٥٠٥/٤، وروح البيان ٢٢٨/٩، ١٥٧/٢، ٣٩/٢، ٢٥٥/٦، وتعليم المتعلم/ ٣٦-٣٧.

٢٦٠ لم أقف على الشاعر والبيت في القدير ٥٠٥/٤ فيض بلا نسبة، وفيه من طلب العلا مكان من رام المنى.

﴿لأبي نصر الصفّار الأنصاري﴾[٢٦١] ﴿[٢٦٢]﴾

ابو نصر صفار انصاری فرماتے ہیں:

(٢٧٤) يا نَفْسُ يا نَفْسُ لا تُرْخِيْ عَنِ الْعَمَلِ ... في البِرِّ والعَدْلِ والإحْسَانِ في مَهلِ[٢٦٣]

(٢٧٤) اے نفس وقار و سنجیدگی کے ساتھ نیکی و بھلائی، عدل وانصاف اور حسنِ سلوک میں، اور دیگر (دینی) اعمال میں کوتاہی نہ کر۔

(٢٧٥) فَـكُلُّ ذِي عَمَـلٍ في الْخَـيْرِ مُغتَـبَطٌ ... وفي بَـلَاءٍ وشُـؤمٍ كُلُّ ذِي كَسَـلِ

(٢٧٥) کیوں کہ ہر کارِ خیر میں کوشش کرنے والا قابل رشک ہوتا ہے، اور ہر سست آدمی مصیبت و نحوست کا شکار ہوتا ہے۔

﴿لعلي رضي الله عنه﴾[٢٦٤]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

(٢٧٦) دَعِـيْ نَفْسِيــ التَّكَاسُــلَ والتَّــوَانِي ... وإلَّا فَالْبَسِيـــ ثَــوْبَ الهَـــوَانِ

(٢٧٦) اے نفس خود کو سستی و کاہلی سے دور رکھ ورنہ ذلت ورسوائی کو گوارا کرتا رہ۔

(٢٧٧) فَـلَمْ أَرَ لِلْكُسَـالَىٰ الْحَـظَّ يُحْظَـى ... سِـوى نَـدَمٍ وحِرْمَـانِ الأمَـانِي[٢٦٥]

---

٢٦١ هو اسحاق بن احمد بن شبيب بن نصر (ت بعد ٤٠٥هـ/١٠١٤م)، أبو نصر، الصَّفَّار، البُخارِي، الأَدِيْب، الفقيه الحنفي، عالم بالعربية، شاعر. من تصانيفه: المدخل الى سيبويه، المدخل الصغير في النحو الرد على حمزة في حدوث التصحيف.(معجم المؤلفين ٢/٢٣٠)

٢٦٢ تعليم المتعلم/٤١.

٢٦٣ في الأصل: يا نَفْسُ ما نَفْسٌ لا تَرضى عن العمل مكان يا نَفْسُ يا نَفْسُ لا تُرْخِيْ عَنِ الْعَمَلِ

٢٦٤ لم أجد هذين البيتين منسوبين لعلي بن أبي طالبؓ، والبيتان في تعليم المتعلم/٤١ بدون نسبة.

٢٦٥ وفي بعض المصادر: يَجْنِي مكان يُحْظَى، ثمارًا غَيْرَ حِرْمَانِ الأمَانِي مكان سِوى نَدَمٍ وحِرْمَانِ الأمَانِي

(۲۷۷) کیوں کہ میں نے کاہلوں کو کبھی خوش حال و سر بلند نہیں پایا، بلکہ ہمیشہ انہیں محروم و نامراد اور نادم و پشیمان ہی پایا ہے۔

قال أحد[266]

(٢٧٨) كُنِ ابْنَ مَن شِئتَ واكتَسِب أَدَباً   يُغنِيكَ مَحمُودُهُ عَنِ النَّسَبِ

(۲۷۸) تم اپنی خاندانی نسبت جس سے چاہو جوڑ لو بس زیور اخلاق و آداب سے مزین ہو جاؤ، اس کی خوبیاں تمھیں حسب نسب سے بے نیاز کر دے گی۔

(٢٧٩) إِنَّ الفَتَىٰ مَنْ يَقُولُ ها أَنَا ذا   لَيسَ الفَتَىٰ مَنْ يَقُولُ كانَ أَبِي

(۲۷۹) میں صرف اس شخص کو نوجوان سمجھتا ہوں جو خود پر فخر کرتا ہو، وہ نوجوان ہی کیسا جو اپنے آباء واجداد کے کارناموں کا سہارا لیتا پھرے۔

للقليوبي[267][268]

(٢٨٠) يَا رَاقِداً، وَالجَلِيلُ يَحْفَظُكَ   مِن كُلِّ سُوءٍ يَكُونُ فِي الظُّلَمِ[269]

(۲۸۰) اے سونے والے! اللہ تبارک و تعالیٰ تاریکی کی ہر برائی سے تیری حفاظت کر رہا ہے۔

---

٢٦٦ وهو علي بن أبي طالبؓ، والبيتان في ديوانه، ت/الأعلمي/٢٠، ت/خفاجي/٣٧، المصطاوي/٢٨، ومجاني الأدب: ٢١/١، والترغيب والترهيب للمنذري، ت/عمارة ٦١٥/٣، والمستطرف /٣١، وفيض القدير ١١٠/٤، وروح المعاني ٢٩١/٧، وخزانة الأدب ٣٦٠/٢.

٢٦٧ هو أحمد بن أحمد بن سلامة (١٠٦٩هـ/١٦٥٩م)، أبو العباس، شهاب الدين القليوبي: فقيه متأدب، له حواش وشروح ورسائل، وكتاب في تراجم جماعة من أهل البيت سماه تحفة الراغب، وتذكرة القليوبي في طب، ورسالة في فضائل مكة والمدينة وبيت المقدس وشيء من تاريخها، لعلها النبذة اللطيفة في بيان مقاصد الحجاز ومعالمه الشريفة، وأوراق لطيفة علق بها على الجامع الصغير للسيوطي، فبين الحسن والضعيف والصحيح مما جاء فيه، والهداية من الضلالة في معرفة الوقت والقبلة من غير آلة. (الأعلام للزركلي ٩٢/١)

٢٦٨ لم أجد هذا البيت منسوبا إلى القليوبي، والبيت في فتح القريب ٣٣٧/٤، وقد نسب إلى ذي النون المصري، وشعب الإيمان، ط/الرشد ٥٣٠/٤، وحياة الحيوان الكبرى: ١٨٩/٢، والمستطرف /٣٦٥.

٢٦٩ وفي بعض المصادر: يا غافلا والجليل يحرسه مكان يَا رَاقِداً وَالجَلِيلُ يَحْفَظُكَ، يدب مكان يَكُونُ

(٢٨١) كَيْــفَ تَنَــامُ العُيُــونُ عَــنْ مَــلِكٍ   تَأْتِيــــكَ مِنــــهُ فَوَائِــــدُ الـــنِّعَمِ

(٢٨١) آنکھیں اس مالک حقیقی سے غافل و بے خبر ہو کر کیسے سو جاتی ہیں، جس کی جانب سے مسلسل تمہیں عظیم نعمتیں عنایت کی جاتی ہیں۔

﴿قال أحد﴾ [٢٧٠]

(٢٨٢) احفَــظْ لِســـانَكَ أَيُّهَـــا الإِنسَـــانُ   لا يَلْدَغَنَّــــــكَ إِنَّــــــهُ ثُعبــــــانُ

(٢٨٢) اے انسان! اپنی زبان کی حفاظت کر، کیوں کہ وہ اژدہا ہے، کہیں تجھے ڈس نہ لے۔

﴿وقال آخر﴾ [٢٧١]

(٢٨٣) جِرَاحَــاتُ السِّـنَانِ، لَهَــا الْتِيَــامٌ   وَلاَ يلْتَــامُ مَــا جَــرَحَ اللِّسَــانُ

(٢٨٣) نیزے کے زخم تو ایک نہ ایک دن بھر جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم کبھی نہیں بھرتے۔

﴿في القليوبي﴾ [٢٧٢]

---

٢٧٠ وهو الإمام الشافعي والبيت في ديوانه ت/صالح/١٠١، ت/خفاجي/١١٤، ت/الطباع/١١٦، الجوهر النفيس/١٤٠، والأذكار للنووي، ط/ابن حزم ٥٣٥، ومجاني الأدب ٤٣/١، وفتح القريب ٢٦٢/١١.

٢٧١ أورده المناوي في فيض القدير 139/6 ونسبه لعلي بن أبي طالبؓ، ولكن لم أجده في ديوانه، وفي الكوكب الدري428/3 بدون نسبة.

٢٧٢ فتح القريب ٣٨٢/١٠، وتفسير الثعلبي، ط/ دار التفسير ٦٣/٢٠ ونسب إلى ابراهيم بن أدهم، والبيت هكذا:

مُنِــعَ الخِطَـــابُ لأَنَّــهُ سَــبَبُ الــرَّدى   فــإذا نَطَقْـــتَ فكُـــنْ لرِبِّـــكَ ذاكـــرًا

وفي روض الرياحين في حكايات الصالحين / ٤٣-٤٤:

"عن ذي النون المصري أيضاً رضي الله عنه: قال: بينما أنا أسير في نواحي الشام، إذ وقعت إلى روضة خضراء وفي وسطها شاب قائم يصلي تحت شجرة التفاح، فتقدمت إليه وسلمت عليه، فلم يرد علي السلام، فسلمت ثانيا، فأوجز في صلاته وكتب في الأرض بأصبعه:

مُنـــع اللســـان مـــن الـــكلام لانـــه   كهـــف الـــبلاء و جالـــب الافـــات
فـــاذا نطقـــت فكـــن لربـــك ذاكـــرا   لا تنســـه و احمـــد في الحـــالات

قال ذو النونؒ: فبكيت طويلاً، وكتبت بأصبعي في الأرض

(٢٨٤) مُنِـعَ اللِّسَــانُ مِــنَ الــكَلَامِ لأنَّــه سَــبَبُ الرَّدَاءِ وجَالِبُ الآفاتِ [٢٧٣]

(۲۸۴) زبان کو گفتگو سے روکا گیا ہے کیوں کہ وہی ہلاکت اور مصیبت کا اصل سبب ہے۔

(٢٨٥) فـإذَا نَطَقْـتَ فَكُـن لِرَبِّـكَ ذَاكِـراً لا تَنْسَــهُ واحْمَــدْهُ في الآفــاتِ [٢٧٤]

(٢٨٥) لہٰذا جب تم بولو تو اپنے رب کا ذکر کرو، اسے کبھی نہ بھولو اور مصیبت میں بھی اس کی حمد و ثنا بیان کرو۔

للشبراوي [٢٧٥] [٢٧٦]

امام شبراوی فرماتے ہیں:

(٢٨٦) لا تَحْمَــدَنَّ امْــرَءً حَــتّى تُجَرِّبَــهُ وَلا تَذُمَّنَّــهُ مِــن غَــيرِ تَجْرِيــبِ

(٢٨٦) بغیر آزمائے کسی آدمی کی تعریف و توصیف نہ کرو اور نہ ہی آزمائے بغیر کسی کی مذمت کرو۔

(٢٨٧) إنَّ الرِّجَــالَ صَــنَادِيقٌ مُقفَّــلَةٌ ومَــا مَفاتِيحُهــا غــيرَ التَجارِيــبِ

(٢٨٧) کیوں کہ لوگ بند صندوق کی مانند ہیں اور ان کی چابی صرف اور صرف تجربہ ہی ہے۔

وما مــن كاتــب الا ســيبلى ويبقــي الدهــر مــا كتبــت يــداه
فــلا تكتــبن بكــف غــير شيء يسرك في القيامـــة ان تـــراه

قال: فصاح الشاب صيحة فارق الدنيا فيها، فقمت لآخذ في غسله ودفنه فإذا بقائل يقول: خلّ عنه، فإن الله عزّ وجلّ وعده أن لا يتولى أمره إلا الملائكة. قال ذو النون فملت إلى شجرة فركعت عندها ركعات ثم أتيت الموضع الذي مات فيه الشاب فلم أجد له أثرا ولا عرفت له خبرا"

٢٧٣ وفي بعض المصادر: كَهْفُ الْبَلَاءِ مكان سَبَبُ الرَّدَاءِ

٢٧٤ وفي بعض المصادر: الحالات مكان الآفاتِ

٢٧٥ هو عبد الله بن محمد بن عامر الشبراوي(١٠٩١-١١٧١هـ/١٦٨١-١٧٥٨م). فقيه شافعي مصري، له نظم. تولى مشيخة الأزهر. من كتبه شرح الصدر في غزوة بدر، وديوان شعر سماه منائح الألطاف في مدائح الأشراف، وعنوان البيان، والإتحاف بحب الأشراف. (هدية العارفين ١/ ٤٨٣)

٢٧٦ نسب البيتان إلى النابغة الذبياني في الموازنة بين شعر أبي تمام والبحتري ٣/ ٢٣٣، وأبي الأسود الدؤلي الكناني في الدر الفريد ١١/ ١٣٩، وديوانه/٣٨٧، والنجاشي في خزانة الأدب ١٠ /٢٢٢ باختلاف يسير.

إقرأ ما يقول الشاعر[277]

شاعر کیا کہتا ہے: پڑھیے!

(۲۸۸) وَمـا كُلُّ مَخْضُـوبِ البَنـانِ بُثَيْنَـةٌ   ومـا كُلُّ مَصْـقُوْلِ الْحَدِيـدِ يَمَـانِي

(۲۸۸) اور ہر انگلیوں میں خضاب لگانے والی عورت بثینہ نہیں ہوتی اور ہر چمکدار لوہا یمنی تلوار نہیں ہوتا۔

-----------[278]

(۲۸۹) فَمَا كُلُّ زَهْرٍ يُنْبِـتُ الرَّوْضُ طَيِّـبٌ   وَلا كُلُّ كُحْـلٍ لِلنَّـواظِرِ إثْمِـدُ

(۲۸۹) اور سر سبز و شاداب زمین میں کھلنے والا ہر پھول عمدہ و خوشبودار نہیں ہوتا اور ہر سرمہ نظروں کے لیے اثمد (کی طرح مفید) نہیں ہوتا۔

قال شاعر[279]

(۲۹۰) عَلَىٰ نَفْسِه فلْيَبْكِ مَن ضَاعَ عُمْرُه   ولَيسَ لَهُ مِنهَا نَصِيبٌ ولا سَهْمُ

(۲۹۰) جس نے زندگی میں کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور پوری عمر ایسے ہی گنوادی، اسے خود پر ماتم کرنا چاہیے۔

قال شاعر[280]

---

۲۷۷ لم أقف على اسمه والبيت في روح المعاني للألوسي ١ /٣٣، ونصب الراية للزيلعي ١ /١٦ بلا نسبة، ونسب إلى بهاء الدين زهير المصري في الدر الفريد ١٠ /٣٤٩ وفيه المصرع الثاني هكذا:

....   وَمـا كُلُّ مَسـلوبِ الفُـؤادِ جَميـلُ

۲۷۸ روح المعاني ١ /١١، وغرائب الاغتراب للآلوسي/٤٤ بدون نسبة.

۲۷۹ وهو الْعَارِفُ بِاللّٰهِ ابْنُ الْفَارِضِ كما في مرقاة المفاتيح، ٨/ ٣٢٢٥، وفي روح المعاني ١ /٣، ١٥ /٢٨٣، ١٥ /٢٩٦، وغرائب الاغتراب/٣٤، روح البيان ١٠ /٣٤٢، وطبقات الشافعية الكبرى ٣٤٩/٩، وخزانة الأدب ٢ /٢١٨ بلا نسبة.

۲۸۰ وهو المتنبي كما قال المحقق لتفسير ابن كثير، ت/ السلامة 140/3، والدر الفريد ٣٣٩/١١، أو لعلي بن أبي طالب كما في يتيمة الدهر للثعالبي ١/ ٢٥٨،وفي " أبو الطيب المتنبي وما له وما عليه" /١٢٨، ومحاضرات الأدباء للراغب ١/ ٦٣، ونهاية الأرب ٧/ ١٢٨، البيت في روح المعاني 17/1، وفي تاج العروس ٥١/١٢، وبذل المجهود،

(٢٩١) وَكَمْ مِـــن عَائِـــبٍ قَـــولاً صَحِيحـــاً وَآفَتُـــهُ مِـــنَ الفَهْـــمِ السَـــقِيْمِ

(۲۹۱) کتنے ہی لوگ صحیح بات میں بھی کیڑے نکالتے ہیں حالاں کہ قصوران کی فہم ودانش کا ہوتا ہے۔ [٢٨١]

(٢٩٢) وَالصَّـبْرُ يَحْسُـنُ فِي الْمَـوَاطِنِ كُلِّهَـا إِلَّا عَلَيْـــكَ فَإِنَّـــهُ مَـــذْمُومُ [٢٨٢]

(۲۹۲) صبر واستقامت تمام مواقع پر مطلوب ومحمود ہے،البتہ جو تمہارے لیے پریشانی کا سبب بنے وہ مذموم ہے۔ [٢٨٣]

(٢٩٣) فَيَـــا عَجَبـــاً كَيْـــفَ يُعْصَـــى الإلَـ ـهُ أَمْ كَيْـــفَ يجْحَـــدُهُ الجَاحِـــدُ

(۲۹۳) بڑے تعجب کی بات ہے کہ لوگ کیسے معبود برحق کی نافرمانی کرتے ہیں؟اور کیسے اس کاانکار کرتے ہیں؟

(٢٩٤) وَفِي كُلِّ شَيءٍ لَهُ آيَـــــــــــــةٌ تَـــدُلُّ عَـــلَى أَنَّـــهُ واحِـــدُ

(۲۹۴) حالاں کہ ہر چیز میں اس کی نشانیاں موجود ہیں جو اس کی وحدانیت ویکتائی کی گواہی دیتی ہے۔

ممايُنسب لباب مدينة العلم [٢٨٤]....

ت/ تقي ٢٠١/٢، ومجموع الفتاوى ٣٩٩/٦، وخزانة الأدب ٢٠٩/١٠، وحاشية السهارنفوري على صحيح البخاري، ت/ تقي ٢٢٩/١٢، والكوكب الدري ١٨/١، والجواب الصحيح لابن تيمية ٣٤٩/١ بدون نسبة.

٢٨١ البيت للمتنبي كما في شرح ديوانه للعكبري ٣/ ٣٤٦، وشرح ديوانه للواحدي / ١٩٤، وفي الدر الفريد ١١٣/٤، وروح المعاني ٤١/١ بلا نسبة.

٢٨٢ في الأصل: يُحمد مكان يَحْسُنُ

٢٨٣ قائله أبو العتاهية والبيتان في ديوانه/١٢٢، وفي صفوة التفاسير ١١/٣، ومجاني الأدب ٤/٢، والمستطرف/١١، وقد نسب إلى إبن المعتز كما في نضرة النعيم ٤٤٥٠/١٠، وتفسير ابن كثير، ت/السلامة ١٩٨/١، وفي شعب الإيمان، ت/ زغلول ١٣٠/١ للإمام الشافعي، وقيل أيضاً أنه للبيد بن ربيعة أو لعبد الله بن مبارك.

٢٨٤ إشارة إلى الحديث: "أنا مدينةُ العِلمِ وعليٌّ بابها، فمن أراد مدينةَ العلم فليأْتِها من بابِها" .

أخرجه الترمذي، رقم:٣٧٢٣، وقال: غريب منكر، والعقيلي في الضعفاء الكبير ٣/ ١٤٩، والطبراني ١١/ ٦٥، رقم: ١١٠٦١، والحاكم، رقم: ٤٦٣٧، وقال هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه، رقم: ٤٦٩٧ : إسناده صحيح، رقم: ٤٦٩٥ : صحيح الإسناد، رقم: ٤٦٩٦ : لهذا الحديث شاهد من حديث سفيان الثوري بإسناد صحيح فتعقبه الذهبي وقال: بل موضوع، وفي تاريخ

.... كرم الله وجهه[285]

مذکورہ اشعار حضرت علی کی طرف منسوب ہیں۔

(٢٩٥) دَواؤُكَ فيكَ وَما تُبصِرُ — وَدَاؤُكَ مِنكَ وَما تَشعُرُ

(۲۹۵) تمہارا علاج تمہارے ہی اندر ہے لیکن تمہیں نظر نہیں آتا، اور تمہاری بیماری بھی تمہارے ہی اندر ہے لیکن تمہیں احساس تک نہیں ہوتا۔

(٢٩٦) أَتَزعُمُ أَنَّكَ جِرْمٌ صَغِير — وَفيكَ انطَوىٰ الْعَالَمُ الأَكبَرُ[286]

(۲۹۶) تمہیں لگتا ہے کہ تم صرف ایک چھوٹا سا جسم ہو حالاں کہ تمہارے اندر ایک بہت بڑی دنیا سمائی ہوئی ہے۔

----------[287]

(٢٩٧) قَد يَرحَلُ المَرءُ لِمَطْلُوبِهِ — وَالسَّبَبُ المَطْلُوبُ في الراحِلِ

(۲۹۷) انسان بعض مرتبہ اپنی مطلوبہ چیز کی خاطر رختِ سفر باندھتا ہے لیکن وہ چیز اسی کے پاس موجود ہوتی ہے۔

الإسلام ١٨/ ٣٦٨ : موضوع، وابن الجوزي في الموضوعات ٢/ ١١٤ : لا يصح من جميع الوجوه، وابن العربي في أحكام القرآن ٣/ ٨٦ : باطل، والنووي في تهذيب الأسماء واللغات ١/ ٣٤٨ : باطل، وابن تيمية في الفتاوى الكبرى ٥/ ٨٩ : ضعيف، بل موضوع عند أهل العلم بالحديث، وقال الألباني في ضعيف الجامع، رقم: ١٣١٣ : موضوع، والسخاوي في المقاصد الحسنة/ ١٢٤ : ضعيف، رقم: ١٢٣ : حسن، وابن حجر العسقلاني في لسان الميزان ٢/ ٣٦٥ : له طرق كثيرة أقل أحوالها أن يكون له أصلا فلا ينبغي أن يطلق عليه بالوضع، وفي اللآلئ المصنوعة ١/ ٣٣٤ : الحديث من قسم الحسن لا يرتقي إلى الصحة ولا ينحط إلى الكذب، ومحمد بن طولون الصالحي في الشذرة في الأحاديث المشتهرة/ ١٣٠ : حسن باعتبار طرقه، والشوكاني في الفوائد المجموعة/٣٤٩ : حسن لغيره، وملا علي قاري في مرقاة المفاتيح ٩/ ٣٩٤١ : قال الحافظ أبو سعيد العلائيّ: الصّواب أنّه حسن باعتبار طرقه لا صحيح ولا ضعيف، فضلا عن أن يكون موضوعا ذكره الزّركشيّ، وسئل الحافظ العسقلانيّ عنه فقال: إنّه حسن لا صحيح، كما قال الحاكم ولا موضوع كما قال ابن الجوزيّ، والشيخ عبد الحق الدهلوي في اللمعات ٩/٦٥٧ : الحكم عليه بالوضع باطل قطعا .

٢٨٥ والبيتان في ديوانه، ت/الأعلمي/٦٢، ت/خفاجي/٤١، مصطاوي/٤٢، وروح المعاني ١/ ٨٢، ١٥/ ٣٩٥.

٢٨٦ وفي بعض المصادر: أتحسب مكان أَتزعُمُ

٢٨٧ هذا البيت لأبي إسحاق الألبيري وهو في ديوانه/٥٤، روح المعاني ١/ ٨٣.

٢٨٨

(٢٩٨) وَلَو كَانَ هَذَا مَوضِعُ القَوْلِ لَاشْتَفَى فُؤَادِي وَلَكِن لِلْمَقَالِ مَوَاضِعُ

(۲۹۸) اگر یہ کہنے کا موقع ہوتا تو میرے دل کو تسلی مل جاتی، لیکن بات کہنے کا موقع محل ہوتا ہے۔

٢٨٩

(٢٩٩) إِنْ لَمْ تَكُونُوا مِثْلَهُمْ فَتَشَبَّهُوا إِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحُ[٢٩٠]

(۲۹۹) اگر تم صلحاء کی طرح نہیں ہو تو تم ان کی مشابہت اختیار کرو کیوں کہ ان کی مشابہت بھی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

٢٩١

(٣٠٠) قَالَ: بُنَيَّ احْذَرْ لَئِيماً كَفَيْتَهُ وَلَا تَصْنَعِ الْمَعْرُوفَ فِي غَيْرِ أَهْلِهِ

(۳۰۰) میرے عزیز! کمینے شخص سے چوکنا رہو، جس نے تمہاری مدد کی ہو، اور احسان فراموش کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ نہ کرو۔

لعلي رضي الله عنه ٢٩٢

حضرت علی فرماتے ہیں:

(٣٠١) جَمِيعُ الطِّبِّ فِي الْبَيْتَينِ جَمْعٌ وحُسْنُ القَوْلِ فِي قَصْرِ الْكَلَامِ[٢٩٣]

---

٢٨٨ لم أقف على اسم الشاعر والبيت في روح المعاني ١/ ٩٠.

٢٨٩ وهذا البيت من قصيدة مشهورة للسُّهروردي المقتول بحلب المعروف بالشاب الظريف كذا في حسن التنبه ٢/ ١٢٢، قد ورد هكذا أيضاً:

فَتَشَبَّهوا إن لَم تَكُونوا مِثلَهُم إِنَّ التَّشَبّه بِالكِرامِ فَلاحُ .

٢٩٠ وفي بعض المصادر: بِالرِّجَالِ مكان بِالْكِرَامِ

٢٩١ لم أقف على شاعر هذا البيت ولا مصادره

٢٩٢ لم أجد هذه الأبيات منسوبة إلى علي بن أبي طالبؓ في أي كتاب ولا في ديوانه. البيت الأول والثاني في روض الأخيار/٢٢٣ بنسبة إلى إبن سينا. والبيت الرابع في تعليم المتعلم/٤٢ بدون نسبة.

٢٩٣ وفي بعض المصادر: دَرْجٌ مكان جَمْعٌ

(۳۰۱) تمام طبّی معلومات صرف دو اشعار میں جمع کر دی گئی ہے اور حسن و خوبی تو مختصر گفتگو ہی میں ہے۔

(٣٠٢) فَقَلِّلْ إن أَكَلْتَ وَبَعْدَ أَكْلٍ تَجَنَّبْ فَالشِّفَا فِي الانْهِضَامِ

(۳۰۲) کھانا کم کھایا کرو اور دوبارہ کھانے سے پرہیز کرو، شفایابی تو اسی وقت رہتی ہے جب کھانا اچھی طرح ہضم ہو جائے۔

(٣٠٣) وَلَيْسَ عَلَى النُّفُوسِ أَشَدُّ بَأْساً مِنْ إدخَالِ الطَّعَامِ عَلَى الطَّعَامِ

(۳۰۳) اور نفس کے لیے سب سے بڑی مصیبت بھرے پیٹ کھانا کھانا ہے۔

(٣٠٤) فَعَارٌ ثُمَّ عَارٌ سِقَامُ الْمَرْءِ مِنْ أَكلِ الطَّعَامِ[٢٩٤]

(۳۰۴) انسان کھانا کھانے کی وجہ سے بیماری میں مبتلا ہو، کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی عیب کی بات ہو سکتی ہے؟

اسمَعْ أيُّها العزيزُ! إن الصحَّةَ خيرُ نعمةٍ فاغتنِمْها وحافِظْ عليها ولا تتجاوَزْ عن الحَدِّ في الطَّعَامِ والزَمِ الاعتِدالَ في كُلِّ شَيْءٍ .

محترم قارئین! صحت و تندرستی بہت بڑی نعمت ہے، لہٰذا اسے غنیمت جانیے، اس کی قدر کیجیے، اس کی حفاظت کیجیے اور کھانے پینے کے سلسلے میں افراط و تفریط کا معاملہ نہ کریں، بلکہ ہر چیز میں اعتدال کی راہ اختیار کیجیے۔

---

٢٩٤ وقال طبيب المأمون: عليك بخصالٍ، مَن حَفِظها فهو جديرٌ أن لا يعتلَّ إلا علَّةَ الموت: لا تأكل طعامًا وفي معدتك طعامٌ. وإيَّاك أن تأكل طعامًا تتعب أضراسُك في مضغه، فتعجز معدتُك عن هضمه. وإيَّاك وكثرة الجماع فإنَّه يقتبس نور الحياة. وإيَّاك ومجامعة العجوز فإنَّه يورث موت الفجأة. وإيَّاك والفصد إلا عند الحاجة إليه. وعليك بالقيء في الصَّيف.

ومن جوامع كلمات بُقراط قولُه: كلُّ كثيرٍ فهو معادٍ للطَّبيعة. وقيل لجالينوس: ما لك لا تمرض؟ فقال: لأنِّي لم أجمع بين طعامين رديَّين، ولم أدخل طعامًا على طعامٍ، ولم أحبس في المعدة طعامًا تأذَّيت به.

وأربعة أشياء تمرض الجسم: (١) الكلام الكثير، (٢) والنَّوم الكثير، (٣) والأكل الكثير، (٤) والجماع الكثير.

فالكلام الكثير: يقلِّل مخَّ الدِّماغ ويضعفه، ويعجِّل الشَّيب. والنَّوم الكثير: يصفِّر الوجه، ويعمي القلب، ويهيِّج العين، ويكسل عن العمل، ويولِّد الرُّطوبات في البدن. والأكل الكثير: يفسد فم المعدة، ويُضعف الجسم، ويولِّد الرِّياح الغليظة والأدواء العسرة. والجماع الكثير: يهدُّ البدن، ويُضعف القوى، ويجفِّف رطوبات البدن، ويرخي العصَب، ويورث السُّدَد. ويعمُّ ضرره جميعَ البدن، ويخصُّ الدِّماغَ لكثرة ما يتحلَّل منه به من الرُّوح النَّفسانيِّ، وإضعافه أكثر من إضعاف جميع المستفرغات، ويستفرغ من جوهر الرُّوح شيئًا كثيرًا. (زاد المعاد ٤/ ٦٠٩-٦١١)

٢٩٥

ترجمة قول تياذووق[٢٩٦] الحكيم من أبي عَلِيّ بن سِينا[٢٩٧] في حِفظِ الصِّحةِ.

٢٩٥ البيت الثاني والثالث في موارد الظمآن لدروس الزمان ٣٩٦/١ بلا نسبة، وهما والبيت الرابع والعاشر في المستطرف/٢٩٤.

٢٩٦ كان طبيبا فاضلا وله نوادِر وألفاظ مستحسنة في صناعة الطب وعُمِّرَ وكان في أول دولة بني أُميَّة ومشهورا عندهم بالطب وصحب أيضا الحجَّاج بن يوسف الثقفي المتولِي من جهة عبد الملك ابن مروان وخدمه بصناعة الطب وككن يعتمد عليه ويثق بمداواته وكان له منه الجامكية الوافرة والافتقاد الكثير.

وقيل إن بعض الملوك لما رأى تياذوق وقد شاخ وكبر سنه وخشي أن يموت ولا يعتاض عنه لأنه كان أعلم النَّاس وأحذق الْأمة فِي وقته بالطب.فقال له صف لي ما اعتمد عليه فأسوس به نفسي وأعمل به أيّام حياتي فلست آمن أن يحدث عليك حدث الموت ولا أجد مثلك فقال تياذوق أيها الملك بالخيرات أقول لك عشرة أبواب إن علمت واجتنبتها لم تعتل مدّة حياتك وهذه عشر كلمات.

١ - لَا تَأْكُل طَعَاما وَفِي معدتك طَعَام. ٢ - وَلَا تَأْكُل مَا تضعف أسنانك عَن مضغه فتضعف معدتك عَن هضمه. ٣ - وَلَا تشرب المَاء على الطَّعَام حَتَّى تفرغ ساعتين فَإِن أصل الدَّاء التُّخمَة وأصل التُّخمَة المَاء على الطَّعَام. ٤ - وَعَلَيْك بِدُخُول الْحمام فِي كل يَوْمَيْنِ مرّة وَاحِدَة فَأَنَّهُ يخرج من جسدك مَا لَا يصل إِلَيْهِ الدَّوَاء. ٥ - وَأَكْثر الدَّم فِي بدنك تحرص بِهِ نفسك. ٦ - وَعَلَيْك فِي كل فصل قيئة ومسهلة. ٧ - وَلَا تحبس الْبَوْل وَإِن كنت رَاكِبًا. ٨ - واعرض نَفسك على الْخَلَاء قبل نومك. ٩ - وَلَا تكْثر الْجِمَاع فَإِنَّهُ يقتبس من نَار الْحَيَاة فليكثر أَو يقل. ١٠- وَلَا تجامع الْعَجُوز فَإِنَّهُ يُورث الْمَوْت الْفجأَة.

فلمّا سمع الملك ذلك أمر كاتبه أن يكتب هذه الألفاظ بالذّهب الأحمر ويضعه في صندوق من ذهب مرصع، وبقي ينظر إليه في كل يوم ويعمل به فلم يعتل مدّة حياته حتّى جاءه الموت الّذي لا بد منه ولا محيص عنه،ومات تياذوق بعد ما أسن وكبر وكانت وفاته بواسط في نحو سنة تسعين للهجرة،ولتياذوق من الكتب كناش كبير ألفه لابنه، فكتاب إبدال الأدوية وكيفية دقها وإيقاعها وإذابتها وشيء من تفسير أسماء الأدوية) مسالك الأبصار ٣٣١/٩، عيون الأنباء في طبقات الأطباء /١٧٩، النصرانية وآدابها بين عرب الجاهلية /١٦٩)

٢٩٧ هو الحسين بن عبد الله بن سينا، أبو علي، شرف الملك، الفيلسوف الرئيس، صاحب التصانيف في الطب والمنطق والطبيعيات والإلهيات. أصله من بلخ، ومولده في إحدى قرى بخارى. نشأ وتعلم في بخارى، وطاف البلاد، وناظر العلماء، واتسعت شهرته، وتقلد الوزارة في همذان، وثار عليه عسكرها ونهبوا بيته، فتوارى. ثم صار إلى أصفهان، وصنف بها أكثر كتبه. وعاد في أواخر أيامه إلى همذان، فمرض في الطريق، ومات بها.

قال ابن قيم الجوزية: كان ابن سينا -كما اخبر عن نفسه - هو وابوه، من أهل دعوة الحاكم، من القرامطة الباطنيين.

وقال ابن تيمية: تكلم ابن سينا في أشياء من الإلهيات، والنبويات، والمعاد، والشرائع، لم يتكلم بها سلفه، ولا وصلت إليها عقولهم، ولا بلغتها علومهم: فأنه استفادها من المسلمين، وإن كان إنما يأخذ عن الملاحدة المنتسين إلى المسلمين كالإسماعيلية: وكان أهل بيته من أهل دعوتهم، من أتباع الحاكم العبيدي الذي كان هو وأهل بيته معروفين عند المسلمين بالإلحاد

(٣٠٥) خِصالٌ بِهَا أوصَىٰ الحكيمُ تياذقٌ   أخَا الْعَدْلِ نَوشِيْرْوَانَ مَلِكَ الأعَاجِمِ

(٣٠٥) چند نصیحتیں پیش خدمت ہے جو حکیم تیاذوق نے عجمی ممالک کے عدل پسند حکمران نوشیرواں کو کی تھی۔

(٣٠٦) تَوَقَّ إذا اسْتَطْعَمْتَ إدخَالَ مَطْعَمٍ   عَلَىٰ مَطْعَمٍ مِنْ قَبْلِ فعلِ الهَوَاضِمِ[٢٩٨]

(٣٠٦) جب تک کھانا ہضم نہ ہو جائے بھرے پیٹ کھانا کھانے سے جتنا ممکن ہو پرہیز کرو۔

(٣٠٧) وكُلُّ طَعامٍ يُعجِزُ السِّنَّ مُضْغَهُ   فَلَا تَبْلَعْهُ فَهْوَ شَرُّ الْمَطَاعِمِ[٢٩٩]

(٣٠٧) اور ہر وہ کھانا جو دانتوں سے چپ نہ سکے اسے ہر گزمت نگلو، کیوں کہ اس سے زیادہ نقصان دہ کوئی کھانا نہیں ہو سکتا۔

(٣٠٨) وإِيَّاكَ إِيَّاكَ العَجُوزَ وَوَطْأَهَا   فَمَا وَطْؤُهَا إلا كَسَمِّ الأرَاقِمِ

(٣٠٨)اور بوڑھی عورت کے ساتھ مجامعت سے اجتناب کرو، کیوں کہ یہ تمہارے لیے سانپ کے زہر کی مانند ہے۔

(٣٠٩) ولا تَكُ فِي وَطْءِ الْكَوَاعِبِ مُسْرِفاً   فَذَاكَ لِعُمْرِ الْمَرْءِ أقْوَىٰ الهَوَادِمِ[٣٠٠]

(٣٠٩) اور نوجوان دوشیزہ کے ساتھ مجامعت میں بھی حد سے تجاوز نہ کرو، کیوں کہ یہ بدپرہیزی انسان کی عمر کے لیے نہایت خطرناک ہے۔

(٣١٠) ولَا تَحْبَسِ الْفَضَلَاتِ عِندَ اقْتِضَاءِهَا   وَلَوْ كُنتَ بَيْنَ الْمُرْهِفَاتِ الصَّوَارِمِ

صنَّف نحو مئة كتاب، بين مطوَّل ومختصر، ونظم الشعر الفلسفي الجيد، ودرس اللغة مدة طويلة حتى بارى كبار المنشئين. أشهر كتبه القانون في الطب، يسميه علماء الفرنج (Canonmedicina) بقي معولاً عليه في علم الطب وعمله، ستة قرون، وترجمه الفرنج إلى لغاتهم، وكانوا يتعلمونه في مدارسهم، وطبعوه بالعربية في رومة وهم يسمون ابن سينا Avicenne وله عندهم مكانة رفيعة. ومن تصانيفه: المعاد، رسالة في الحكمة، والشفاء في الحكمة، أربعة أجزاء، والسياسة، و أسرار الحكمة المشرقية، ثلاث مجلدات، وأرجوزة في المنطق، و أسباب حدوث الحروف، والأشارات، و الطير في الفلسفة، وأسرار الصلاة في ماهية الصلاة وأحكامها الظاهرة وأسرارها الباطنة، والانصاف في الحكمة، والنبات والحيوان، ورسالة في الهيئة، وأسباب الرعد والبرق، والدستور الطبي، واقسام العلوم، والخطب، وأشهر شعره عينيته وقد شرحها كثيرون. (الأعلام للزركلي ٢٤١/٢)

٢٩٨ وفي بعض المصادر: أُطْعِمْتَ مكان اسْتَطْعَمْتَ

٢٩٩ وفي بعض المصادر: فَلَا تَطعَمَنَّهُ مكان فَلَا تَبْلَعْهُ

٣٠٠ وفي الأصل: وإسرافه في العمر، أسرع هادم مكان أقْوَىٰ الهَوَادِمِ

(۳۱۰) اور قضائے حاجت کے وقت استنجا میں تاخیر نہ کرو خواہ تم باریک و تیز دھار تلواروں کے درمیان ہی کیوں نہ ہو۔

(٣١١) وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ الْمَنَامِ فَتَقْضِهَا   إِذَا مَا أَرَدْتَّ النَّوْمَ أَلْزَمَ لَازِمِ

(۳۱۱) اور بالخصوص سوتے وقت جب کہ تم سونا بھی چاہتے ہو تو قضائے حاجت کو لازمی سمجھو۔

(٣١٢) وكُنْ مُسْتَحِمًّا كُلَّ يَومَيْنِ مَرَّةً   وحَافِظْ عَلَى هٰذَا العِلَاجِ ودَاوِمِ[٣٠١]

(۳۱۲) اور ہر دو دن میں ایک مرتبہ گرم پانی سے غسل کرو اور اس علاج پر مضبوطی و پابندی کے ساتھ عمل کرو۔

(٣١٣) ولَا تَتَعَرَّضْ لِلدَّوَاءِ وشُرْبِهِ   مَدَا الدَّهْرِ إِلَّا عِنْدَ إِحْدَى العَظَائِمِ

(۳۱۳) اور ہمیشہ (ہر معمولی سی تکلیف میں) علاج و معالجے کے چکر میں نہ پڑو، الا کے کسی بڑی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ۔

(٣١٤) وَوَفِّرْ عَلَى الجِسْمِ الدِّمَاءَ فإنَّهَا   لِقُوَّةِ أبْدَانٍ أَشَدُّ الدَّعَائِمِ[٣٠٢]

(۳۱۴) اور اپنے جسم کو خون فراہم کرتے رہو کیوں کہ یہ بدن کی طاقت و قوت کے لیے اہم ترین ستون ہے۔

﴿قال في محبوب الأرب ترجمة ضابطة الطرب﴾[٣٠٣]

---

٣٠١ وفي بعض المصادر: وأقبل على الحمام في اليوم مرة مكان وكُنْ مُستَحِمًّا كُلَّ يَومَيْنِ مَرَّةً

٣٠٢ في الأصل: الدواء مكان الدِّمَاءَ، وفي بعض المصادر: لأسس بناء الجسم أقوى مكان لِقُوَّةِ أبْدَانٍ أَشَدُّ

٣٠٣ لم أقف على هذا الكتاب، والقائل هو الطبيب الفيلسوف أبو علي بن سينا والبيت في التاريخ المعتبر في أنباء من غبر ٢/٤٠٠، والطبقات السنية في تراجم الحنفية ١/٢٥٣، والبدور المضية في تراجم الحنفية ٦/٣٤٥، والبداية والنهاية، ت/ التركي ١٥/ ٦٦٧، ووفيات الأعيان ٢/ ١٦١، وشذرات الذهب ٥/ ١٣٦، وحياة الحيوان الكبرى ٢/ ٥٤١، وينسب له قوله:

إجعل غذائك كل يوم مرة   واحذر طعاما قبل هضم طعام

واحفظ منيك ما استطعت فإنه   ماء الحياة يراق في الأرحام

ولقدامى الأطباء كلام كثير في هذا المعنى..

(٣١٥) واحْفَظْ مَنِيَّكَ ما اسْتَطَعْتَ فإنَّهُ ماءُ الحياةِ يُصَبُّ في الأَرْحَامِ[٣٠٤]

(۳۱۵) جتنا ہو سکے اپنے مادۂ منویہ کی حفاظت کرو، کیوں کہ یہ آب حیات ہے جسے عورتوں کے رحم میں بہایا جاتا ہے۔

قال إبن سينا[٣٠٥]

ابن سینا فرماتے ہیں:

(٣١٦) السَّمَكُ المَعرُوفُ بِالرَّضْرَاضِ[٣٠٦] غِذَاءُ مَنْ يَتْعَبُ فِي ارْتِيَاضِ

(۳۱۶) رضراض نامی مچھلی (Spangled Emperor) کسرت وورزش کی وجہ سے تھکے ماندے شخص کی غذا ہے۔

(٣١٧) النَّومُ رَاحَةُ القُوَىٰ النَّفْسِيَّهْ مِنْ حَرَكَاتٍ و القُوَى الحِسِّيَّهْ

(۳۱۷) نیند باطنی قویٰ کے لیے راحت وآرام کا سامان ہے، جب کہ جسمانی قوی حرکت کی وجہ سے تھک گئے ہوں۔

(٣١٨) أَمَّا الرِّيَاضَاتُ فَمِنهَا المُعتَدِلْ وَيَنْبَغِي لِمِثْلِ ذَا أَنْ تَمتَثِلْ

(۳۱۸) کسرت وریاضت کا جہاں تک تعلق ہے اس میں جو معتدل ہو اس کو کر لینا بہتر ہے۔

(٣١٩) فإِنَّهُ يَعتَدِلُ الأَبْدَانَا ويُخْرِجُ الأَثقَالَ والأَرْدَانَا

(۳۱۹) کیوں کہ وہ جسم کو بھی معتدل بناتی ہے اور غیر ضروری اور نقصان دہ مواد کو بھی باہر نکالتی ہے۔

(٣٢٠) يُهَيِّئُ الجِسْمَ لِلْاِغْتِذَاءِ ويُصلِحُ الصَّغِيرَ لِلنَّمَاءِ

(۳۲۰) اس سے جسم خوراک کے لیے تیار ہوتا ہے اور اس سے بچے کے اندر نشو نما کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے۔

(٣٢١) وَلَا يَغُرَّنَّكَ إِفرَاطُ الدَّعَهْ فَلَيسَ في الإفرَاطِ مِنهَا مَنْفَعَهْ

(۳۲۱) اور زیادہ راحت وآرام تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے، کیوں کہ زیادہ آرام بھی فائدہ مند نہیں ہے۔

---

٣٠٤ وفي بعض المصادر: يُراق مكان يُصَبُّ

٣٠٥ أرجوزة الطب لإبن سينا/ ٢٣-٢٥، ٦٥-٦٦، والبيت الثاني في روح المعاني ٢٣٩/١٠.

٣٠٦ السمك الرضراض "Spangled Emperor" أو " Yellow Spotted Emperor" ويقال له "النجدي" أيضاً، هو نوع من الأسماك المشهورة في بعض الدول العربية، خاصةً في مناطق الخليج العربي. يتميز هذا النوع من الأسماك بجلده السميك ولحمه الشهي، وغالبًا ما يكون جزءًا من الوجبات البحرية التقليدية في تلك المناطق.

(٣٢٢) وأطلِقِ الْجِمَاعَ للأحْدَاثِ لِيَسْلَمُوا بِذَاكَ مِن أخْبَاثِ

(۳۲۲) اور جماع نوجوانوں کے لیے چھوڑ دو تاکہ وہ زائد اور فاسد مادوں سے خالی ہوں اور سلامت رہیں۔

(٣٢٣) وَلَا تُحَبِّبْهُ إلَى النِّحَافِ وَلَا إلَى الكُهُولِ و الأضعَافِ

(۳۲۳) اور کمزور اور دبلے پتلے لوگوں کو جماع کی ترغیب نہ دو، اور نہ ہی ادھیڑ عمر کے لوگوں اور کمزور و بیمار لوگوں کی اس کے لیے حوصلہ افزائی کرو۔

(٣٢٤) وَمَن يُجَامِعُ إثْرَ الطَّعَامِ فَعُدْهُ بِالنَّقْرَسِ والآلَامِ

(۳۲۴) اور جو شخص کھانا کھانے کے بعد مجامعت کرے تو نقرس (gout) اور تکلیف و پریشانی کی وجہ سے اس کی عیادت کے لیے تیار رہو۔

(٣٢٥) وكُلُّ عَادَةٍ تَضُرُّ أهلَهَا فَاقْطَعْ بِتَدرِيجِ الزَّمَانِ أصْلَهَا

(۳۲۵) اور ہر وہ عادت جو انسان کو نقصان پہنچائے اس کو تدریجاً جڑ سے ختم کر دو۔

(٣٢٦) لَا تَأخُذِ الْمَاءَ عَلَى الطَّعَامِ وَلَا عَلَى الخُرُوجِ مِن حَمَّامِ

(۳۲۶) فوراً کھانا کھانے کے بعد اور غسل کرنے کے بعد پانی پینے سے گریز کرو۔

(٣٢٧) وَلَا عَلَى الرِّيَاضَةِ القَوِيَّهْ أو الجِمَاعِ إنَّهُ بَلِيَّهْ

(۳۲۷) اور اسی طرح سخت ورزش اور مجامعت کے بعد پانی پینے سے پرہیز کرو کیوں کہ یہ مصیبت و بیماری کا سبب ہے۔

(٣٢٨) وإنْ دَعَت لِذٰلِكَ الضَّرُورَهْ مِن قِلَّةِ الصَّبْرِ فَخُذْ يَسِيرَهْ

(۳۲۸) اور اگر تمہارے اندر برداشت کا مادہ کم ہو اور ضرورت بھی ہو تو صرف تھوڑا ہی پیو۔

إعلَمْ أن لَا يكونَ في ذهنِكَ ودِماغِكَ أنَّكَ مُعالِجٌ وأنَّكَ تُفلِحُ كيفَ شِئتَ، والحَقُّ أنَّ جُلَّ الأمُورِ في يَدِ اللهِ تَعالَى. إقرَأْ مَا قَالَ الفُحُولُ في هذَا:[٣٠٧]

---

٣٠٧ البيتان لعنترة بن شداد كما في اكتفاء القنوع بما هو مطبوع/ ٢٠٩، وجواهر الأدب ٢٦٢/٢، ومجاني الأدب ١٩٦/٣.

یاد رکھو کہ کبھی تمہارے ذہن و دماغ میں یہ خیال نہ آئے کہ تم خود معالج ہو اور جیسے چاہو گے کامیاب ہو جاؤ گے، بلکہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ تمام معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہیں، اس سلسلے میں کبار اطباء کیا فرماتے ہیں ملاحظہ ہو:

(۳۲۹) يَقُولُ لَكَ الطَبِيبُ دَواؤُكَ عِندِي   إذا مَا جَسَّ كَفَّكَ وَالذِرَاعَا

(۳۲۹) جب طبیب تمہاری ہتھیلی اور بازو چیک کرتا ہے تو کہتا ہے کہ تمہاری دوا میرے پاس موجود ہے۔

(۳۳۰) وَلَو عَرَفَ الطَبِيبُ دَواءَ داءٍ   يَرُدُّ المَوتَ مَا قَاسَىٰ النِّزَاعَا

(۳۳۰) حالاں کہ اگر طبیب کو بیماری کی ایسی دوا معلوم ہوتی جو موت کو ٹال سکے تو وہ نزع کی پریشانی نہ جھیلتا۔

قال أبو القاسم الزهراوي[308] الحكيم الشهير[309]

مشہور حکیم ابو القاسم زہراوی فرماتے ہیں:

(۳۳۱) إنَّ الطَّبِيبَ بِطِبِّهِ ودَوَائِهِ   لا يَستَطِيعُ **دِفاعَ أمرٍ** قَدْ أَتَىٰ[310]

(۳۳۱) طبیب اپنی ڈاکٹری اور دوا علاج کے ذریعے پیش آمدہ معاملے کو ٹال نہیں سکتا۔

(۳۳۲) مَا لِلطَّبِيبِ يَمُوتُ بِالدَّاءِ الَّذِي   قَد كَانَ **يُبرِئُ منه** فِيمَا قَد مَضَىٰ[311]

---

٣٠٨ هو خلف بن عباس، أبو القاسم (Albucasis) الزهراوي الأندلسي ــ الطبيب المسلم الشهير، أغزر جراحي العرب علمًا وأكثرهم تجربة، الذي توصَّل إلى استخراج الحصاة من المثانة أو تفتينها، وإجراء عمليات في العين، فضلًا عن بقية أفراد عائلة زهر التي اشتهرت بالطب رجالًا ونساءً.

قال الحُميدي: كان من أهل الفضل والدين والعلم، وعلمه الذي بسق علم الطب، وله فيه كتاب كبير مشهور كبير الفائدة، سماه كتاب التصريف لمن عجز عن التأليف. ذكره ابن حزم وأثنى عليه، وقال: ولئن قلنا: إنه لم يؤلف في الطب أجمع منه للقول والعمل في الطبائع، لنصدقن. مات بالأندلس بعد الأربعمائة. (تاريخ الإسلام - ت بشار ١٦٤/٩-١٦٥، الأعلام للزركلي ٣١٠/٢)

٣٠٩ قاله أبو العتاهية والأبيات في ديوانه /٢٩ وحسن التنبه ١١٠/١، وبهجة المجالس/٨٣، أو ابنُ أسلم كما في سير أعلام النبلاء، ط/ الحديث ٦٣٨/١٨، أو الرَّشِيْدُ بن المَهْدِيّ كما في الدر الفريد ٢٢٨/٢ باختلاف يسير.

٣١٠ وفي بعض المصادر: دفاع مقدور، نحب، مكروه مكان دِفاعَ أمرٍ

٣١١ وفي بعض المصادر: يُبرِئُ جُرحَهُ مكان يُبرِئُ منه

(۳۳۲) طبیب کو کیا ہوا کہ جس بیماری کا (زندگی بھر) علاج کرتا رہا اسی بیماری میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(٣٣٣) مَـاتَ الْمُـدَاوِي وَالْمُـدَاوَىٰ وَالَّذِي جَلَبَ الدَّواءَ وَباعَهُ وَمَنِ اشْـتَرَىٰ[٣١٢]

(۳۳۳) ڈاکٹر بھی، مریض بھی، دوالانے والا، بیچنے والا اور خریدنے والا کوئی بھی موت سے بچ نہ سکا۔

قال أحد[٣١٣]

(٣٣٤) أَلَا يَا أَيُّهَا المَغرُورُ تُبْ مِنْ غَيرِ تَأخِيرٍ فَإِنَّ المَوتَ قَدْ يَأْتِيْ وَلَو صُيِّرْتَ قَارُونَا

(۳۳۴) اے مغرور شخص! جلداز جلد توبہ کر! کیوں کہ موت آکر رہے گی، اگرچہ تو قارون ہی کیوں نہ بن جا۔

(٣٣٥) بِسَلٍّ مَاتَ أفلاطُونُ، لُقْمَانُ بِسِرْسَامٍ وبَطلمُوسُ مَفْلُوجٌ وَ جالِينُوسُ مَطْعُونَا

(۳۳۵) افلاطون سل (TB) کی بیماری میں، لقمان سرسام (Prentiss) میں، بطلموس فالج (Paralysis) میں، اور جالینوس طاعون (Plague) میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوا۔

قال أحدٌ مِن أعداءِ إبنِ سِينا لَمّا مَرِضَ بالقَولَنج[٣١٤]

جب ابن سینا انتڑیوں کے درد میں مبتلا ہوا تو اس کے کسی دشمن نے درج ذیل اشعار کہے:

(٣٣٦) رَأَيْتُ ابْنَ سِينَا يُعَادِي الرِّجَالَ وبِالحَبْسِ مَاتَ أخَسَّ الْمَمَاتِ[٣١٥]

---

٣١٢ وفي بعض المصادر: ذَهَبَ مكان مَاتَ

٣١٣ لم أقف على اسم الشاعر والبيت في روح البيان ١/ ١٤٦ بلا نسبة. وفيه البيت الثاني هكذا:

بسل مات ارسطاليس بقراط بافلاج وافلاطون برسام وجالينوس مبطونا

٣١٤ تاج العروس ٣٥/٢٥٠ وفيه في السجن مات ...، كذا في وفيات الأعيان ٢/١٦٢، وفي مسالك الأبصار ٩/٩٤: بالحبس...، كذا في الوافي بالوفيات ١٢/ ٢٥٢، وعيون الأنباء في طبقات الأطباء/ ٢٤٥.

٣١٥ وَقَوله بِالْحَبْسِ يُرِيد انحباس الْبَطن من القولنج الَّذِي أَصَابَهُ والشفاء والنجاة يُرِيد الْكِتَابَيْنِ من تأليفه وَقصد بهما الجناس فِي الشّعْر.

(۳۳٦) میں نے ابن سینا کو لوگوں سے عداوت کرتے دیکھا اور وہ خود انتڑیوں کے درد میں مبتلا ہو کر بہت بری موت مرا۔

(۳۳۷) فَـلَمْ يَشْـفِ مَـا نَالَهُ بِالشَّـفَا وَلَم يَـنْجُ مِـنْ مَوتِـه بِالنَّجَـاةِ

(۳۳۷) "کتاب الشفاء" کی معلومات اسے شفایاب نہ کرسکی اور نہ ہی "کتاب النجات" کے ذریعے اسے موت سے نجات مل سکی۔

وقال عمرو بن العاص رضي الله عنه[316]

حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں:

(۳۳۸) إِذَا الْمَـرْءُ لَـمْ يَـتْرُكْ طَعَامًـا يُحِبُّـهُ وَلَـمْ يَنْـهَ قَلْبًـا غَـاوِيًا حَيْـثُ يَمَّمَـا

(۳۳۸) جب کوئی شخص پسندیدہ کھانا نہ چھوڑے اور آوارہ دل کو خواہشات سے نہ روکے۔

(۳۳۹) قَضَى ـ وَطَرًا مِنْهُ يَسِـيراً وأصـبَحَتْ إِذَا ذُكِـرَتْ أَمْثَالُهَـا تَمْـلأُ الْفَمَـا

(۳۳۹) وہ تھوڑی سی خواہش پوری کرلے گا اور جب بھی اس کی مماثل چیزوں کا تذکرہ ہو تو اس کے منہ میں پانی آنے لگے، اس کی رال ٹپکنے لگے۔

(۳٤۰) فَلَـيسَ الفَـتَىٰ وَ لَـو أَتَمَّـتْ عُرُوقُـه بِـذِي كَـرَمٍ إلّا بِـأَنْ يَتَكَرَّمَـا[317]

(۳۴۰) کوئی شخص محض اپنے خانوادے کی سخاوت و فیاضی کی بناپر سخی و فیاض نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ خود مذکورہ صفات اختیار نہ کرے۔

وقال ضابئ[318] ....

---

۳۱٦ الدر الفريد: ۳۲۵/۲، وتهذيب الكمال: ۸۳/۲۲، والاستيعاب في معرفة الأصحاب: ۱۱۸۸/۳.

۳۱۷ أتمت عروقه: بلغت تمامها في الكرم.

۳۱۸ هو ضابئ بن الحارث بن أرطأة بن غالب بن حنظلة البرجمي. شاعر، خبيث اللسان، كثير الشر. أدرك النبي ﷺ، وكان قد استعار كلباً من بني جرول فطال مكثه عنده فطالبوه به فامتنع. ثم عرضوا له فأخذوه، فغضب ورماهم بهجاء شنيع، فحبسه عثمان بن عفان، فلم يزل به إلى أن مات، له شعر في الأصمعيات). الأعلام للزركلي ۲۱۲/۳)

...............بن الحارث البرجمي[319]

ضابی بن حارث برجمی کہتا ہے:

(٣٤١) وَرُبَّ أُمُورٍ لا تَضِيرُكَ ضَيرَةً وَلِلْقَلْبِ مِن مَخْشَاتِهِنَّ وَجِيبُ

(۳۴۱) بہت سے کاموں سے ذرا بھی نقصان نہیں پہنچتا لیکن اس کے باوجود دل ان کے خوف و اندیشہ سے مضطرب رہتا ہے۔

(٣٤٢) فَلا خَيرَ فِيمَن لا يُوَطِّنُ نَفسَهُ عَلى نائِباتِ الدَّهرِ حِينَ تَنُوبُ

(۳۴۲) اور ایسے شخص میں کوئی خیر نہیں ہے جو مصیبت کے وقت مصائب زمانہ کا خود کو عادی نہ بنالے۔

(٣٤٣) وَفي الشَّكِّ تَفرِيطٌ وَفي الحَزمِ قُوَّةٌ وَيُخطِئُ في ا لحَدسِ الفَتَىٰ وَيُصِيبُ

(۳۴۳) شک و شبہہ غفلت و کوتاہی کا سبب ہے اور عزم و حوصلہ طاقت و مضبوطی کا ذریعہ ہے، اور اندازہ لگانے میں انسان کبھی چوک جاتا ہے اور کبھی صحیح رائے اختیار کرلیتا ہے۔

قال[320]

(٣٤٤) نَهَارُكَ هَائِمٌ وَلَيلُكَ نَائِمٌ كَذَلِكَ فِي الدُّنيَا تَعِيشُ الْبَهَائِمُ

---

٣١٩ الكامل في اللغة والأدب: ٢٥٣/١، والحماسة البصرية: ٥٧/٢، والأصمعيات: ١٨٣/١، والدر الفريد: ٢٤٦/١٠، والبيان والتبيين: ١٢٩/٢، والتوضيح لشرح الجامع الصحيح: ٥١٨/٢٧ .

٣٢٠ لم أقف على اسم الشاعر والبيت في تفسير القرطبي، ت/التركي ١/ ٣١٩، وقد روي عن عمر بن عبد العزيز في هذا المعنى وهو:

نَهَارُكَ يَا مَغْرُورُ سَهْوٌ وَغَفْلَةٌ وَلَيْلُكَ نَوْمٌ، وَالرَّدَى لك لَازِمُ
تُسَرُّ بِمَا يَبْلَى، وَتُشْغَلُ بِالْمُنَى كَمَا سُرَّ بِالْأَحْلامِ فِي النَّوْمِ نَائِمُ
وَسَعْيُكَ فِيمَا سَوْفَ تَكْرَهُ غِبَّهُ كَذَلِكَ فِي الدُّنْيَا تَعِيشُ البَهَائِمُ

كما في البداية والنهاية، ت/ التركي ٧٠٧/١٢، والدر الفريد ٣٨٣/٩، وسير أعلام النبلاء، ط/الرسالة ١٣٧/٥، وتفسير الطبري، ط/دار التربية والتراث ١٢٦/١٦، وتفسير القرطبي، ت/التركي ١٦/ ٨٠، وشعب الإيمان، ط /الرشد ٢٥٨/١٣، وتاريخ دمشق لابن عساكر ٢٤٣/٤٥، وحلية الأولياء، ط/السعادة ٣١٩/٥ باختلاف يسير، والعمدة لابن رشيق القيرواني/ ٣٨-٣٩.

(۳۴۴) تم دن بھر ادھر ادھر بھٹکتے رہتے ہو اور رات بھر سوتے رہتے ہو، اس طرح تو دنیا میں چوپائے زندگی گزارتے ہیں۔

﴿وقال آخر﴾[۳۲۱]

(٣٤٥) جَـرَى قَـلَمُ الْقَضَـاءِ بِمَـا يَكُـونُ ... فَسَـيَّانِ التَّحَـرُّكُ وَالسُّـكُونُ

(۳۴۵) آئندہ ہونے والے تمام کاموں کی تفصیلات نوشتۂ تقدیر میں قلم بند ہو چکی ہے، لہٰذا حرکت و سکون سب برابر ہے۔

(٣٤٦) جُنُـونٌ مِنْـكَ أَنْ تَسْـعَىٰ لِـرِزْقٍ ... وَيُـرْزَقُ فِي غِشَـاوَتِهِ الْجَنِـينُ

(۳۴۶) رزق کے لیے تمہاری بھاگ دوڑ صرف پاگل پن ہے، جب کہ بچے کو رحم مادر میں بھی رزق ملتا رہتا ہے۔

﴿----------﴾[۳۲۲]

(٣٤٧) مَـا لَا يَكُـونُ فَـلَا يَكُـونُ بِحِـيلَةٍ ... أَبَـدًا وَمَـا هُـوَ كَائِـنٌ سَـيَكُونُ

(۳۴۷) جو کام نہیں ہونا ہے وہ کسی بھی طریقۂ تدبیر سے نہیں ہوگا اور جو کام ہونا طے ہے وہ ہو کر رہے گا۔

(٣٤٨) سَـيَكُوْنُ مَـا هُـوَ كَائِـنٌ فِي وَقْتِـهِ ... وَأَخُـو الجَهَـالَةِ مُتْعَـبٌ مَحْـزُوْنُ

(۳۴۸) جو کام ہونا طے ہے وہ مقررہ وقت پر عنقریب ہو جائے گا، نادان شخص خواہ مخواہ مشقت اٹھاتا ہے اور فکر مند رہتا ہے۔

﴿----------﴾[۳۲۳]

(٣٤٩) لَـوْ كُنْتُ أَجْهَلُ ما عَلِمْتُ لَسَرَّنِي ... جَهْـلِيْ كَمَا قَـدْ سَـاءَنِي مَـا أَعْلَـمُ

---

٣٢١ نسب لأبي الخير الكاتب الواسطي في حياة الحيوان الكبرى ٤٩٠/١، وطبقات المفسرين للداوودي ٣٤١/٢، ونفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب، ت/إحسان عباس ١١٨/٢، ووفيات الأعيان ٢٨٣/٣، أو لابن الرومي كما في أدب الدنيا والدين/٢٢٨، وقد قيل: البيتان في ابن هندو/ ١٨٣ كذا في الدر الفريد ٢١/٦.

٣٢٢ البيتان لعَبْدِ اللّٰهِ بن مُحَمَّدِ بن أَبِي عُيَيْنَةَ المُهَلَّبِيّ كما في الدر الفريد ٢١٨/٩، قد قيل لعلي بن أبي طالبؓ والبيتان في ديوانه، ت/خفاجي/ ١٤٠، ت/الأعلمي/ ١٤٢، ت/المصطاوي/١٤٨.

٣٢٣ البيتان للقاضي ناصح الدين الأرجاني كما في شذرات الذهب ٢٢٥/٦، ووفيات الأعيان ١٥٤/١، وحياة الحيوان الكبرى ٨٤/٢.

(۳۴۹) جو کچھ مجھے معلوم ہے اگر میں اس سے ناواقف رہتا تو یہ ناواقفیت خوشی و مسرت کا سبب بنتی، جیسا کہ واقفیت سے مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے۔

(٣٥٠) كَالصَّـعْوِ يَرْتَـعُ فِي الـرِّياضِ وَإِنَّـما   حُـبِسَ الْهَـزَارُ لأَنَّـهُ يَـتَكَلَّمُ[٣٢٤]

(۳۵۰) جیسا کہ گوریا (ایک پرندہ) باغیچوں میں خوب دانہ چگتی ہے اور بلبل اپنی چہچہاہٹ کی وجہ سے قید کرلی جاتی ہے۔

وقال آخر[٣٢٥]

(٣٥١) أَلَـمْ تَـرَ أَنَّ الْمَـرءَ طُـولَ حَياتِـهِ   مُعَـنّىً بِــأَمرٍ لا يَــزالُ يُعَالِجُــهْ

(۳۵۱) انسان پوری زندگی جس کام میں لگا رہتا ہے اسی میں دشواری کا سامنا کرتا ہے۔

(٣٥٢) يَـدُورُ كَـدُودِ القَـزِّ يَنْسَـجُ دَائِـماً   وَيَهـلِكُ غَمّاً وَسْـطَ مَـا هُـوَ ناسِجُـهْ

(۳۵۲) جیسا کہ ریشمی کیڑا ہر وقت بنتا رہتا ہے اور جو وہ بنتا ہے اس کے اندر ہی گھٹ کر مر جاتا ہے۔

----------[٣٢٦]

(٣٥٣) لَا تَعجَبُـوْا مِـنْ صَـيْدِ صَـعْوٍ بَازِيًا   إِنَّ الأُسُــودَ تُصَــادُ بِالخِرفَــانِ

(۳۵۳) اگر گوریا باز کا شکار کرلے تو تمہیں تعجب نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ شیروں کا شکار میمنوں کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔

(٣٥٤) قَـدْ غَرَقَـتْ أَمْـلَاكَ حِمْـيَرَ فَـأْرَةٌ   وبَعُوضَــةٌ قَتَلَــتْ بَــنِيْ كَنعَــانِ

(۳۵۴) ایک چوہے نے قبیلۂ حمیر کی تمام تر مملکت کو غرق آب کر دیا اور ایک مچھر قبیلۂ بنو کنعان کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنا۔

---

٣٢٤ وفي بعض المصادر: يَتَرَنَّمُ مكان يَتَكَلَّمُ

٣٢٥ وهو أبو الفتح البستي كما في حسن التنبه ٥٤١/١٠، ومعجم الأدباء للحموي ٦٩/١، وحياة الحيوان الكبرى ٤٢٦/١، والمستطرف/٣٦٠.

٣٢٦ البيتان للطَّبرخَزَميّ كما في الدر الفريد ١٦٨/١١، وحياة الحيوان الكبرى ١ /١٨٢، وثمار القلوب للثعالبي/ ٤١٢، وفي يتيمة الدهر ٢٢١/٣ بلا نسبة.

٣٢٧

(٣٥٥) يَا راقِــدَ اللَّيـــلِ مَسْرُـــوراً بِــأَوَّلِهِ   إِنَّ الحَوادِثَ قَـد **يَطرُقنَ** أَسحَـارَا[٣٢٨]

(٣٥٥) اے سونے والے اور رات کے ابتدائی حصے میں خوش و مطمئن رہنے والے ! ہو سکتا ہے رات کے آخری حصے میں حوادث پیش آئیں۔

(٣٥٦) لا تَفــرَحَنَّ بِلَيـــلٍ طَـــابَ أَوَّلُهُ   فَــرُبَّ آخِــرِ لَيــلٍ أَجَّــجَ النَّــارَا

(٣٥٦) تم ایسی رات پر مطمئن نہ ہو جس کا ابتدائی حصہ بڑا خوشگوار ہو کیوں کہ بسا اوقات رات کے آخری حصے میں آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں۔

٣٢٩

(٣٥٧) إذا لَـمْ يُســالِمْكَ الزَّمــانُ فَحَــارِبِ   وَبَاعِــدْ إذا لَــمْ تَنْتَفِــعْ بِالأَقــارِبِ

(٣٥٧) اگر زمانہ تم سے مصالحت پر تیار نہ ہو تو تم بھی جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر اعزۂ و اقارب تمہارے لیے مفید نہ ہوں تو ان سے دوری اختیار کر لو۔

(٣٥٨) وَلا تَحْتَقِــرْ **كَيْــدَ الضَّــعِيفِ** فَــرُبَّمَا   تَمُوتُ الأَفاعِي مِنْ **سُمُومِ** العَقَارِبِ[٣٣٠]

(٣٥٨) اور کمزور و ناتواں کی سازش کو بھی کمتر نہ سمجھو کیوں کہ کبھی کبھی بچھو کے زہر سے زہریلے اژدھے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔

---

٣٢٧ أورد البيتين القرطبي في تفسيره، ت/التركي ٢٢ /٢٠٣ ونسبهما إلى ابن الرومي، والبيتان ليسا في ديوانه وأولهما لمحمد بن حازم الباهلي كما في معجم الشـــعراء للمرزباني/ ٣٢١، أو لعدي بن زيد العبادي كما في التمثيل والمحاضرة للثعالبي/ ٥٣، والدر الفريد ١١ /١٢٣، والبيان والتبيين ١٣٨/٣، وإحياء علوم الدين ٤/ ٢٦٦ بلا نسبة.

٣٢٨ وفي الأصل: قد تعرض مكان يَطرُقنَ، والصواب ما أثبته

٣٢٩ الشـاعر هو عمارة بن عليّ بن زيدان الحكمي كما في مسـالك الأبصـار ٨١/١٦، وفيات الأعيان ٣٣٣/٣، عقد الجمان ١٨/١، خزانة الأدب للحموي ٣١/١، حياة الحيوان الكبرى ١٨٦/٢، المستطرف/٣٦٥.

٣٣٠ وفي بعض المصادر: كَيْدًا ضَعِيفًا مكان كَيْدَ الضَّعِيفِ، حِمام مكان سُمُومِ

قال آخر[٣٣١]

(٣٥٩) سَأَعمَلُ نَصَّ الْعِيْسِ حَتّى يَكُفَّنِي غِنَى المَالِ يَوماً أَو غِنَى الحَدَثانِ[٣٣٢]

(۳۵۹) میں اونٹنیوں پر سفر کروں گا یہاں تک کہ مجھے مال ودولت کا حصول یا حوادث ایام کا وقوع روک دے۔

(٣٦٠) فَلَلمَوتُ خَيرٌ مِن حَياةٍ يُرَى لَها عَلَى المَرْءِ ذِي الْعَلْيَاءِ مَسُّ هَوَانِ[٣٣٣]

(۳۶۰) بلند ہمت شخص کے لیے ایسی زندگی سے جس میں ذلت ورسوائی کا سامنا ہو موت اچھی ہے۔

(٣٦١) مَتَى يَتَكَلَّمْ يُلْغَ حُكْمُ مَقَالِهِ وَإِنْ لَمْ يَقُلْ قَالُوا عَدِيمُ بَيَانِ[٣٣٤]

(۳۶۱) اگر وہ کچھ کہے تو اس کی بات کاٹ دی جائے اور اگر کچھ نہ کہے تو خاموشی کا طعنہ دیا جائے۔

(٣٦٢) كَأَنَّ الغِنَىٰ عَن أَهلِهِ بورِكَ الغِنَىٰ بِغَيرِ لِسَانٍ ناطِقٌ بِلِسَانِ

(۳۶۲) گویا کہ مال داری بغیر زبان کے بھی مال داروں کی طرف سے بولنے والی زبان ہے۔

قال آخر[٣٣٥]

(٣٦٣) فَمَنْ يَحْمَدِ الدُّنْيا لِشَيءٍ يَنَالُهُ فَسَوفَ لَعَمْرِي عَن قَرِيبٍ يَلُومُهَا[٣٣٦]

(۳۶۳) اور جو شخص کسی چیز کے حصول پر دنیا کی تعریف کرے، تو میری جان کی قسم عنقریب وہ دنیا کو ملامت کرے گا۔

(٣٦٤) إذا أَدبَرَتْ كَانَت عَلَى المَرءِ حَسرَةً وَإِن أَقبَلَتْ كَانَتْ كَثِيراً هُمُومُها

---

٣٣١ نسبت هذه الأبيات إلى أعرابي من باهلة كما في عيون الأخبار لابن قتيبة ٣٤٣/١ والكامل في اللغة والأدب ٢٥٠/١، وبهجة المجالس/٢٤٢، والعقد الفريد ٣٤٥/٢.

٣٣٢ وفي بعض المصادر: نَصَّ العيسِ مكان نَسَّ الْعِيْسِ

٣٣٣ وفي بعض المصادر: الطرف الثاني من الميت الثاني هكذا:

.... عَلى الحُرِّ بالإقلالِ وَسمُ هَوَانِ

٣٣٤ وفي بعض المصادر: حُسنُ كَلامِهِ مكان نُحُكْمُ مَقَالِهِ

٣٣٥ وهو علي بن أبي طالبؓ كما روي عن الحسين بن عليؓ في تاريخ دمشق لابن عساكر ١٩٧/٢٠، والبيتان في ديوانه، ت/خفاجي / ١٣٣، وأوردهما الغزالي في إحياء علوم الدين ٤/ ٢٦٥ بدون نسبة.

٣٣٦ وفي بعض المصادر: لِعَيشٍ يَسُرُّهُ مكان لِشَيءٍ يَنَالُهُ،قليلٍ مكان قَرِيبٍ

(۳٦٤) جب دنیا کسی سے بے رخی اختیار کرتی ہے تو اسے بڑی حسرت و ندامت ہوتی ہے، لیکن اگر متوجہ ہوتی ہے تو اپنے ساتھ رنج و غم کی سوغات بھی لاتی ہے۔

قال أبو العتاهية[337][338]

ابو العتاہیہ کہتا ہے:

(٣٦٥) إذا انقطَعَتْ عَنِّيْ مِنَ العَيشِ مُدَّتِيْ فَـإِنَّ بُـكَاءَ البَاكِيـاتِ قليـلُ[339]

(۳٦۵) جب میری زندگی کی مدت تمام ہو جائے گی تو رونے والیوں کا رونا کیا فائدہ پہنچائے گا۔

(٣٦٦) سَـيُعرَضُ عَن ذِكْرِيْ وَتُنْسَىْ مَوَدَّتِيْ وَيَحْـدُثُ بَعْـدِيْ لِلخَلِيـلِ خَلِيـلُ

(۳٦٦) میرا تذکرہ تک نہیں کیا جائے گا اور میری الفت و محبت کو فراموش کر دیا جائے گا اور میرے بعد کوئی نیا محبوب اختیار کر لیا جائے گا۔

(٣٦٧) أَجَلَّكَ قَومٌ حينَ صِرْتَ إلى الغِنَىٰ وَكُلُّ غَـنِيٍّ فِي العُيُـونِ جَلِيـلُ

(۳٦۷) جب تم مالدار ہو جاؤ گے تو لوگ تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے، اور ہر مالدار لوگوں کی نظروں میں قابل قدر ہوتا ہی ہے۔

(٣٦٨) وَلَـيسَ الغِـنَىٰ إلّا غِنـاً زَيَّـنَ الفَـتَىٰ عَشـِيَّةَ يَقْـرِيْ أَو غَـداةَ يُنِيـلُ

---

٣٣٧ هو إسماعيل بن القاسم بن سويد أبو إسحاق الشهير بأبي العتاهية العيني، العنزي بالولاء،(١٣٠هـ-٢١١هـ/٧٤٧م-٨٢٦م) ولد في عين التمر بقرب الكوفة، ونشأ في الكوفة، وسكن بغداد. وكان في بدء أمره يبيع الجرار فقيل له الجرار ثم اتصل بالخلفاء وعلت مكانته عندهم. وهجر الشعر مدة، فبلغ ذلك المهدي العباسي، فسجنه ثم أحضره إليه وهدده بالقتل أو يقول الشعر ! فعاد إلى نظمه، فأطلقه. وأخباره كثيرة. توفي في بغداد، شاعر مكثر، سريع الخاطر، في شعره إبداع. كان ينظم المئة والمئة والخمسين بيتاً في اليوم، حتى لم يكن للإحاطة بجميع شعره من سبيل. وهو يعد من مقدمي المولدين، من طبقة بشار وأبي نواس وأمثالها. وكان يجيد القول في الزهد والمديح وأكثر أنواع الشعر في عصره. جمع الإمام إبن عبد البر القرطبي ما وجد من زهدياته وشعره في الحكمة والعظة في مجلد. (الحيوان ٤٦٨/٧، العقد التليد/٢٥١، الأعلام للزركلي ٣٢١/١)

٣٣٨ والأبيات في ديوانه / ٣٥٦، ووفيات الأعيان ٢٢٢/١، والبداية والنهاية، ت/التركي ١٢٢/١١، والدر الفريد ٣٧٥/٢.

٣٣٩ وفي بعض المصادر: غَناءَ مكان بُكَاءَ

(٣٦٨) لیکن اصل مالداری تو وہ ہے جو انسان کی زینت کا سبب بنے کہ وہ رات میں مہمان نوازی کرے اور دن میں بھی داد و دہش کرتا رہے۔

(٣٦٩) وَلَـم يَفتَقِـر يَومـاً وَإِن كانَ مُعـدِماً   جَـوادٌ وَلَـم يَسـتَغنِ قَـطُّ بَخِيـلُ

(٣٦٩) اور سخی و فیاض شخص مفلسی کے باوجود پریشان نہیں ہوتا اور بخیل شخص کبھی بے نیاز (مطمئن) نہیں ہو سکتا۔

[وَمَن ذا الَّذِي يَنجُو مِنَ الناسِ سالِماً   وَلِلنـاسِ قـالٌ بِالظُنـونِ وَقِيـلُ]

[اور لوگوں کی عیب جوئی سے کون محفوظ رہ سکتا ہے، لوگ تو صرف شکوک و شبہات، گمان و اندیشوں کی بنیاد پر بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں۔

﴿قال الأصمعي﴾[340][341]

امام اصمعی کہتے ہیں:

(٣٧٠) شِـفَاءُ **العِيِّ** طُـوْلُ السُّـؤَالِ وَإِنَّمَـا   تَمَامُ **العِيِّ** طُوْلُ السُّكُوتِ عَلَى الجهْلِ[342]

(٣٧٠) ناواقفیت کا علاج کثرت سے سوال کرنا ہے اور جہالت کی انتہا معلوم نہ ہونے کے باوجود خاموش رہنا ہے۔

---

٣٤٠ هو عبد الملك بن قريب بن عبد الملك بن علي بن أصمع الباهلي الأصمعي (١٢١ هـ- ٢١٦ هـ/ ٧٤٠ - ٨٣١ م) راوية العرب، وأحد أئمة العلم باللغة والشعر والبلدان. مولده ووفاته في البصرة. كان كثير التطواف في البوادي، يقتبس علومها ويتلقى أخبارها، ويتحف بها الخلفاء، فيكافأ عليها بالعطايا الوافرة. أخباره كثيرة جداً. وكان الرشيد يسميه شيطان الشعر.

قال الأخفش: ما رأينا أحداً أعلم بالشعر من الأصمعي. وقال أبو الطيب اللغوي: كان أتقن القوم للغة، وأعلمهم بالشعر، وأحضرهم حفظاً. وكان الأصمعي يقول: أحفظ عشرة آلاف أرجوزة. وللمستشرق الألماني وليم أهلورد كتاب سماه الأصمعيات جمع فيه بعض القصائد التي تفرد الأصمعي بروايتها. (الأعلام للزركلي ١٦٢/٤)

٣٤١ أورده إبن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله/٣٨٠، وفي الدر الفريد ٣٣٦/٧، وأدب الدنيا والدين/٥٩،بنسبته إلى بشار بن برد، والبيت في ديوان بشار بن برد/ ١٣٢.

٣٤٢ وفي بعض المصادر: العَمَى مكان العيِّ

قال أحد[٣٤٣]

(٣٧١) قَدْ عِشْتُ فِي الدّهرِ أطوَاراً عَلَىٰ طُرُقٍ ... شَتَّىٰ وقَاسَيْتُ فِيه اللِّينَ والفَظَعَا[٣٤٤]

(۳۷۱) میں نے لوگوں کے درمیان زندگی کے مختلف احوال دیکھیں ہیں، بعض مرتبہ نرمی کا تجربہ ہوا اور بعض مرتبہ سختی کا سامنا کرنا پڑا۔

(٣٧٢) كُلاًّ بَلُوتُ فَلَا النّعْمَاءُ يُبْطِرُنِي ... ولَا تَخَشَّعْتُ مِن لَأْوَائِه جَزَعا[٣٤٥]

(۳۷۲) میں تمام حالات کو پرکھ چکا ہوں، چنانچہ نہ تو ناز و نعم کی زندگی مجھے مغرور بناتی ہے اور نہ ہی مفلسانہ زندگی کا خوف مجھے ذلت و عاجزی اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

(٣٧٣) لَا يَمْلَأُ الهَولُ صَدْرِي قَبْلَ مَوقِعِهِ ... ولَا أضِيقُ بِه ذَرْعاً إذا وَقَعَا[٣٤٦]

(۳۷۳) مصیبت کے آنے سے قبل میرا دل گھبراتا نہیں ہے اور نہ ہی مصیبت آنے کے بعد میں حیرانی و پریشانی میں مبتلا ہوتا ہوں۔

قال علي بن الجهم[٣٤٧][٣٤٨]

علی بن جہم کہتا ہے:

---

٣٤٣ وهو عبد العزيز بن زرارة كما في العقد الفريد ٦/١١٢، ونهاية الأرب ٢٠/٢٦٩، وقد قيل لمعاوية بن أبي سفيانؓ والأبيات في ديوانه/٨٦ باختلاف الألفاظ، والحماسة المغربية/٤٠٥، والدر الفريد ١١ /٢٥٣، وأمالي القالي ٢/٣٠٣.

٣٤٤ وفي بعض المصادر: ألوانا على خلق مكان أطوَاراً عَلَىٰ طُرُقٍ، والطبعا مكان والفَظَعَا

٣٤٥ في بعض المصادر: لمكروهها مكان لَأوَائِه

٣٤٦ وفي بعض المصادر: الأَمْرُ مكان الهَولُ

٣٤٧ هو علي بن الجهم بن بدر(١٨٨هـ-٢٤٩هـ/٨٠٣م-٨٦٣م)، أبو الحسن، من بني سامة، من لؤي بن غالب. شاعر، رقيق الشعر، أديب، من أهل بغداد. كان معاصراً لأبي تمام، وخص بالمتوكل العباسي. ثم غضب عليه المتوكل، فنفاه إلى خراسان، فأقام مدة. وانتقل إلى حلب، ثم خرج منها بجماعة يريد الغزو، فاعترضه فرسان من بني كلب، فقاتلهم، وخرج ومات من جراحه. له ديوان شعر. (الأعلام للزركلي ٤/٢٦٩)

٣٤٨ لباب الآداب للثعالبي/١٥٠، وطبقات الشعراء لابن المعتز/٣٢١، والعقد الفريد ١/٢٤٢، وأدب الدنيا والدين/٣٣٢، وإحياء علوم الدين ٢/ ٢٩٥، والتحرير والتنوير ١٨/٥٦، وتفسير الرازي ٢٣/٢٤٦، وروح المعاني ٩/٢٣٣.

(٣٧٤) هِيَ النَّفْسُ ما حَمَّلتَها تَتَحَمَّلُ وَلِلدَّهرِ أَيّامٌ تَجُورُ وَتَعدِلُ

(۳۷۴) تم اس نفس کو جس چیز کا عادی بناؤگے یہ اسے قبول کرلے گا، اور زمانے کے مراحل بہت ہیں، کبھی ظلم و جور تو کبھی عدل وانصاف۔

(٣٧٥) وعاقِبَةُ الصَّبْرِ الجميلِ جَميلَةٌ وأَكْمَلُ أَخلاقِ الرِّجالِ التَّحَمّلُ[٣٤٩]

(۳۷۵) صبر جمیل کا نتیجہ بہت ہی خوب صورت ہے، اور انسان کا کمال اخلاق تحمل و برداشت کا وصف ہے۔

(٣٧٦) وَلَا عَارَ أَن زالَتْ عَنِ المَرْءِ نِعمَةٌ وَلكِنَّ عَاراً أَن يَزُولَ التَّجَمُّلُ[٣٥٠]

(۳۷۶) اور اگر انسان سے کوئی نعمت چھن جائے تو کوئی عیب کی بات نہیں ہے، عیب کی بات تو یہ ہے کہ وہ صبر جمیل کی نعمت سے محروم ہو جائے۔

(٣٧٧) وما المالُ إلّا حسرَةٌ إن تَرَكتَهُ وغُنمٌ إذا قَدَّمتَهُ مُتعَجَّلُ

(۳۷۷) اگر تم مال و دولت چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے تو حسرت و ندامت ہی تمہارا مقدر ہے، اور اگر تم نے اسے آگے پہنچادیا تو وہ پیشگی ذریعۂ نفع و باعث ثواب ہے۔

ولَمَّا أنشَدَ إبنُ الجهْمِ هٰذِهِ الأبياتِ عِندَ المُتَوَكِّلِ كَانَ فِي يَدَيهِ جوهَرَتَانِ فأعطَاهُ الَّتِي فِي يَمِينِهِ، فأطْرَقَ مُتَفَكِّراً فِي شَيْءٍ يقُولُ لِيَأخُذَ الَّتِي فِي يَسَارِهِ، فقَالَ: مَا بَالُكَ تُفَكِّرُ، إنَّمَا تُفَكِّرُ فِيمَا تَأخُذُ بِهِ الأُخرىٰ، خُذْهَا لَا بُورِكَ فِيها.[٣٥١]

جب ابن جہم نے خلیفہ متوکل کے دربار میں یہ اشعار پڑھے تو اس وقت اس کے ہاتھوں میں قیمتی جواہرات تھے، تو اس نے اپنے دائیں ہاتھ کے جواہرات ابن جہم کو دے دیے، تو وہ سر جھکائے سوچنے لگا کہ کچھ ایسا پڑھے جس کے ذریعے اسے بائیں ہاتھ کے جواہرات بھی حاصل ہو جائے، تو

---

٣٤٩ وفي بعض المصادر: وَأَفضَلُ مكان وأَكْمَلُ، التَفَضُّلُ مكان التَّحَملُ

٣٥٠ وفي بعض المصادر: الحُرّمكان المَرْءِ

٣٥١ العقد الفريد ٢٧٢/١ .

خلیفہ متوکل نے پوچھا: کیا سوچ رہے ہو! کیا تم دیگر جواہرات کے بارے میں سوچ رہے ہو؟ چلو لے لو، اللہ اس میں برکت نہ دے۔

وقال الحسين بن المطير الأسدي [352] [353]

حسین بن مطیر اسدی کہتا ہے:

(٣٧٨) وَقَـدْ تَغْـدِرُ الدُّنْيـا فيُضْـحِي غَنِيُّهـا فَقِـيراً وَيَغْـنَىٰ بَعْـدَ بُـؤْسٍ فَقِيرُهـا

(۳۷۸) بسا اوقات دنیا دھوکا دے جاتی ہے، جس کے نتیجے میں مالدار محتاج ہو جاتا ہے اور محتاج مفلسی کے بعد مالدار ہو جاتا ہے۔

(٣٧٩) وَلاَ تَقْـرَبِ الأَمْـرَ الحَـرَامَ فإنَّـهُ حَلاوَتُـهُ تَفْـنَىٰ وَيَبْقَـىٰ مَرِيرُهـا

(۳۷۹) چنانچہ حرام کام کے قریب نہ بھٹکو، کیوں کہ اس کی لذت وحلاوت فانی ہے، لیکن اس کی کڑواہٹ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

(٣٨٠) وَكَمْ قَـدْ رَأَيْنَـا مِـنْ تَكَـدُّرِ عِيشَـةٍ وَحـالٍ صَـفَا بَعْـدَ اكْـدِرَارٍ غَـدِيرُها

(۳۸۰) اور ہم نے بارہا زندگی کا تلخ اور مکدر ہونا دیکھا ہے اور پھر اس کے بعد اس کی لذت وشیرینی اور رونق بھی دیکھی ہے۔

(٣٨١) فَمَنْ يَتَّبِعْ مَا يُعْجِبُ النَّفْسَ لَمْ يَزَلْ مُطِيعـاً لَهـا في فِعْـلِ شَيْءٍ يَضِـيرُها

(۳۸۱) اور جو شخص اپنی پسندیدہ چیزوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے وہ اپنے نفس کی اطاعت کرتے ہوئے خود کو نقصان پہنچانے والا کام بھی کر گزرتا ہے۔

(٣٨٢) فنَفْسَـكَ اكْـرِمْ عَـنْ أُمُـورٍ كَثِـيرَةٍ فَـما لَكَ نَفْـسٌ بَعْـدَها تَسْـتَعِيرُها

---

٣٥٢ هو الحسين بن مطير بن مكمل الأسدي، (١٧٠هـ-٧٨٦م) شاعر متقدم في القصيد والرجز، من مخضرمي الدولتين الأموية والعباسية. له أماديح في رجالها. وكان زيه وكلامه كزي أهل البادية وكلامهم. وفد على معن بن زائدة لما ولي اليمن، فمدحه. ولما مات معن رثاه. (معجم الأدباء ١١٥٧/٣، الأعلام للزركلي ٢٦٠/٢)

٣٥٣ ديوان المعاني ٢/١، والمحاسن والمساوئ ١٢٦/١.

(۳۸۲) لہٰذا تم خود کو تمام (برے) کاموں سے دور رکھو، کیوں کہ اس کے بعد کوئی دوسری جان مستعار ملنے والی نہیں ہے۔

﴿قال عبد الصمد بن المعذل[٣٥٤]﴾[٣٥٥]

عبد الصمد بن المعذل کہتا ہے:

(٣٨٣) تُكَلِّفُــنِي إِذْلالَ نَفْسِي لِعِزِّهَــا وَهَــانَ عَلَيْهَــا أَنْ أُهَــانَ لِتُكْرَمَــا

(۳۸۳) میری بیوی اپنی عزت و وقار کی خاطر مجھے خود کو ذلیل و رسوا کرنے پر مجبور کرتی ہے اور اس کے لیے یہ بالکل معمولی بات ہے کہ میں اس کی عزت کی خاطر ذلت برداشت کروں۔

(٣٨٤) تَقُولُ سَلِ الْمَعْرُوفَ يَحْيَى بْنَ أَكْثَمَ فَقُلْتُ سَلِيهِ رَبَّ يَحْيَى بْنِ أَكْثَمَا

(۳۸۴) وہ مجھ سے مطالبہ کرتی ہے کہ میں یحییٰ بن اکثم سے داد و دہش کا سوال کروں، تو میں اس سے کہتا ہوں کہ داد و دہش یحییٰ بن اکثم کے رب سے مانگ۔

﴿قال آخر﴾[٣٥٦]

(٣٨٥) إِذَا ضَيَّقْتَ أَمْرًا ضَاقَ جِدًّا وَإِنْ هَوَّنْتَ مَا قَدْ عَزَّ هَانَا[٣٥٧]

---

٣٥٤ هو عبد الصمد بن المعذل بن غيلان بن الحكم العبدي القيسي- (٢٤٠هـ-٨٥٣م) أبو القاسم. من بني عبد القيس، ولد ونشأ في البصرة، من شعراء الدولة العباسية. كان هجاءاً، شديد العارضة سكيراً خميراً. (الوافي بالوفيات ٢٧٥/١٨، تاريخ الأدب العربي لشوقي ضيف ٣٦٦/٣، الأعلام للزركلي ١١/٤)

٣٥٥ الكامل في اللغة والأدب ٣/٢، ولباب الآداب للثعالبي/١٨٢، والمجالسة وجواهر العلم ١٤٩/٢، والدر الفريد ٥ / ٢١٢، وعيون الأخبار ٢٠٩/٣، وفي بهجة المجالس/١٢٠: وقال عبد الصمد بن المعذَّل في حين قدوم يحيى بن أكثم البصرة، قالت له امرأته لو أتيته فسألته، فقال: هذين البيتين......

٣٥٦ لم أقف على الشاعر والأبيات في الدر الفريد ١٩/٣، والكامل في اللغة والأدب ٢٦٨/١، وبهجة المجالس ٢٥٣/١، وعيون الأخبار ٢٠/٣، من غير نسبة.

٣٥٧ وفي بعض المصادر: زَادَ ضِيقًا مكان ضَاقَ جدًّا

(۳۸۵) تم جس کام کو مشکل سمجھتے ہو تو وہ اور مشکل ہو جاتا ہے اور جب آسان سمجھتے ہو تو مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔

(٣٨٦) فَلَا تَهْلِكْ لِشَيْءٍ فَاتَ يَأْسًا   وَكَمْ أَمْرٍ تَصَعَّبَ ثُمَّ لَانَا[٣٥٨]

(۳۸۶) لہٰذا تم کوئی کام نہ ہونے کی وجہ سے مایوس ہو کر خود کو ہلاک نہ کرو، کتنے ہی معاملات شروع میں مشکل لگتے ہیں لیکن بعد میں آسانی سے مکمل ہو جاتے ہیں۔

(٣٨٧) سَأَصْبِرُ مِنْ رَفِيْقِي إِنْ جَفَانِي   عَلَى كُلِّ الأَذَى إِلَّا الهَوَانَا

(۳۸۷) اگر میرا دوست مجھ سے بے رخی اختیار کر لے تو میں اس کی جانب سے ذلت و رسوائی کے علاوہ ہر تکلیف پر صبر کر لوں گا۔

(٣٨٨) فَإِنَّ المَرءَ يَجْزَعُ فِي خَلَاءٍ   وَإِنْ حَضَرَ الجَمَاعَةَ أَنْ يُهَانَا

(۳۸۸) اور انسان خلوت و جلوت ہر حالت میں ذلت و رسوائی برداشت کرنے سے گھبراتا ہے۔

﴿وقال عمرو بن مالك الحارثي﴾[٣٥٩][٣٦٠]

عمرو بن مالک حارثی کہتا ہے:

(٣٨٩) الحِرْصُ لِلنَّفْسِ فَقْرٌ وَالقُنُوعُ غِنًى   وَالقُوْتُ إِنْ قَنِعَتْ بِالقُوْتِ مُجْزِيْهَا

(۳۸۹) حرص و لالچ انسان کے لیے گویا فقر ہے اور قناعت پسندی مالداری ہے اور اگر انسان قناعت پسند ہو تو بقدر کفاف روزی ہی کافی ہے۔

(٣٩٠) وَالنَّفْسُ لَوْ أَنَّ مَا فِي الأَرْضِ حِيزَ لَهَا   مَا كَانَ إِنْ هِيَ لَمْ تَقْنَعْ بِكَافِيْهَا

---

٣٥٨ وفي بعض المصادر: غمًّا مكان يأسًا

٣٥٩ لم أقف على ترجمته

٣٦٠ كذا في التذكرة الحمدونية ٣/ ١٢٦، حماسة البحتري/ ٢٢٦، والدر الفريد ٤/ ٢٩، وصيد الأفكار ١/ ٣٣٨، ونهاية الأرب ٣/ ٣٢٢.

(۳۹۰) اور اگر انسان قناعت پسند نہ ہو تو پوری دنیا کا مال و متاع، ساز و سامان بھی جمع کر دیا جائے تب بھی اس کے لیے کافی نہیں ہو گا۔

وقال أبو العَتاهِية [٣٦١]

ابو العتاہیہ کہتا ہے:

(٣٩١) أيَا مَنْ عَاشَ فِي الدُّنْيَا طَوِيلًا وأفْنَىٰ العُمرَ في قِيلٍ وقَالِ

(۳۹۱) اے وہ شخص جس نے دنیا میں لمبا عرصہ گزارا اور اپنی تمام عمر قیل و قال، بکواس و کٹ حجتی میں ضائع کر دی۔

(٣٩٢) وأتْعَبَ نَفْسَهُ فِيمَا سَيَفْنَىٰ وجَمَّعَ مِن حَرَامٍ أو حَلَالِ

(۳۹۲) اور جس نے عنقریب فنا ہونے والی دنیا کے چکر میں پڑ کر خود کو پریشانی میں ڈالا اور بلا تفریق حلال و حرام مال جمع کیا۔

(٣٩٣) هَبِ الدُّنيا تُقَادُ إليكَ عَفْوًا أليسَ مَصِيرُ ذَاكَ إلَى الزَّوَالِ؟

(۳۹۳) فرض کرو کہ آرام و عافیت سے تمہیں دنیا مل بھی جائے تو کیا یہ کبھی فنا نہیں ہو گی۔

وقال محمد بن عبد الرحمن العطوي [٣٦٢] [٣٦٣]

محمد بن عبد الرحمن عطوی کہتا ہے:

(٣٩٤) تَرَى الدُّنْيَا وَزَهْرَتَهَا فَتَصْبُو وَمَا يَخْلُو مِنَ الشَّهَوَاتِ قَلْبُ

---

٣٦١ والبيت الثالث في ديوانه / ٣٣٨، والبقية نسبت إليه في المستطرف /٨٣، ومجاني الأدب ٢/ ٢٢، وجواهر الأدب ٢/ ٤٨٢.

٣٦٢ هو محمد بن عطية، أبو عبد الرحمن الشاعر العطوي، وقيل: هو ابن عبد الرحمن بن عطية. بصري يعد من متكلمي المعتزلة وكان يذهب مذهب الحسين النجار، اتصل بابن أبي دؤاد فحظي عنده وهو حسن الأشعار جيد الأوصاف. قال المبرد: كان ظاهر الدمامة والوسخ مقترا عليه منهوما بالنبيذ وله فيه وفي الصبوح أشعار كثيرة. (تاريخ بغداد وذيوله ط العلمية ٣/٣٥٤، لسان الميزان، ت/ أبي غدة ٧/٣٤٩)

٣٦٣ لم أجد هذه الأبيات منسوبة إليه وهي لمحمد بن محمد بن أحمد أبي الحسن البُصروي كما في معجم البلدان ٤٤٢/١، ومرآة الزمان ٢٨١/١٨، والبداية والنهاية،ت/التركي ٤٢٠/١٥، والنجوم الزاهرة ٥٢/٥.

(۳۹۴) تم دنیا کی چمک دمک اور اس کی آسائش دیکھ کر اس کی طرف مائل ہونے لگتے ہو اور کوئی بھی دل خواہشات سے پاک نہیں ہوتا۔

(٣٩٥) ولكِــنْ فِي خلَائِقِهــا نِفَــارٌ ومَطلَبُهَــا بِغَــيرِ الحَــظِّ صَــعْبُ

(۳۹۵) لیکن دنیا کے مزاج و عادت میں تنفر پایا جاتا ہے اور قسمت و مقدر کے بغیر اس کا حصول بڑا مشکل ہے۔

(٣٩٦) كَثِــيرًا مَــا نَلُــومُ الدَّهــرَ فِيمَــا يَمُــرُّ بِنَــا ومَــا لِلدَّهْــرِ ذَنْــبُ

(۳۹۶) ہم اکثر موجودہ حالات کو لیکر زمانے کو لعن طعن کرتے ہیں حالاں کہ زمانے کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔

(٣٩٧) ويَعتِــبُ بَعْضُــنَا بَعْضًــا ولَــولَا تَعُــذُّرُ حَاجَــةٍ مَــا كَانَ عَتْــبُ

(۳۹۷) اور ہم ایک دوسرے کو لعن طعن کرتے رہتے ہیں حالاں کہ اگر کام نہ اٹکتے تو کوئی ملامت و ناراضی نہ ہوتی۔

(٣٩٨) فُضُــولُ الْعَــيْشِ أَكْثَرُهَــا هُمُــومٌ وَأَكْــثَرُ مَــا يَضُرُّــكَ مَــا تُحِــبُّ

(۳۹۸) زندگی کے فضول ساز و سامان اکثر رنج و الم کا سبب بنتے ہیں اور اکثر محبوب و پسندیدہ چیز ہی تمہیں نقصان پہنچاتی ہے۔

(٣٩٩) فَــلَا يَغْــرُرْكَ زُخْــرُفُ مَــا تَــرَاهُ وَعَــيْشٌ لَــيِّنُ الْأَعْطَــافِ رَطْــبُ

(۳۹۹) اور دنیا کی آسائش و زیبائش، آسودہ و خوشحال زندگی کہیں تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔

(٤٠٠) فَتَحْــتَ صُــدُورَ قَــومٍ وَأَنْــتَ فِــيهِم صَحِــيحُ الــرَّأْيِ دَاءٌ لَا يُطَــبُّ

(۴۰۰) اور لوگوں کے دلوں کو خوش رکھتے ہوئے صحیح رائے پر قائم رہنا، ایک لاعلاج بیماری ہے۔ (یعنی اگر صحیح رائے اختیار کروگے تو لوگ خوش نہیں رہیں گے)

(٤٠١) إِذَا مَــا بُلْغَــةٌ جَاءَتْــكَ عَفْــوًا فَخُــذْهَا فَــالْغِنَى مَرْعَــى وَشُرْبُ

(۴۰۱) اگر تمہیں آسانی کے ساتھ بقدر کفاف رزق حاصل ہو جائے تو اسے (خوشی کے ساتھ) قبول کرلو، کیوں کہ کھانے پینے کا انتظام ہی اصل مالداری ہے۔

(٤٠٢) إِذَا اتَّفَــقَ الْقَلِيــلُ وَفِيــهِ سَــلْمٌ فَــلَا تُــرِدِ الْكَثِــيرَ وَفِيــهِ حَــرْبُ

(۴۰۲) اگر تمہیں صلح کے ساتھ تھوڑا فائدہ حاصل ہو جائے تو تم جنگ کے ساتھ زیادہ فائدے کی تمنا نہ کرو۔

كَانَ حَاتِمُ الطَّائِيْ[٣٦٤] المَعرُوفُ بِالجُودِ والسَّخَاءِ وشَاعِراً مُظَفَّراً عَلَى الأعْدَاءِ، إذا قَاتَلَ غَلَبَ، وإذا غَنِمَ نَهَبَ، وإذا سُئِلَ وَهَبَ، وإذا ضَرَبَ بالقِدَاحِ فَازَ وسَبَقَ، وإذَا أَسِرَ أطلَقَ، وكَانَ أقَرَّ ألَّا يَقْتُلَ وَاحِدَ أُمِّهِ، ولَمَّا بَلَغَهُ شِعْرُ الْمُتَلَمِّسِ الضبعي[٣٦٥،٣٦٦]:

حاتم طائی اپنی سخاوت و فیاضی اور دریا دلی کی وجہ سے معروف و مشہور ہے، اور شعری ذوق بھی رکھتا تھا، دشمنوں کے خلاف ہمیشہ کامیاب رہا، جب بھی جنگ کی اسے ہی غلبہ حاصل ہوا، جب مال غنیمت کا وقت آیا تو خوب حاصل کیا، جب بھی کسی نے اس سے سوال کیا تو اس نے نوازش کی، جب بھی جوا کھیلا، تو کامیابی سے ہم کنار ہوا، کسی کو قیدی بنایا تو بغیر کسی تاوان کے آزاد کیا، اور اس نے یہ طے کر رکھا تھا کہ کسی ماں کے اکلوتے بیٹے شخص کو قتل نہیں کرے گا۔

اور جب اس کو متلمس ضبعی کے درج ذیل اشعار پہنچے:

(٤٠٣) وَأَعْــلَمُ عِــلْمَ حَـــقٍّ غَـيرَ ظَــنٍّ وَتَقْــوَىٰ اللهِ مِـــن خَـيرِ العَتَــادِ

(۴۰۳) مجھے کامل و مکمل یقین ہے کہ سب سے بہتر تیاری تقوائے الٰہی ہے۔

(٤٠٤) لَحِفْــظُ المَــالِ **خَـيرٌ** مِــن بُغَــاهُ وطَــوف في الــبِلادِ بِغَــيرِ زادِ[٣٦٧]

(۴۰۴) یقیناً مال کی تلاش و جستجو اور اس کے لیے توشہ کے بغیر ملکوں میں گھومنے پھرنے سے بہتر ہے کہ موجودہ مال کی حفاظت کی جائے۔

(٤٠٥) قَلِيــلُ المَــالِ تُصْــلِحُهُ فَيَبْقَــىٰ وَلا يَبقَـىٰ الكَثِـيرُ مَـعَ الفَسَــادِ[٣٦٨]

---

٣٦٤ هو حاتم بن عبدالله بن سعد بن الحشرج بن امرئ القيس بن عدي بن أخزم بن أبي أخزم، ويكنى أبا سفانة وأبا عدي، وقد أدرك سفانة وعدي الإسلام فأسلما. فارس جواد يضرب المثل بجوده، كان من أهل نجد، وزار الشام فتزوج ماوية بنت حجر الغسانية، ومات في عوارض (جبل في بلاد طيء). له ديوان . (الأعلام للزركلي ١٥١/٢)

٣٦٥ هو جرير بن عبد العزّي أو عبد المسيح من بني ضُبَيعة، من ربيعة. شاعر جاهلي، من أهل البحرين، وهو خال طرفة بن العبد، كان ينادم عمرو بن هند مَلِك العراق ثم هجاه، فأراد عمرو قتله ففرَّ إلى الشام، ولحق بآل جفنة ومات ببصرى، له ديوان شعر، فيه ما بقي من شعره. (الحيوان ٤٧٧/٧، الأعلام للزركلي ١١٩/٢)

٣٦٦ والأبيات في ديوانه /١٧٢-١٧٣

٣٦٧ وفي بعض المصادر: أيسَرُ مكانخَيرٌ، وَسَيرٍ مكان وطوف

٣٦٨ وفي بعض المصادر: وَإصلاحُ القَليلِ يَزيدُ فيهِ مكانقَليلُ المَالِ تُصْلِحُهُ فَيَبْقَى

(۴۰۵) اگر تم تھوڑے مال کی دیکھ ریکھ کرتے رہو گے تو وہ باقی رہے گا، اور فضول خرچی کے ساتھ زیادہ مال بھی ختم ہو جائے گا۔

قَالَ: مَالَهُ - قَطَعَ اللهُ لِسَانَهُ - حَرَّضَ النَّاسَ عَلَى الْبُخْلِ، أَفَلَا قَالَ:

تو حاتم طائی نے کہا: اسے کیا ہو گیا؟ اللہ اس کی زبان کاٹ دے! لوگوں کو بخل پر ابھار رہا ہے۔

حالاں کہ اس کو یہ کہنا چاہیے تھا:

(٤٠٦) فَلَا الْجُودُ يُفْنِي الْمَالَ قَبْلَ فَنَائِهِ ۔۔۔ وَلَا الْبُخْلُ فِي مَالِ الشَّحِيحِ يَزِيدُ

(۴۰۶) سخاوت و فیاضی سے مال و دولت وقت سے پہلے ختم نہیں ہو جاتی اور نہ ہی بخل مال و دولت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

(٤٠٧) فَلَا تَلْتَمِسْ مَالًا بِعَيْشٍ مُقَتَّرٍ ۔۔۔ لِكُلِّ غَدٍ رِزْقٌ يَعُودُ جَدِيدُ

(۴۰۷) مال و دولت کو بچانے کے لیے تم فقیرانہ زندگی اختیار نہ کرو کیوں کہ ہر روز نیا رزق عطا کیا جاتا ہے۔

(٤٠٨) أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْمَالَ غَادٍ وَرَائِحٌ ۔۔۔ وَأَنَّ الَّذِي يُعْطِيكَ غَيْرُ بَعِيدِ[٣٦٩]

(۴۰۸) کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ رزق تو آنے جانے والی چیز ہے اور عطا کرنے والا اللہ تبارک و تعالی دور نہیں ہے۔

---

٣٦٩ هذه الحكاية في المحاسن والمساوئ / ٩١ ، والمحاسن والأضداد /٨٩، والبداية والنهاية، ت/ التركي ٢٦٠/٣، والمجالسة وجواهر العلم ٦٢/٥ .

قال النمر بن تولب العكلي[370] (مخضرم)[371]

نمر بن تولب عکلی کہتے ہیں:

(٤٠٩) لَا تَغْضَبَنَّ عَلَى امْرِئٍ فِي مَالِهِ ۔۔۔ وَعَلَى كَرَائِمِ صُلْبِ مَالِكَ فَاغْضَبِ

(۴۰۹) تم کسی کے مال ودولت کے سلسلے میں اس پر غصہ کا اظہار نہ کرو، (اس کا مال ہے، جو چاہے کرے)، ہاں تمہارے قیمتی مال کے تعلق سے تمہیں غصہ کرنے کا پورا حق ہے۔

(٤١٠) وَإِذا تُصِبكَ خَصاصَةٌ فَارْجُ الغِنَىٰ ۔۔۔ وَإِلى الَّذِيْ يُعْطِي الرَّغَائِبَ فَارْغَبِ

(۴۱۰) اور جب کبھی تم فقر و فاقے میں مبتلا ہو جاؤ تو امید رکھو اور اللہ کی جانب متوجہ ہو جاؤ جو عمدہ نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے۔

يُحكَىٰ أَنَّ العَطْوِيَّ الشَّاعِرَ سَمِعَ رَجُلاً يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِعُمَرَ بنِ الخَطَّابِ ؓ: إنَّ فُلَاناً قد جَمَعَ مَالاً، فقال عمرُ ؓ: فهَلْ جَمَعَ أيَّاماً! فأخَذَ العَطوِيُّ هٰذَا المَعنَىٰ وقَالَ:

یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ شاعر عطوی نے ایک آدمی سے سنا کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق ؓ کو بتایا کہ فلاں شخص نے بہت مال جمع کر رکھا ہے، حضرت عمر نے دریافت کیا کہ کیا اس شخص نے (مال خرچ کرنے کے لیے) دن بھی جمع کر رکھے ہیں؟ چنانچہ عطوی نے ان معانی کو اخذ کر کے شعر میں پرو دیا، اور کہا:

---

٣٧٠ هو النمر بن تولب بن زهير بن أقيش العكلي، شاعر مخضرم، عاش عمراً طويلاً في الجاهلية، وكان فيها شاعر الرباب ولم يمدح أحداً ولا هجا، وكان من ذوي النعمة والوجاهة، جواداً وهّاباً لماله، يشبه شعره بشعر حاتم الطائي. أدرك الإسلام وهو كبير السن، ووفد على النبي ﷺ فكتب عنه كتاباً لقومه، فيه: هذا كتاب رسول الله ﷺ لبني زهير بن أقيش: إنكم أن أقمتم الصلاة وآتيتم الزكاة وأديتم خمس ما غنمتم إلى رسول الله ﷺ فأنتم آمنون بأمان عز وجل،انتهى، وروى عنه حديثاً. وعاش إلى أن خرف فكان هجّيراه: أقروا الضيف، أنيخوا الراكب، وانحروا له!. وعدّه السجستاني في المعمرين. وذكره عمر يوماً فترحم عليه، فكأنه مات في أيام أبي بكر أو بعده بقليل. قال الجمحي: كان أبو عمرو بن العلاء يسميه الكيّس لحسن شعره. وجمع الدكتور نوري القيسي في بغداد ما وجدَ من شعره في ديوان. (الحيوان ٤٨٣/٧، الأعلام للزركلي ٤٨/٨)

٣٧١ المجالسة وجواهر العلم ٤١١/٢، وطبقات فحول الشعراء ١٦٠/١، وخزانة الأدب ٣٢٢/١، والشعر والشعراء ٣٠٠/١، والاستيعاب في معرفة الأصحاب ١٥٣٣/٤، والإصابة في تمييز الصحابة ٣٤٢/٦، وبهجة المجالس/٣٣.

(٤١١) أرْفِـه بعَـيْشِ فَـتًى يَغْـدُو عَـلَى ثِقَـةٍ إنَّ الّذِي قَسَّـــمَ الأرْزَاقَ يَرْزُقُـهُ[٣٧٢]

(۴۱۱) اس شخص کی طرح مطمئن رہو جو اس توکل ویقین کے ساتھ صبح کرے کہ تمام مخلوقات کو رزق عطا کرنے والا اسے بھی رزق عطا کرے گا۔

(٤١٢) فَـالعِرْضُ مِنْـهُ مَصـونٌ لا يُدَنِّسُـهُ وَالوَجْـهُ مِنْـهُ جَدِيْـدٌ لَـيْسَ يَخْلِقُـهُ

(۴۱۲) اس کی آبرو آلودگی سے محفوظ رہتی ہے اور اس کا چہرہ مرجھاتا نہیں ہے، تروتازہ رہتا ہے۔

(٤١٣) جَمَعْـتَ مَـالًا فَفَكِّـرْ هَـلْ جَمَعْـتَ لَهُ يَا جَـامِعَ المَـالِ أَيَّامًـا تُفَرِّقُـهُ[٣٧٣]

(۴۱۳) تم نے مال تو بہت جمع کر لیا لیکن ذرا غور کرو کیا تم نے اس کو خرچ کرنے کے لیے وقت بھی جمع کر رکھا ہے۔

(٤١٤) المَـالُ عِنْـدَكَ مَخْـزُونٌ لِوَارِثِـهِ مَـا المَـالُ مَـالُكَ إلَّا حِـيْنَ تُنْفِقُـهُ[٣٧٤]

(۴۱۴) تمہارے پاس موجودہ مال و دولت وارثین کے لیے محفوظ ہے تمہارا حقیقی مال تو صرف وہی ہے جسے تم زندگی ہی میں خرچ کر دو۔

قال آخر[٣٧٥]

(٤١٥) هِيَ النَّفْسُ إنْ مَاتَتْ فَقَدْ مَاتَ قَبْلَهَا كِـــرَامٌ وَإنْ تَسْـــلَمْ فَلِلْحَـــدَثَانِ

(۴۱۵) یہ جان اگر چلی بھی جائے تو کوئی بات نہیں، اس سے قبل معزز لوگ بھی گزر چکے ہیں اور اگر بچ جائے تو مصائب زمانہ بہت ہیں۔

(٤١٦) إذَا النَّفْسُ لَمْ تَشْرَـهْ إلَى طَلَبِ العُلا فَـتِلْكَ مِـنَ الأَمْـوَاتِ فِي الحَيَـوَانِ

(۴۱۶) اگر تمہارا نفس بلند مقام و مرتبے کے حصول کا طالب نہ ہو تو گویا کہ زندگی کے باوجود وہ مردہ ہے۔

---

٣٧٢ وفي بعض المصادر: لِبَالِ فَتًى أمسى مكان بعَيْشِ فَتًى يَغْدُو

٣٧٣ وفي بعض المصادر: فَقُلْ لِي مكان فَفَكِّرْ

٣٧٤ هذه الحكاية في التذكرة الحمدونية ٨٦/٨، والوافي بالوفيات ١٢٩/٦، وإحياء علوم الدين٣/ ٣٠٦، ٤/ ٢٥٢.

٣٧٥ الدر الفريد ٣٣٩/٢، الآداب السلطانية للفخري / ٤٢ من غير نسبة.

﴿قال أحد﴾[376]

(٤١٧) إِذَا كُنْـتَ لا تُـرْجَى لِدَفْـعِ مُلِمَّـةٍ   وَلَمْ يَـكُ لِلْمَعْرُوفِ عِنْدَكَ **مَطْمَعُ**[377]

(۴۱۷) اگر تم سے کسی مصیبت کے ازالے وخاتمے کی امید نہ کی جائے اور نہ ہی تم سے لوگوں کو خیر کی توقع ہو۔

(٤١٨) وَلا أَنْـتَ ذُو جَـاهٍ يُعَـاشُ بِرِئْيِـهِ   وَلا أَنْتَ **يَوْمَ الْحَشْرِ** مِمَّنْ يُشَـفَّعُ[378]

(۴۱۸) اور نہ ہی تم ایسے مقام و مرتبے پر فائز ہو کہ لوگ تمہارے ساز وسامان سے زندگی میں فائدہ اٹھاتے ہیں، اور نہ ہی روز محشر میں تمہیں سفارش کے قابل سمجھا جائے۔

(٤١٩) فَعَيْشُـكَ فِي الدُّنْيَـا وَمَوْتُـكَ وَاحِـدٌ   وَعُـودُ خِـلالٍ مِـنْ حَيَاتِـكَ أَنْفَـعُ

(۴۱۹) تو اس صورت میں تمہارا جینا و مرنا برابر ہے، بلکہ لکڑی کا معمولی سا ٹکڑا بھی تمہاری زندگی سے بہتر ہے۔

﴿قال الأصمعيُّ: ما سِمعتُ الحسنَ بنَ سهلٍ[379] قد صارفي مرتبةِ الوِزارةِ يَتمثلُ إلا بِهذينِ البيتينِ﴾[380]

امام اصمعی کہتے ہیں: میں نے حسن بن سہل کو- جو بعد میں وزارت کے عہدے پر فائز ہو گئے تھے- ان دو اشعار کے علاوہ کوئی شعر پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

---

٣٧٦ وهو صالح بن عبد القدوس والأبيات في ديوانه /١٣٢، والحماسة البصرية ٢٨٩/٢، وحماسة البحتري/٢٢٠، والدر الفريد ١١٦/٣.

٣٧٧ وفي بعض المصادر: مَوْضِعُ مكان مَطمَعُ

٣٧٨ وفي بعض المصادر: في الأصل: بِجَاهِه،يوم البعث، الْقِيَامَةِ مكان يَوْمَ الْحَشْرِ

٣٧٩ هو الحسن بن سهل بن عبد الله، أبو محمد، أخو الفضل بن سهل(ت ٢٣٦هـ)، وزير المأمون، وأحد كبار القادة والولاة في عصره. اشتهر بالذكاء المفرط، والأدب والفصاحة وحسن التوقيعات، والكرم. استوزره بعد موت أخيه الفضل بن سهل، وفوض اليه أموره، وقدم معه حلب حين قدمها غازيا، وتزوج المأمون ابنته بوران بنت الحسن، وأهدى الحسن أبوها معها من الأموال والجواهر شيئا عظيما، وكان أبوه مجوسيا، فأسلم وأسلم ابناه الفضل والحسن زمن الرشيد، وكان كريما جوادا حسن السياسة والتدبير، وجيها عند المأمون، عظيم المنزلة عنده. روى عن عبد الله المأمون، روى عنه وريزة بن محمد الغساني، وأبو العلاء ويحيى بن خاقان. (بغية الطلب في تاريخ حلب - ت زكار ٢٣٨٠/٥، الأعلام للزركلي ١٩٢/٢)

٣٨٠ كذا في العقد الفريد ١٠٦/٢، وفي الدر الفريد ٣٢٨/١٠ نسبا إلى زين الدينِ عليٍّ القُرشي العُتبيّ، وفي معجم الأدباء ١٢٦٥/٣، وربيع الأبرار ٤٣٩/٢ بدون نسبة .

(٤٢٠) وَمَـا بَقِيَـتْ مِـنَ الـلَّذَّاتِ إلاّ   **محادثـةُ** الرِّجَـالِ ذَوِي العُقُـولِ[٣٨١]

(۴۲۰) عقل مند و دانشور حضرات سے تبادلۂ خیال کے علاوہ کوئی لذت باقی نہیں رہی۔

(٤٢١) وَقَـدْ كُنَّـا نعـدُّهُمُ قَلِـيْلًا   فَقَـدْ صَـارُواْ أَقَـلَّ مِـنَ القَلِيـلِ

(۴۲۱) ہم انہیں پہلے ہی شمار میں کمیاب پاتے تھے لیکن اب تو وہ مزید کمیاب ہو گئے ہیں۔

﴿وقال صالح بن عبد القدوس﴾[٣٨٢]

صالح بن عبد القدوس کہتا ہے:

(٤٢٢) إذا قَـلَّ مَـاءُ الوَجـهِ قَـلَّ حَيَـاؤُهُ   وَلا خَـيرَ فِي وَجـهٍ إذا قَـلَّ مَـاؤُهُ

(۴۲۲) جب انسان کی آبرو کم ہو جاتی ہے تو شرم و حیا بھی جاتی رہتی ہے اور جس کی آبرو کم ہو جائے اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔

(٤٢٣) حَيَـاءُكَ فَاحفَظْـهُ عَلَيـكَ فَـإِنَّما   يَـدُلُّ عَلَى **طَبْعِ** الكَرِيمِ حَيَـاؤُهُ[٣٨٣]

(۴۲۳) لہٰذا تم اپنی حیا و پاکدامنی کی حفاظت کرو کیوں کہ اسی سے انسان کی شریفانہ طبیعت کا پتہ چلتا ہے۔

[وَيُظْهِرُ عَيـبَ المَرءِ فِي النَّاسِ بُخْلُهُ   وَيَسْـتُرُه عَـنهُم جَمِيعـاً سَخَـاؤُهُ]

[لوگوں کے سامنے انسان کی کمیوں کو بخل ہی ظاہر کرتا ہے، اور سخاوت و دریا دلی کے ذریعے عیبوں کی پردہ دری ہوتی ہے۔]

جَاءَ بَعْضُ الشُّعَراءِ إلَى الأمِيرِ، فقَالَ لَهُ أُنْشِدُكَ ثَلَاثَةَ أَبياتٍ هُنَّ خَيرٌ مِن ثَلَاثَةِ آلافٍ فإذا أنشِدُهُنَّ فَقُلْ: صَدَقتَ، قَالَ: هَات!

---

٣٨١ وفي بعض المصادر: مُجَالَسَةُ مكان محادثة

٣٨٢ والأبيات في ديوانه/ ١١٩، وموارد الظمآن لدروس الزمان ٣/ ٣٢٠، وأدب الدنيا والدين/ ٢٤٢، ونسبت في الدر الفريد ٣/ ٦٢ إلى يَحْيَى بن أَكْثَم، وفي بهجة المجالس/ ١٢٩، والآداب الشرعية ٢/ ٢٢٤ إلى صالح بن جناح، وفي روضة العقلاء/ ٥٤ إلى مُحَمَّد بن عَبْد اللَّه البغدادي.

٣٨٣ وفي بعض المصادر: فَضلِ مكان طَبْعِ

﴿فأنشده﴾[384]

ایک شاعر نے کسی حاکم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں تمہارے سامنے تین ایسے اشعار پیش کروں گا جو تین ہزار اشعار سے بہتر ہیں۔ جب میں اشعار کہوں تو آپ تصدیق کیجیے گا، حاکم نے حکم دیا کہ سناؤ! تو اس نے شعر پڑھا:

(٤٢٤) بَلَـوتُ النَّـاسَ قَـرناً بَعـدَ قَـرنٍ　　فَـلَم أَرَ غَـيرَ خَتَّـالٍ وَقَـالِ

(۴۲۴) میں نے مختلف ادوار میں لوگوں کا جائزہ لیا ہے لیکن مجھے دھوکے بازی اور لفاظی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔

قال: صَدَقتَ، فأنشدَهُ

حاکم نے کہا: تم نے درست کہا، پھر اس نے شعر پڑھا:

(٤٢٥) وَذُقـتُ مَـرَارَةَ الأَشـياءِ **طُـرّاً**　　فَـما طَعـمٌ أَمَـرُّ مِـنَ السُـؤَالِ[385]

(۴۲۵) میں نے تمام اشیاء کی کڑواہٹ کا ذائقہ چکھا ہے لیکن مجھے کوئی چیز دست سوال دراز کرنے سے زیادہ کڑوی چیز معلوم نہیں ہوئی۔

قال: صَدَقتَ، فأنشدَهُ

پھر حاکم نے کہا: تم نے درست کہا، پھر اس نے شعر پڑھا:

(٤٢٦) وَلَـم أَرَ فِي **القُلُـوبِ** أَشَـدَّ وَقْعـاً　　**وأنْـكَى** مِـنَ مُعـاداةِ الرِّجَـالِ[386]

(۴۲۶) میں نے لوگوں کی دشمنی سے زیادہ کوئی چیز دل پر اثر انداز ہونے والی اور اس کو زخمی کرنے والی نہیں دیکھی۔

قال: صَدَقتَ وأعطاهُ صِلَتَهُ

پھر حاکم نے کہا: تم نے درست کہا اور اسے انعام سے نوازا۔

---

٣٨٤ تعليم المتعلم/ ٧٠ باختلاف الترتيب، وسمط النجوم العوالي ١٣٨/٣ وفيه التصريح أن الأمير هو معاويةؓ، والأبيات للأفوه الأودي (وهو الأفوه الأودي: صلاءة بن عمرو بن مالك، من بني أود من مذحج. شاعر يماني جاهلي يكنى أبا ربيعة، قالوا: لقب بالأفوه لأنه كان غليظ الشفتين، ظاهر الأسنان، كان سيد قومه وقائدهم في حروبهم وهو أحد الحكماء والشعراء في عصره.)، والمنشد هو عبد الله بن الزبيرؓ، والأبيات في ديوانه/ ١٠٣، وعيون الأخبار ١٣٠/٣، وطبقات الشعراء لابن المعتز/ ٢٢٣.

٣٨٥ وفي بعض المصادر: جَمعاً مكان طُرّاً

٣٨٦ وفي بعض المصادر: الخُطوبِ مكان القُلُوبِ، وأصعب مكان وأنْكَى

قال آخر[٣٨٧]

(٤٢٧) لا تَحْقِرَنَّ الرَّأيَ وَهْوَ مُوَافِقٌ حُكْمَ الصَّوَابِ إذا أتَى مِنْ نَّاقِصِ

(۴۲۷) اگر کسی ناقص الفہم، کم عقل شخص کی رائے بھی صحیح فیصلے کے موافق ہو تو اسے نظر انداز نہ کرو۔

(٤٢٨) فَالدُّرُ وَهْوَ أجَلُّ شيءٍ يُقْتَنَى مَا حَطَّ قيمَتَهُ هَوَانُ الغَائِصِ

(۴۲۸) (سمندر سے) حاصل ہونے والی چیزوں میں سب سے قیمتی چیز موتی ہے، اس کی قیمت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا خواہ اسے نکالنے والا کمتر ہی کیوں نہ ہو۔

قال أحد[٣٨٨]

(٤٢٩) عَلَيْكَ بِإِخْوَانِ الصَّفَاءِ فَإِنَّهُمْ عِمَادٌ إذَا اسْتَنْجَدْتَهُمْ وَ ظُهُورُ

(۴۲۹) مخلص دوستوں کی قدر کر لو، کیوں کہ ضرورت کے وقت وہیں تمہارے لیے ستون کی طرح مضبوط اور مددگار ثابت ہوں گے۔

(٤٣٠) وإنَّ قَلِيلاً أَلْفُ خِلٍّ وَصَاحِبٍ وَإِنَّ عَدُوّاً وَاحِداً لَكَثِيرُ

(۴۳۰) ہزاروں دوست واحباب بھی بہت کم ہیں اور صرف ایک دشمن بھی بہت زیادہ ہے۔

---

٣٨٧ وهو الطغرائي كما في وفيات الأعيان ١٨٨/٢.

٣٨٨ وهو علي بن أبي طالبؓ والبيتان في ديوانه، ت/الأعلمي/ ٦٤، ت/ مصطاوي/ ٨٢، والمستطرف/١٣٠. قَالَ بَعْضُ الحُكَمَاءِ: لَا تَشْتَرِ مَوَدَّةَ أَلْفِ رَجُلٍ بِعَدَاوَةِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَأَخَذَهُ ابْنُ الرُّوْمِي فَقَالَ هذين البيتين ..
وَقَالَ دَاودُؑ لابْنِهِ سُلَيْمَانَؑ: لَا تَسْتَبْدِلَنَّ بِأَخٍ لَكَ قَدِيمٍ أَخًا حَادِثًا مُسْتَفَادًا مَا اسْتَقَامَ لَكَ وَلَا تَسْتَقِلَنَّ أَنْ يَكُوْنَ لكَ عَدَدٌ وَاحِدٌ وَلَا تَسْتَكْثِرَنَّ أَنْ يَكُوْنَ لَكَ أَلْفَ صَدِيْقٍ.(الدر الفريد: ٣٢٢/١٠)

﴿وكان هشام بن عبدِ المَلِكِ[389] يَتمثَّلُ بهذا البيتِ﴾[390]

ہشام بن عبد الملک یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

(٤٣١) إذا أَنْتَ لَمْ تَعْصِ الهَوَىٰ قادَكَ الهَوَىٰ   إلى **بَعْضِ** مَا فِيهِ عَلَيْكَ مَقالُ[391]

(۴۳۰) اگر تم خواہشات کی مخالفت نہیں کرو گے تو یہ خواہشات تمہیں قابل ملامت معاملات میں ملوث کر کے چھوڑیں گی۔

﴿يُحكَى أنّ المنصورَ لَمّا عزَم علَى الهَتْكِ بأبي مُسلِمِ الخُراسَانِي[392]، فزِعَ مِن ذلِكَ عِيسَى بنُ مُوسَى وكَتَبَ إليهِ﴾[393]

بیان کیا جاتا ہے کہ جب خلیفہ منصور نے ابو مسلم خراسانی کے قتل کا عزم مصمم کیا تو عیسی بن موسیٰ نے گھبرا کر منصور کو لکھا:

---

٣٨٩ هو هشام بن عبد الملك بن مروان، ويكنى أبا الوليد، وكان أحول بخيلًا، وأمه أم هشام واسمها فاطمة بنت هِشَام ويقال مريم بنت هشام، وكانت أمه حمقاء أمرها أهلها ألا تكلم عبد الملك حتى تلد، وكانت تثني الوسادة ثم تركبها وتزجرها، وتشتري الكندر، فتمضغه وتجعل منه تماثيل، وتضع التماثيل على الوسائد، وقد سمت كل تمثال باسم وتنادي: يا فلانة يا فلانة، فطلقها عبد الملك، وسار إلى مصعب وهي حامل فلما قتله بلغه مولد هشام فسماه منصورا تفاؤلا بذلك، وسمته أمه هشاما باسم أبيها. (أنساب الأشراف للبلاذري ٣٦٧/٨)

٣٩٠ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْهُدَادِيِّ، قَالَ: لَمْ يَقُلْ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ غَيْرَ هَذَا الْبَيْتِ كنا في ذم الكلام وأهله: ٦٢/٥، واعتلال القلوب/٤٢. وَقَدْ رُوِيَ لَهُ شِعْرٌ غَيْرُ هَذَا كما في البداية والنهاية، ت/ التركي ١٥٤/١٢ .

٣٩١ وفي بعض المصادر: كُلِّ مكان بَعْضِ

٣٩٢ هو عبد الرحمن بن مسلم أبو مسلم الخراساني(قتل ١٣٧هـ)، صاحب الدعوة العباسية. ليس بأهل أن يحمل عنه شيء هو شر من الحجاج وأسفك للدماء. مازال بمكره وحزمه وعزمه يتنقل حتى خرج من مرو بعد عشر سنين يقود كتائب أمثال الجبال فقلب دولة وقامت به الدولة العباسية، وذلت له رقاب الأمم وحكم في العرب والعجم وراح تحت سيفه ست مِئَة ألف، أو يزيدون. وأخرج الحاكم من طريق حفص بن حميد قال: قيل لابن المبارك: أيما خير الحجاج، أو أبو مسلم ؟ فقال: لا أقول أبو مسلم خير من أحد ولكن الحجاج شر منه. وفي آخر أمره قتله أبو جعفر المنصور سنة ١٣٧، انتهى. (ميزان الاعتدال ٥٨٩/٢، لسان الميزان ١٣٦/٥)

٣٩٣ الدر الفريد ١٠٢/٣، وحاشية الطيبي على الكشاف ٢٨/٣، وزهر الآداب /٢٥٢، ومجاني الأدب ٢٨/٣.

(٤٣٢) إِذَا كُنْتَ ذَا رَأْيٍ فَكُنْ ذَا **عَزِيمَةٍ** فَإِنَّ فَسَادَ الرَّأْيِ أَنْ تَتَعَجَّلَا[٣٩٤]

(۴۳۲) اگر تم صاحب رائے ہو تو عزم مصمم بھی پیدا کرو، کیوں کہ جلد بازی غلط رائے اور نامناسب فیصلے کا نتیجہ ہے۔

فأجابه المنصورُ بهذَين البيتينِ:

تو خلیفہ منصور نے درج ذیل دو اشعار کے ذریعے جواب دیا:

(٤٣٣) إِذَا كُنْتَ ذَا رَأْيٍ فَكُنْ ذَا عَزِيْمَةٍ فَإِنَّ فَسَادَ الرَّأْيِ أَنْ تَتَرَدَّدَا

(۴۳۳) اگر تم صاحب رائے ہو تو عزم مصمم بھی پیدا کرو، کیوں کہ شک و تردد غلط رائے اور نہ مناسب فیصلے کا نتیجہ ہے۔

(٤٣٤) وَلَا تُهْمِلِ الأَعْدَاءَ يَوْمًا بِقُدْرَةٍ وَبَادِرْهُمْ أَنْ يَمْلِكُوا مِثْلَهَا غَدَا

(۴۳۴) اور تم اپنے دشمنوں کو ایک دن کی بھی مہلت نہ دو اور جلد ہی ان کا معاملہ نمٹاؤ، کہیں کل طاقت و قوت ان کے ہاتھ میں نہ چلی جائے۔

وقال آخر[٣٩٥]

(٤٣٥) مَا مِنَ الحَزْمِ أَن تُقَارِبَ أَمرًا تَطلُبُ البُعدَ مِنهُ بعدَ قَلِيلِ

(۴۳۵) یہ کوئی عقل مندی نہیں ہے کہ تم کسی معاملے میں دل چسپی ظاہر کرو اور جلد ہی اس سے دوری کا راستہ تلاش کرنے لگو۔

(٤٣٦) وَإِذَا مَا هَمَمْتَ بِالشَّيْءِ فَانْظُرْ كَيْفَ مِنْهُ الْخُرُوجُ **بَعْدَ** الدُّخُولِ[٣٩٦]

(۴۳۶) جب تم کسی معاملے کا ارادہ کرو تو آغاز سے پہلے ہی نکلنے کے راستے پر غور کر لو۔

---

٣٩٤ وفي بعض المصادر: تدَبُّرٍ مكان عَزِيمَةٍ

٣٩٥ هو أحمد بن علي الباداوروى كما في الأنساب المتفقة /٨٢، وفي مجاني الأدب ٣/٥٧، والتبصرة لابن الجوزي ٢/٢٥٢ من غير نسبة.

٣٩٦ وفي بعض المصادر: قبلَ مكان بَعدَ

قال المتلمس الضبعي[397]

متلمس ضبعی کہتا ہے

(٤٣٧) إِنَّ الهَوَانَ حِمَارُ الْحَيِّ يَقْبَلُهُ   والحُرُّ يُنكِرُهُ والرَّسلَةَ الأُجُدُ[398]

(۴۳۷) قوم و برادری کا بے وقوف شخص ذلت و توہین قبول کر لیتا ہے، مگر شریف و معزز اور مہذب خاندان والا انسان توہین برداشت نہیں کرتا۔

(٤٣٨) وَلَن يُقِيمَ عَلَىٰ دارٍ يُهَانُ بِها   إِلاّ الأَذَلاّنِ عَيرُ الأَهلِ وَالوَتِدُ[399]

(۴۳۸) اور کوئی بھی انسان ایسے گھر میں ہر گز نہیں رکے گا جہاں اس کی توہین ہو، سوائے دو چیزوں کے، ایک پالتو جانور اور دوسرا میخ۔

(٤٣٩) هَذا عَلَىٰ الخَسْفِ مَربُوطٌ بِرُمَّتِهِ   وَذا يُشَجُّ فَما يَرْثِي لَهُ أَحَدُ[400]

(۴۳۹) پہلا ذلت کے ساتھ بوسیدہ رسی سے بندھا ہوا ہے اور دوسرے کو (ہتوڑے کی) چوتے پڑ رہی ہے اور کوئی اس کی ہمدردی کرنے والا نہیں ہے۔

قال أحد[401]

(٤٤٠) حَرِّض بَنِيكَ عَلَى الآدابِ فِي الصِّغَرِ   كَيما تَقَرَّ بِهِم عَينَاكَ فِي الكِبَرِ

(۴۴۰) تم اپنے بچوں کو بچپن ہی میں اخلاق و آداب کی ترغیب دو، تاکہ بڑھاپے میں وہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔

(٤٤١) وَإِنَّما مَثَلُ الآدابِ تَجمَعُها   فِي عُنفُوانِ الصَّبَا كَالنَّقْشِ فِي الحَجَرِ

---

٣٩٧ والأبيات في ديوانه/ ٢١٠-٢١١، وحماسة البحتري/ ٧٠، وتاريخ الطبري: ٣/ ٢١٠، والتمثيل والمحاضرة/ ٥١، وديوان المعاني ١/ ١٢٠، ومحاضرات الأدباء للراغب ٢/ ٢٧٢ بلا نسبة .

٣٩٨ وفي بعض المصادر: القَومِ، البيت، الأهل مكان الْحَيِّ، يَعرِفُهُ، يألفه مكان يَقْبَلُهُ

٣٩٩ وفي بعض المصادر: خَسفٍ، ضيم مكان دارٍ، يُسامُ، يراد مكان يُهَانُ بِها

٤٠٠ وفي بعض المصادر: معكوس، منقول مكان مَربُوطٌ، يبكي مكان يَرْثِي

٤٠١ وهو علي بن أبي طالبؓ والأبيات في ديوانه، ت/ خفاجي/ ٧٥، ت/ الأعلمي/ ٦١ -٦٢، ت/ مصطاوي/ ٧٧.

(۴۴۱) تم ان کو بچپن ہی میں جن اخلاق وآداب سے آراستہ کروگے اس کی مثال پتھر کی لکیر کی سی ہوگی۔

(٤٤٢) هِيَ الكُنُوزُ الَّتِي تَنْمُو ذَخَائِرُها وَلا يُخافُ عَلَيْهَا حادِثُ الغِيَرِ

(۴۴۲) یہ ایسا خزانہ ہے جس کے ذخیرے میں اضافہ ہوتا رہے گا اور اس سے متعلق زمانے کے تغیرات کا بھی اندیشہ نہیں ہے۔

(٤٤٣) إِنَّ الأَدِيبَ إذا زَلَّتْ بِهِ قَدَمٌ يَهْوِي إِلَى فُرُشِ الدِّيبَاجِ وَالسُّرُرِ

(۴۴۳) جب کسی عالم سے لغزش ہوتی ہے، تو وہ دیباج (ریشمی کپڑے) کے بچھونوں اور تختوں پر جا گرتا ہے۔

(٤٤٤) النَّاسُ إِثْنانِ ذو عِلْمٍ وَمُسْتَمِعٌ واعٍ وَسائِرُهُم كَاللَّغْوِ وَالعَكَرِ

(۴۴۴) دنیا میں لوگوں کی دو اقسام ہے؛ ایک تو اہل علم اور دوسرا علمی گفتگو غور سے سن کر یاد رکھنے والا، اور ان کے علاوہ سب بے کار و بے فائدہ ہے۔

﴿قال الشبراوي في أدب الأطفال﴾[٤٠٢]

شبراوی بچوں کی تربیت کے متعلق کہتے ہیں:

(٤٤٥) قَدْ يَنْفَعُ الأدبُ الأطفالَ فِي صِغَرٍ وَلَيسَ يَنفَعُهُم مِن بَعدِهِ الأَدَبُ[٤٠٣]

(۴۴۵) بچپن ہی میں سکھائے گئے اخلاق وآداب بچوں کے لیے نفع بخش ہوتے ہیں، اس کے بعد نہیں۔

(٤٤٦) إِنَّ الغُصُونَ إِذا قَوَّمتَها اعتَدَلَتْ وَلا يَلِينُ إذا قَوَّمتَهُ الخَشَبُ

(۴۴۶) اگر تم ٹہنیوں کو درست کروگے تو وہ سیدھی ہو جائے گی لیکن لکڑی کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو ناکامی ہی تمہارا مقدر ہوگی۔

﴿----------﴾[٤٠٤]

(٤٤٧) إذا عُرِفَ الإنْسَانُ بِالكِذْبِ لَمْ يَزَلْ لَدَى النَّاسِ كَذَّاباً وَلَو كَانَ صَادِقَا

---

٤٠٢ مجاني الأدب ٢٢/١، وأدب الدنيا والدين/٢٣٣.

٤٠٣ وفي بعض المصادر: الأحْدَاثَ مكان الأطفالَ

٤٠٤ روضة العقلاء/٥٢، ومجاني الأدب ٣٥/١ بلا نسبة.

(۴۴۷) اگر انسان جھوٹ کے ساتھ مشہور ہو جائے تو اگر وہ سچ بھی کہے تب بھی لوگ اسے جھوٹا ہی سمجھیں گے۔

(٤٤٨) فَإِنْ قَالَ لَمْ يُصْغِ لَهُ جُلَسَاؤُهُ وَلَمْ يَسْمَعُوا مِنْهُ وَلَوْ كَانَ نَاطِقَا

(۴۴۸) اگر وہ کچھ کہے گا بھی تو کوئی اس پر توجہ نہیں دے گا اور اس کی بات سنی ان سنی کر دی جائے گی۔

قال أحد[405]

(٤٤٩) إِذَا **الْغُصْنُ** لَمْ يُثْمِرْ وَإِنْ كَانَ شُعْبَةً مِنَ الْمُثْمِرَاتِ اعْتَدَّهُ النَّاسُ فِي الْحَطَبْ[406]

(۴۴۹) اگر کوئی ٹہنی پھل دار نہ ہو تو لوگ اسے جلانے کے قابل لکڑی ہی شمار کرتے ہیں، خواہ وہ پھل دار درخت کا حصہ کیوں نہ ہو۔

قال عبد الله بن معاوية بن عبد الله بن جعفر الهاشمي[407][408]

عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر ہاشمی کہتا ہے:

(٤٥٠) لَسْنَا وَإِن كَرُمَتْ أَوَائِلُنَا يَوْماً عَلَى الأَحْسَابِ نَتَّكِلُ

(۴۵۰) ہمارے آباء واجداد کتنے ہی معزز و مکرم کیوں نہ ہوں، لیکن ہم صرف حسب نسب پر اکتفا نہیں کرتے۔

---

٤٠٥ وهو إبن الرومي كما في أنوار الربيع ١٥٢/، والبداية والنهاية، ت/ التركي ٦٦٨/١٤، والدر الفريد ٣٠٩/٢، والتذكرة الحمدونية ٢٥٣/٩، ومحاضرات الأدباء ١٤٢/١.

٤٠٦ وفي بعض المصادر: العود مكان الغُصْنُ

٤٠٧ هو عبد الله بن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن أبي طالب(ت ١٣١هـــ). من شجعان الطالبيين وأجوادهم وشعرائهم، اتهم بالزندقة، وكان فتاكاً سيء الحاشية طلب الخلافة في أواخر دولة بني أمية (سنة ١٢٧هـــ) بالكوفة وبايع له بعض أهلها، وخلعوا طاعة بني مروان. وأتته بيعة المدائن. ثم قاتله عبد الله بن عمر (والي الكوفة) فتفرق عنه أصحابه (سنة ١٢٨هـــ) فخرج إلى المدائن، ولحق به جمع من أهل الكوفة فغلب بهم على حلوان والجبال وهمذان وأصبهان والري. وقصده بنو هاشم كلهم حتى أبو جعفر المنصور واستفحل أمره، فجبي له خراج فارس وكورها. وأقام باصطخر، فسير أمير العراق ابن هبيرة الجيوش لقتاله فصبر لها ثم انهزم إلى شيراز ومنها إلى هراة فقبض عليه عاملها وقتله خنقاً بأمر أبي مسلم الخراساني. وضع الفراش على وجهه فمات وقيل مات في سجن أبي مسلم سنة ١٣١هـ (الأعلام للزركلي ١٣٩/٤، صيد الأفكار ٥٧/٢)

٤٠٨ الحيوان للجاحظ ٩٥/٧، والعقد الفريد ١٤٨/٢، والكامل في اللغة والأدب ١٣٢/١.

(٤٥١) نَبْنِي كَمَا كَانَتْ أَوائِلُنا تَبْنِي وَنَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلوا

(۴۵۱) ہم انہیں کی طرح کارنامے انجام دیتے ہیں اور انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

قال آخر[٤٠٩]

(٤٥٢) لَعَمْرُكَ مَا الرَّزِيَّةُ فَقْدُ مَالٍ وَلَا فَرَسٌ يَمُوتُ وَلَا بَعِيرُ[٤١٠]

(۴۵۲) تمہاری جان کی قسم! مال و دولت کا خسارہ اور نہ ہی گھوڑے اونٹ کی وفات کوئی بڑی مصیبت ہے۔

(٤٥٣) ولٰكِنَّ الرَّزِيَّةَ مَوتُ حُرٍّ يَمُوتُ بِفَقْدِهِ خَلْقٌ كَثِيرُ[٤١١]

(۴۵۳) بلکہ مصیبت تو ایسے نوجوان کی موت ہے جس کے نتیجے میں ایک بڑی تعداد گویا مر گئی ہو۔

وَقالَ أبو دَاوُد الإِيَادِي الجاهلي[٤١٢][٤١٣]

ابو داؤد ایادی جاہلی کہتا ہے:

(٤٥٤) لا أَعُدُّ الإقتارَ عُدْماً وَلَكِنْ فَقْدُ مَن قَد رُزِئتُهُ الإعدامُ

(۴۵۴) میں مال کی کمی کو فقر نہیں مانتا، لیکن اپنے کسی عزیز سے محرومی کو فقر شمار کرتا ہوں۔

(٤٥٥) مِن رِجالٍ مِنَ الأَقارِبِ فادوا مِن حُذاقِ هم الرُؤوسُ العِظَامُ

(۴۵۵) حذاق قبیلے کے وہ رشتہ دار لوگ جو چلے گئے وہ بڑے بڑے سردار تھے۔

(٤٥٦) فَهُمُ لِلمُلائِمِينَ أَناةٌ وَعُرامٌ إِذا يُرَادُ العُرَامُ

(۴۵۶) وہ اپنے مزاج کے موافق لوگوں کے ساتھ نرم تھے، اور اگر کوئی سختی سے پیش آتا تو اس کے لیے سخت تھے۔

---

٤٠٩ لم أقف على الشاعر والبيت في الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر ١/٣٢٨، والتلخيص الحبير، مقدمة التحقيق، ط/ العلمية ١/١٠٨، والإصابة في تمييز الصحابة، مقدمة التحقيق ١/١٢٣.

٤١٠ وفي بعض المصادر: هدمُ دارٍ مكان فَقْدُ مَالٍ، ولا شاة مكان وَلَا فَرَسٌ

٤١١ وفي بعض المصادر: بشرٌ مكان حُرٍّ

٤١٢ هو جارية بن الحجاج الإيادي، المعروف بأبي دؤاد، شاعر جاهلي، كان من وُصّاف الخيل المجيدين، له ديوان شعر. (الأعلام للزركلي ٢/١٠٦)

٤١٣ التمثيل والمحاضرة /٥٠، الحماسة البصرية ١/٢٢٨، الأصمعيات/١٨٢.

(٤٥٧) فَعَلَى إثْرِهِم تَسَاقَطُ نَفْسِي ۔ حَسَرَاتٍ وَذِكْرُهُم لِي سَقَامُ

(۴۵۷)ان کے جانے کے بعد میری جان حسرت وافسوس میں گرے جارہی ہے،اوران کی یاد میری بیماری ہے۔ [٤١٤]

(٤٥٨) لا نَسَبَ اليَوْمَ ولا خُلَّةً اتَّسَعَ الخَرْقُ عَلَى الرَّاقِعِ

(۴۵۸) معاملہ بہت سنگین ہو چکا ہے، آج نہ کوئی حسب نسب کام آئے گا اور نہ ہی کسی طرح کی دوستی۔ [٤١٥]

(٤٥٩) الْمَوْتُ بَحْرٌ طَامِحٌ مَوجُهُ تَذْهَبُ فِيهِ حِيلَةُ السَّابِحِ

(۴۵۹) موت ایسا سمندر ہے جس کی موجیں بہت بلند ہیں، جن کے سامنے تیرنے والے کی مہارت اور اس کی تدبیریں بالکل ہیچ ہیں۔

(٤٦٠) يَا نَفْسُ إِنِّي قَائِلٌ فَاسْمَعِي مَقَالَةً مِنْ مُشْفِقٍ نَاصِحِ

(۴۶۰)اے میرے نفس! میں ایک قیمتی بات کہنے جارہا ہوں لہٰذا مہربان و خیر خواہ کی بات غور سے سن۔

(٤٦١) لَا يَصْحَبُ الإنسَانَ فِي قَبرِهِ غَيرُ التُّقَى والعَمَلِ الصَّالِحِ

(۴۶۱) قبر میں انسان کے ساتھ صرف تقوی اور اعمال صالحہ ہی رہیں گے۔ [٤١٦]

(٤٦٢) إِذَا أَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِنَ التُّقَى **وَلَاقَيتَ بَعدَ الموتِ** مَنْ قَدْ تَزَوَّدَا[٤١٧]

---

٤١٤ البيت لأنس بن العباس كما في الكتاب لسيبويه ٢/٢٨٥، وفي شرح شذور الذهب لابن هشام/١١٢، والمستقصى في أمثال العرب/٣٥، والدر المصون ٨/٣٦٨، وطبقات الشافعية الكبرى للسبكي ٩/٣٩٢، والكامل في اللغة والأدب ٣/٥٧، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ٢/ ٢٦٢.

٤١٥ بستان الواعظين لابن الجوزي/١٦٨، وتفسير الثعلبي ٢/١٠٧، وتفسير القرطبي، ت/التركي ٣/ ٣٣٠ بغير نسبة، وفي حاشية التحقيق: أورد ابن عساكر في تاريخه ٣٢ / ٤٨٠ (طبعة دار الفكر) نحو البيتين الأول والثالث منها، وذكر أنها رئيا على قبر عبد الله بن مبارك.

٤١٦ القائل هو الأعشى ــ والبيتان في ديوانه/١٣٧، وفي حماسة البحتري/٢٩، واقتضاء العلم العمل للخطيب البغدادي/٩٨، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ٣/ ٣٣٠، والبداية والنهاية، ت/ التركي ٢/٢٥٢، وحلية الأولياء، ط/ السعادة ٦/٣٢٧.

٤١٧ وفي بعض المصادر: نَدِمْتَ إِذَا أَبْصَرْتَ مكان وَلَاقَيتَ بَعدَ الموتِ

(۴٦۲) جب تم نے تقوی وپرہیزگاری کے توشہ کے بغیر سفر کیا ہو اور تمہاری ایسے شخص سے ملاقات ہو جائے جس نے توشۂ سفر آخرت تیار کر رکھا ہو۔

(٤٦٣) نَـدِمْتَ عَـلَى أَنْ لَا تَكُـوْنَ كَمِـثْلِهِ   فتُرْصِـدُ للأمـرِ الذي كَانَ أَرْصَـدَا[418]

(۴٦۳) تب تمہارے لیے حسرت وندامت کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہوگا کہ کاش تم بھی اس کی طرح تیاری کر لیتے، لہٰذا جو مرحلہ یقینی طور پر آنے کو ہے اس کے لیے ہمہ وقت تیار رہو۔

﴿قال أبو العتاهية في نظمه وأحسن﴾[419]

ابو العتاہیہ نے بہت خوب کہا ہے:

(٤٦٤) إِصْـبِرْ لِـكُلِّ مُصِـيبَةٍ وَتَجَـلَّدِ   وَاعْـلَمْ بِـأَنَّ المَـرءَ غَـيرُ مُخَـلَّدِ

(۴٦۴) مصیبت کیسی بھی ہو لیکن تم صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتے رہو، اور یاد رکھو کہ اس دنیا میں انسان کو ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔

(٤٦٥) أَوَمَـا تَـرَىٰ أَنَّ المَصَـائِبَ جَمَّـةٌ   وَتَـرَىٰ المَنِيَّـةَ لِلعِبَـادِ بِمَرصَـدِ

(۴٦۵) کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ مشکلات بہت ہیں، اور موت تو لوگوں کی گھات میں لگی ہوئی ہے۔

(٤٦٦) مَـن لَـم يُصَـب مِمَّـن تَـرى بِمُصِيبَةٍ   هَـذا سَـبيلٌ لَسـتَ فيـهِ بِأَوحَـدِ[420]

(۴٦٦) تم ہر شخص کو کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا پاؤ گے، یہ معاملہ صرف تمہارے ساتھ ہی نہیں ہے۔

(٤٦٧) وَإِذا ذَكَـرتَ مُحَمَّـداً وَمُصَـابَهُ   فَـاذكُر مُصَـابَكَ بِالنَـبِيِّ مُحَمَّـدِ

---

٤١٨ وفي بعض المصادر: للموت مكان للأمر، وفي الأصل: وَأَنَّكَ لَمْ تُرْصِدْ كَمَا كَانَ أَرْصَدَا

٤١٩ والأبيات في ديوانه/ ١٢٩، والمجالسة وجواهر العلم ١١٥/٨، وفيض القدير ٣٩٢/٥، وتفسير القرطبي، ت/التركي ٢/ ٤٦٧، وشرح الزرقاني على المواهب ١٤٧/١٢، وشرحه على الموطأ ١١٣/٢، والتمهيد، ط/ المغربية ٣٢٣/١٩، وحاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح/٦١٩، وبهجة المجالس/٢٤٩.

٤٢٠ وفي بعض المصادر: بِمُفرَدِ مكان بِأَوحَدِ

(۴٦٧) کیا تم نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی تکالیف کو یاد کیا ہے، ذرا آپ ﷺ کی تکالیف اور اپنی تکلیف کا جائزہ لے کر دیکھو۔

[421]

(٤٦٨) كُلُّ شَيءٍ مَصِـــــيرُهُ لِلــــزَّوَالِ غَــيرَ رَبِّي وَصـــالِحِ الأَعـــمالِ

(۴٦٨) میرے پروردگار اور نیک اعمال کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

قال أحد [422]

(٤٦٩) ولَــو كَانَ لِي فِي كُلِّ مَنبَــتِ شَــعرَةٍ لِسَــانٌ لَمَـا اسْـتَفَيتُ وَاجِـبَ حَمْـدِهِ

(۴٦٩) اگر میرے ہر بال کے بدلے زبان ہوتی تب بھی میں اللہ تبارک وتعالی کی حمد وثنا کا حق ادا نہیں کر پاتا۔

قال سالم [423] بن وابصة الأسدي [424]

سالم بن وابصہ اسدی کہتا ہے:

(٤٧٠) أُحِـبُّ الفَتَى يَنفِي الفَواحِشَ سَمعُهُ كَأَنَّ بِــهِ عَــن كُلِّ فاحِشَــةٍ وَقْــرَا

---

٤٢١ البيت للحارث بن عباد كما في النصرانية وآدابها بين عرب الجاهلية /١٥٥.

٤٢٢ لم أقف على الشـــاعر والبيـت في محـاضرات الأدباء ٣٣٦/١، وديـوان المعـاني ١٢٧/١، والمستطرف/٢٣٣، وقد ورد في هذا المعنى أيضا قول الشاعر

لِسَـــاناً يَبُـــثُّ الشُّـــكْرَ فِيـــكَ لَقَصَّرَ لِســانٌ فَصِــيحٌ عَــن مَــدِيحِكَ يُعــرَبُ

٤٢٣ هو ســالِم بن وابِصَــة بن معبد الأســدي (ت نحو ١٢٥هـ = نحو ٧٤٣م): أمير، شــاعر، من أهل الحديث، من التابعين.دمشقيّ، سكن الكوفة، وولي إمرة (الرقة) لمحمد بن مروان، واستمر بها نحو ثلاثين عاما.وومات في آخر خلافة هشام.

كان سالم بن وابصة الأسدي رجلا حليما، وكان له ابن عم سفيه يحسده، ولم يكن يبلغ في الشرف مبلغه، فكان يتنقصه، فقال سالم ذلك لأخوانه وخاصته من بني عمه، فقال رجل منهم: تعهدّ أهله وولده بالصلة ودعه فإنه سـيصـلح، ففعل فأتاه ابن عمه ذلك فقال: أنت أحق الناس بما صـنعت وأنت أولى بالكرم مني، والله لا أعود لشيء تكرهه أبدا مني. (بغية الطلب في تاريخ حلب - ت زكار ٤١٧٠/٩، الأعلام للزركلي ٧٣/٣)

٤٢٤ المجالسة وجواهر العلم ١٣٠/٧، والحماسة البصرية ٥٠/٢، والتذكرة الحمدونية ٣٦٦/٢، وشرح حماسة أبي تمام للفارسي ١٧/٣، وشرحه للتبريزي ١٦/٢، وشرحه للمرزوقي ٨٠٢/١، والحيوان للجاحظ ٩٨/٧، وأمالي القالي ٢٢٣/٢، وأدب الدنيا والدين/١٨٠، وقد نُسِبَتْ هَذِهِ الأَبْيَاتُ إِلَى إِيَاسِ بن القَائِف كذا في الدر الفريد ١٧٢/٢.

(۴۷۰) مجھے ایسا نوجوان محبوب ہے جس کے کان بری باتوں سے ابا کرتے ہوں گویا کہ ہر بری بات سے متعلق وہ بہرے ہیں۔

(٤٧١) سَلِيمَ دَوَاعِي الصَّدْرِ لا بَاسِطاً أذىً   وَلا مانِعاً خَيراً وَلا قَائِلاً هُجْرَا

(۴۷۱) جو دل کے جذبات کا پاک ہو، کسی کو تکلیف پہنچانے والا نہ ہو، نہ کسی کار خیر میں رکاوٹ ڈالنے والا ہو اور نہ ہی بے ہودہ گفتگو کرنے والا ہو۔

(٤٧٢) إذا شِئْتَ أن تُدْعَى كَرِيمًا مُكَرَّمًا   أدِيبًا ظَرِيفًا عَاقِلًا مَاجِدًا حُرَّا

(۴۷۲) اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں شریف، محترم و مکرم، عقل مند و زیرک، سخی و فیاض، نیک و بزرگ سمجھا جائے۔

(٤٧٣) إذا مَا بَدَتْ مِن صَاحِبٍ لَكَ زَلَّةٌ   فَكُنْ أَنتَ مُحْتَالاً لِزَلَّتِهِ عُذْرَا

(۴۷۳) تو اگر تمہارے کسی دوست سے لغزش ہو جائے تو تم اس کے لیے عذر تلاش کرو۔

(٤٧٤) غِنَى المَرْءِ ما يَكْفِيهِ مِن سَدِّ خَلَّةٍ   فَإِن زادَ شَيئاً عادَ ذاكَ الغِنَى فَقْرَا

(۴۷۴) انسان کے لیے مالداری وہ ہے جو اس کی ضرورت کے لیے کافی ہو، اگر اس میں اضافہ ہو گا تو یہ مالداری تنگدستی میں تبدیل ہو جائے گی۔

٤٢٥

(٤٧٥) وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ إنْ تُهمِلْهُ شَبَّ عَلَى   حُبِّ الرَّضَاعِ وإنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

(۴۷۵) انسان کا نفس بالکل اس بچے کی طرح ہے جسے تم اگر مہلت دیتے رہو گے تو وہ جوانی تک ماں کا دودھ پینے کی محبت لیے رہے گا اور اگر تم دودھ چھڑا دو گے تو چھوڑ دے گا۔

٤٢٦

---

٤٢٥ البيت للبوصيري كما في حسن التنبه ٢٧١/١١، ومختارات من أجمل الشعر في مدح الرسول للبوطي/٢٠، وجمهرة مقالات محمود شاكر ١١٦١/٢.

٤٢٦ قائله حسان بن ثابتؓ كما في شرح الحماسة للمرزوقي ١/ ١٠، والدر الفريد ٣٩٣/٥، ولسان العرب ١٣٩/١٥ (غنى)، وتاج العروس ١٩٣/٣٩ (غنى)، وفتح الباري ٢١/٩. ولم أجده في ديوانه، وفي خزانة

(٤٧٦) تَغَنَّ بِالشِّعْرِ مَهْمَا كُنْتَ قَائِلَهُ   إِنَّ الْغِنَاءَ بِهَذَا الشِّعْرِ مِضْمَارُ[٤٢٧]

(۴۷۶) جب بھی تم شعر پڑھو تو ترنم و نغمگی کے ساتھ پڑھو، بلا شبہ ترنم و نغمگی کے ساتھ پڑھنے سے ہی شعر کو پرکھا جاتا ہے۔ (اور اس کے محاسن کا اظہار اور خامیوں کی اصلاح ہوتی ہے۔)

----------[٤٢٨]

(٤٧٧) عَلَى نَفْسِهِ فَلْيَبْكِ مَنْ ضَاعَ عُمْرُهُ   وَلَيْسَ لَهُ مِنْهَا نَصِيبٌ وَلَا سَهْمُ

(۴۷۷) جس نے زندگی میں کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور پوری عمر ایسے ہی گنوادی، اسے خود پر ماتم کرنا چاہیے۔

قال أبو العتاهية[٤٢٩]

ابو العتاہیہ کہتا ہے:

(٤٧٨) وَصَفْتَ التُّقَى حَتَّى كَأَنَّكَ ذُو تُقَى   وَرِيحُ الْخَطَايَا مِنْ ثِيَابِكَ تَسْطَعُ[٤٣٠]

(۴۷۸) تم نے تو تقوے کا ایسا تعارف پیش کیا ہے کہ لگتا ہے کہ تم بھی بہت بڑے متقی ہو، حالاں کہ تمہارے کپڑوں سے گناہوں کی بدبو پھوٹ رہی ہے۔

الأدب لابن حجة ٢/٣٣، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ١/ ٢٤ وشرح صحيح البخاري لابن بطال ١٠/٢٦١، وشرح الزرقاني على المواهب ١٢/٥٦، وزاد المعاد ١/٦٢٢ بلا نسبة.

٤٢٧ وفي بعض المصادر: في كل شعر مكان بالشعر، أما،إما مكان مهما، أنت مكان كنت

قوله "مضمار": أي كالميدان الذي فيه تجري الخيل، فيظهر فيها الحسن من غيره يغني، أنه إذا استعمل. (شرح الزرقاني على المواهب ١٢/٥٦)، والغناء مضمار الشعر أي به يُختبر، وقد قصد بذلك ترنيم الشعر وإنشاده على نغم مؤثر وهو الغناء، فما زال الشعراء يترنمون بشعرهم وينشدونه بأسلوب خاص يميزه عن أسلوب إلقاء النثر.

٤٢٨ البيت لابن الفارض كما في روح البيان ٨/٢٥٤، والبحر المديد ٤/٢٦٥، ومرقاة المفاتيح، ٨/ ٣٢٢٥، وقد قيل للشيخ جمال الدين عبد السوسي كما في أنوار الربيع/٣٤٣، وفي حاشيه الشهاب علي تفسير البيضاوي ٣/١٨، وروح المعاني ١ /٤، ١٥/٢٨٣، ١٥/٢٩٦، وغرائب الاغتراب/٣٤، ١٣٢.

٤٢٩ والبيت في ديوانه/ ٢١٢، وجامع بيان العلم وفضله/ ٢٣٥، والدر الفريد ١٠/٢٦٠، وتفسير ابن كثير، ت/ السلامة ١/٢٥٠، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ١/ ٥٩.

٤٣٠ وفي بعض المصادر: وَصْفًا مكان حَتَّى، المعاصي مكان الْخَطَايَا، ثناياك، شأنك مكان ثِيَابِكَ، تَعْبَقُ مكان تَسْطَعُ

﴿قال صالح بن عبد القدوس (بيت واحد من ثلاثة أبيات)﴾[431]

صالح بن عبد القدوس کہتا ہے:

(٤٧٩) وَإِنَّ عَنَاءً أَنْ تُفهِمَ جَاهِلاً — فَيَحْسَبُ جَهْلاً أَنَّهُ مِنكَ أفهَمُ

(۴۷۹) کسی جاہل کو سمجھانا بڑا مشکل کام ہے جو جہالت کی وجہ سے خود کو آپ سے زیادہ سمجھ دار خیال رہا ہو۔

﴿وقال طرفة بن عبد البكري﴾[432][433]

طرفہ بن عبد بکری کہتا ہے:

(٤٨٠) قَد يَبعَثُ الأَمرَ العَظِيمَ صَغيرُهُ — حَتَّى تَظَلَّ لَهُ الدِماءُ تُصَبَّبُ

(۴۸۰) کبھی کبھی معمولی سی بات بھی بڑی بڑی جنگوں کا سبب بن جاتی ہے، جس کے نتیجے میں خون کی ندیاں بہہ پڑتی ہیں۔

(٤٨١) وَالظُّلْمُ فَرَّقَ بَينَ حَيَّيْ وائِلٍ — بَكرٌ تُسَاقِيهَا المَنَايَا تَغلِبُ

(۴۸۱) اور ظلم وزیادتی کی وجہ سے قبیلۂ وائل کی دو شاخوں میں پھوٹ پڑ گئی، جس کے نتیجے میں بنو بکر و بنو تغلب ایک دوسرے کو موت کا جام پلا رہے ہیں۔

(٤٨٢) وَالصِّدْقُ يَأْلَفُهُ الكَرِيمُ المُرْتَجِيْ — وَالكِذْبُ يَأْلَفُهُ الدَنِيءُ الأَخيَبُ

---

٤٣١ والبيت في ديوانه/ ١١٧، وجامع بيان العلم وفضله/ ٤٢٧، والفقيه والمتفقه ١٨٩/٢، وربيع الأبرار ٢٧/٢، والتذكرة الحمدونية ٢٦٧/٣، ونهاية الأرب ٣/ ٨٢، والحماسة البصرية ٢/ ٤٠، وحماسة البحتري/ ٢٠٩ .

٤٣٢ هو طرفة بن العبد بن سفيان بن سعد، البكري الوائلي، أبو عمرو، ولد في بادية البحرين، وتنقل في بقاع نجد، واتصل بالملك عمرو بن هند فجعله في ندمائه، ثم أرسله بكتاب إلى المعبر عامله على البحرين وعمان يأمره فيه بقتله، لأبيات بلغ الملك أن طرفة هجاه بها، فقتله المعبر، شاعر جاهلي، من الطبقة الأولى، وكان هجاءاً، غير فاحش القول، تفيض الحكمة على لسانه في أكثر شعره، أشهر شعره معلقته، وجمع المحفوظ من شعره في ديوان صغير. (الحيوان ٤٦٣/٧، الأعلام للزركلي ٢٢٥/٣)

٤٣٣ ديوان طرفة بن العبد/٣، ١٢، والشعر والشعراء ١/ ١٨٤.

(۴۸۲) شریف اور بامید شخص صدق بیانی اور راست گوئی کو پسند کرتا ہے اور کمینہ و ناامید شخص کذب بیانی اور دروغ گوئی کو پسند کرتا ہے۔

-----------[٤٣٤]

(٤٨٣) إذا أَنـتَ أَكرمـتَ الكَـريمَ مَلَكتَـهُ وَإِن أَنـتَ أَكرمـتَ اللَّئِـيمَ تَمَـرَّدا

(۴۸۳) اگر تم کسی شریف انسان کے ساتھ عزت واحترام کا معاملہ کروگے تو اسے اپنا بنالوگے، اور اگر یہی معاملہ کسی کمینہ کے ساتھ کروگے تو وہ تم پر جرأت کرنے لگے گا۔

-----------[٤٣٥]

(٤٨٤) إِذَا قَالَـــتْ حَـــذَامِ فَصَـــدِّقُوْهَا فَـإِنَّ القَـوْلَ مَـا قَالَـتْ حَـذَامِ

(۴۸۴) اگر حزام کوئی بات کہے تو اس کی تصدیق کرو، کیوں کہ حقیقت وہی جو اس نے بیان کی ہے۔

قال السيد مرتضى[٤٣٦] ....

---

٤٣٤ القائل هو المتنبي والبيت في ديوانه/ ٣٤٢، والحماسة المغربية ١٢٥٦/٢، والدر الفريد ٣٥١/٢.

٤٣٥ في الدر الفريد ٣٨/٣، وشرح أبيات مغني اللبيب ٣٣١/٤: "زعموا أن امرأة من عنزة بن أسد بن ربيعة يقال لها حذامِ بنتُ العتيك بن أسلم بن يذكر بن عنزة بن أسد بن ربيعة، كانت تحت لجيم بن صعْب بن علي بن بكر بن وائل فولدتْ له عجلَ بن لجيم ثم تزوج بعد حذامِ صفية بنت كاهل بن أسد بن خزيمةَ فولدتْ له حنيفةَ بنَ لجيم ثم أنه وقع بين امرأتيه تنازع فقال لجيم ..."

وقال الشيخ محمد محي الدين عبد الحميد في سبيل الهدى بتحقيق شرح قطر الندى/٤٣: "البيتان قيل إنهما لديسم بن طارق أحد شعراء الجاهلية. والصواب كما في اللسان (مادة: رقش) أنهما للجيم بن صعب والد حنيفة وعجل، وحذام امرأته وفيها يقولها"

٤٣٦ هو محمد بن محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسيني الزبيدي(١١٤٥ - ١٢٠٥هـ/ ١٧٣٢ - ١٧٩٠م)، أبو الفيض، الملقب بمرتضى: علامة باللغة والحديث والرجال والأنساب، من كبار المصنفين.أصله من واسط في العراق، ومولده بالهند في بلگرام ومنشأه في زبيد باليمن، رحل إلى الحجاز، وأقام بمصر. فاشتهر فضله وانهالت عليه الهدايا والتحف، وكاتبه ملوك الحجاز والهند واليمن والشام والعراق والمغرب الأقصى والترك والسودان والجزائر.وزاد اعتقاد الناس فيه حتى كان في أهل المغرب كثيرون يزعمون أن من حج ولم يزر الزبيدى ويصله بشئ لم يكن حجه كاملا! وتوفى بالطاعون في مصر.

من كتبه: تاج العروس في شرح القاموس طبع أربعين مجلدا، إتحاف السادة المتقين في شرح إحياء العلوم للغزالي، عشرة مجلدات، طبعة مصر. أسانيد الكتب الستة، عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة مجلدان، بلغة

..............بن محمد البلگرامي[437]

سید مرتضی بن محمد بلگرامی کہتے ہیں:

(٤٨٥) تَـوَكَّلْ عَـلَىٰ مَـولَاكَ واخْـشَ عِقَابَـهُ   ودَاوِمْ عَلَىٰ التَّقْوَىٰ وحِفْظِ الْجَوَارِحِ

(۴۸۵) اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو، اور تقوے کا اور اپنے اعضاء و جوارح کو (گناہوں سے) بچانے کا اہتمام کرو۔

(٤٨٦) وَقَـدِّمْ مِـنَ الـبِرِّ الَّذِي تَسْـتَطِيعُهُ   ومِـنْ عَمَـلٍ يَرضَـاهُ مَـولَاكَ صَـالِحِ

(۴۸۶) اور تم اپنے پروردگار کی رضا و خوشنودی کے لیے جس قدر نیکی اور اعمال صالحہ کر سکتے ہو کر گزرو۔

(٤٨٧) وأَقْبِـلْ عَـلَىٰ الفِعْـلِ الجَمِيـلِ وبَـذلِهِ   إلَىٰ أهلِهِ مَا اسـتَطَعتَ غَيرَ مُكَالِحِ

(۴۸۷) اور اچھے کاموں میں لگ جاؤ، اور مستحق لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرو، جھگڑا نہ کرو۔

(٤٨٨) وَلَا تَسـمَعِ الأقوَالَ مِن كُلِّ جَانِبٍ   فَـلَا بُـدَّ مِـن مُـثْنٍ عَلَيـكَ وَقَـادِحِ

(۴۸۸) اور ہر کسی کی بات پر کان نہ دھرو، کوئی تمہاری تعریف کرے گا تو کوئی برائی نکالے گا۔

قال القاضي أحمد بن مصطفى[438]

قاضی احمد بن مصطفی کہتے ہیں:

(٤٨٩) تغَـيَّرَتِ الْمَـوَدَّةُ فِي الرِّجَـالِ   وشَـاعَ الحِقْـدُ فِي أهـلِ الكَمَـالِ

(۴۸۹) لوگوں میں سے محبت و ہمدردی بالکل ختم ہو گئی، اور اہل علم و اصحاب فضل و کمال میں بھی بغض و کینہ عام ہو گیا۔

(٤٩٠) قَـدِ انْهَـدَمَتْ بِأمطَـارِ الـرَّزَايَا   مَقَاصِـيرُ الْمُـرُوَّةِ وَالنَّـوَالِ

الغريب في مصطلح آثار الحبيب، عقد اللآلي المتناثرة في حفظ الأحاديث المتواترة. (حلية البشر في تاريخ القرن الثالث عشر/١٥١٣، والبدور المضية في تراجم الحنفية ١٨/٣٠، ونزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر: ٧/١١١٢)

٤٣٧ حلية البشر في تاريخ القرن الثالث عشر/١٥١٣، والبدور المضية في تراجم الحنفية ١٨/٣٠، ونزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر: ٧/١١١٢.

٤٣٨ نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر ٧/٩٠٢.

(۴۹۰) مصائب و مشکلات کی تابڑ توڑ بارش کے نتیجے میں اخلاق و مروت اور داد و دہش کے مکانات بھی منہدم ہو گئے۔

(٤٩١) وإِنَّ فِي الدَّهْـــرِ ذُو شَرَفٍ وَمَجْـــدٍ   سِـــوَىٰ مَحْكُـــومِ رَبَّاتِ الْحِجَـــالِ

(۴۹۱) اور عورتوں کے غلاموں کے علاوہ ہر شخص صاحب مقام اور قابل عزت واحترام ہے۔

(٤٩٢) فَلَـــيسَ الآنَ يَا نَفْـــسِ اكْتِسَـــابٌ   يُعَـــاوِنُ مـــا عـــدَا شَـــدِّ الرِّحَـــالِ

(۴۹۲) اے میرے نفس! اب تو رخت سفر باندھنے کے علاوہ کوئی چیز مدد کے لیے نظر نہیں آتی۔ ٤٣٩

(٤٩٣) لاَ تَحْسَـبِ الْمَجْـدَ تَمْـرًا أَنْـتَ آكِلُـهُ   لَـنْ تَبْلُـغَ الْمَجْـدَ حَـتَّى تَلْعَـقَ الصَّـبِرَا

(۴۹۳) تو شرافت و نجابت اور مقام و مرتبے کو کھجور نہ سمجھ جسے تو کھالے گا، تو اسے اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ تو صَبِر (ایک قسم کا کڑوا پھل) کو نہ چکھ لے۔ ٤٤٠

(٤٩٤) اصْـــبِرْ عَـــلَى مَضَـــضِ الْحَسُـــو   دِ فَـــإِنَّ صَـــبْرَكَ قَـــاتِلُهْ

(۴۹۴) حاسد کی تکلیفوں کے سامنے ڈٹے رہو، تمہارا صبر اور استقامت دیکھ کر وہ خود ہی گھٹ گھٹ کر مر جائے گا۔ ٤٤١

(٤٩٥) لَهْفِـي عَـلَى تِـلْكَ الشَّـواهِدِ فِـيهِا   لَـو أُمهِلَـتْ حَـتّى تَكـونَ شَـمائِلَا

(۴۹۵) ان میں موجود علامات پر افسوس ہے، کاش انہیں اتنی مہلت ملتی کہ وہ خوبیاں بن جاتیں۔

---

٤٣٩ البيت في أمالي القالي ١١٣/١، وتذكرة السامع والمتكلم/٢٧، وشرح حماسة أبي تمام للفارسي ٢١٦/٣ بلا نسبة، والمدخل إلى تقويم اللسان لابن هشام اللخمي/ ١١١، و في حاشية التحقيق: حَوْط بن رئاب الأسدي. (سِمط اللآلئ في شرح أمالي القالي للبَكري)

٤٤٠ البيت لابن المعتز وهو في ديوانه/ ٣٤٣، أورده القرطبي في تفسيره، ت/ التركي ٦ /٤١٧، وبيان المعاني /١٨٢، والدر الفريد ١٥٨/١١، والبدور المضية في تراجم الحنفية ٣٧٣/٤.

٤٤١ البيت لأبي تمام الطائي كما في التذكرة الحمدونية ٢٧٦/٤، والكامل في اللغة والأدب ٢٣/٤، والدر الفريد ٣٦٩/٤.

٤٤٢

(٤٩٦) تَرْجُو النَّجَاةَ وَلَم تَسـلُكْ مَسَالِكَهَا إِنَّ السَّفِينَةَ لَا تَجْرِي عَلَى اليَبَسِ

(۴۹۶) تو نجات کی امید رکھتا ہے لیکن اس کے اسباب اختیار نہیں کرتا، کشتی کبھی خشکی پر نہیں چلا کرتی۔

٤٤٣

(٤٩٧) تَرَى الرَّجُلَ النَّحِيفَ فَتَزْدَرِيهِ وَفِي أَثْوَابِهِ **أَسَدٌ مَزِيرُ**[٤٤٤]

(۴۹۷) تو کمزور و ناتواں شخص کو دیکھ کر اسے حقیر سمجھتا ہے، حالاں کہ ان کپڑوں میں مضبوط بہادر شیر پنہاں ہوتا ہے۔

٤٤٥

(٤٩٨) إِذا اعتادَ الفَتَىٰ خَوضَ المَنَايَا **فأيسَرُ** مَا يَمُرُّ بِهِ الوُحُولُ[٤٤٦]

(۴۹۸) جب نوجوان موت کے دریا میں غوطہ لگانے کا عادی ہو جاتا ہے تو کیچڑ سے گزرنا اس کے لیے اور آسان ہو جاتا ہے۔

---

٤٤٢ قائله أبو العتاهية والبيت في ديوانه/ ٢٣٠، والدر الفريد ٥/٣١٥، وفي مختصر شعب الإيمان للقزويني /٣٢، والبداية والنهاية، ت/ التركي ١٤/٣٩، وتفسير الكشاف ١/٤١٧.

٤٤٣ قائله العَبَّاسُ بن مِرداسٍ السلمي كما في الدر الفريد ٥/٣٢٧، والصحاح للجوهري (مزر) /٨١٧، والحماسة البصرية ٢/٧، وشرح ديوان الحماسة للمرزوقي ٣/ ١١٥٣-١١٥٥، وفي تفسير القرطبي، ت/ التركي ٤/ ٢٣٣ بدون نسبة، في شرح ديوان الحماسة للتبريزي ٣/ ٨٩-٩٠: لمعوّد الحكماء، وقال البكري في سمط اللآلي: ١/١٩٠: "اختلف العلماء في عزو هذا الشعر فأنشده أبو تمام لعباس بن مرداس السلميّ، ونسبه ابن الأعرابي والرياشيّ إلى معوّد الحكماء. وقال عمرو ابن أبي عمرو النوقانيّ وقد نسب إلى ربيعة الرقّيّ، والصحيح من هذا والله أعلم أنه لمعوّد الحكماء وهو معاوية بن مالك بن جعفر بن كلاب سميّ معوّد الحكماء".

٤٤٤ وفي بعض المصادر: رجل مكان أَسَدٌ، هَصُورُ مكان مَزِيرُ

٤٤٥ قاله المتنبي وهو في ديوانه/ ٢٦٤، ونهاية الأرب ٨/ ١٠٩، والبداية والنهاية، ت/ التركي، ١٨/ ٦٦٨، ومجاني الأدب ٤/ ١٠٤، والدر الفريد ٢/ ٢٨٨، وخزانة الأدب ١/ ١٩٤، والمستطرف/ ٣٩.

٤٤٦ وفي بعض المصادر: فَأَهوَنُ مكان فأيسَرُ

[447]

(٤٩٩) مَـــا الَّذِي عِنـــدَهُ تُـــدَارُ المَنَـــايَا كَالَّذِي عِنـــدَهُ تُـــدارُ الشَـــمولُ

(۴۹۹) جس شخص کے ارد گرد موت گھومتی ہے وہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جس کے ارد گرد شراب گھومتی ہے۔

وقال إبن شرف القيرواني [448]

ابن شرف قیروانی فرماتے ہیں:

(٥٠٠) لا تَسْـأَلِ النَّـاسَ وَالأَيَّامَ عَـنْ خَـبَرٍ هُمَـا يَبُثَّانِـكَ الأَخْبَـارُ **تَطْفِـيلَا**[449]

(۵۰۰) کسی واقعے سے متعلق لوگوں سے اور زمانے سے نہ پوچھو وہ تمہیں دھیرے دھیرے ساری خبریں بتائیں گے۔

أنشد الأصمعي [450]

امام اصمعی کہتے ہیں:

(٥٠١) النُّصْـــحُ أَرْخَصُ مَا بَاعَ الرِّجَالُ فَلَا تَـرْدُدْ عَـلَى نَاصِحٍ نُصْـحًا وَلَا تَـلُمِ

(۵۰۱) سب سے سستی چیز نصیحت ہے، چنانچہ تم کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت کو نہ ٹھکراؤ اور نہ ہی اس پر ملامت کرو۔

(٥٠٢) إِنَّ النَّصَـــائِحَ لَا تَخْفَـــى **مَنَاهِجُهَـــا** عَلَى الرِّجَالِ ذَوِي الْأَلْبَابِ وَالْفَهْمِ[451]

(۵۰۲) ارباب حل وعقد اور اصحاب فہم وفراست کے لیے نصیحت کے مواقع اور اس کے اسالیب مخفی نہیں رہتے۔

---

٤٤٧ قاله المتنبي وهو في ديوانه/ ٣٣٢، ومجاني الأدب ٤/ ١٠٦، والدر الفريد ٩/ ١١٨، ١٠/ ٥٢، وخزانة الأدب ١/ ٢٠٢، وأنوار الربيع/١٠٨.

٤٤٨ الوافي بالوفيات ٣/ ٨٣، وموارد الظمآن ٣/ ٥١٧.

٤٤٩ وفي بعض المصادر: تفصيلا مكان تَطْفِيلَا

٤٥٠ كذا في ربيع الأبرار ٥/٢٦٨، ومجاني الأدب ١ /٣٢، وأدب الدنيا والدين/٣٠٥، والمستطرف/٨٨.

٤٥١ في الأصل: مَنَاهِلَهَا مكان مَنَاهِجُهَا

﴿قال زهير[٤٥٢] بن أبي سُلمى﴾[٤٥٣]

زہیر بن ابی سلمی کہتا ہے:

(٥٠٣) الْـــوُدُّ لا يَخْفـــى وإِنْ أَخْفَيْتَـــهُ   والـــبُغْضُ تُبْدِيـــهِ لَكَ الْعَيْنَـــانِ

(۵۰۳) الفت و محبت کو تم کتنا ہی چھپانے کی کوشش کرو وہ چھپ نہیں سکتی، اسی طرح دشمنی بھی آنکھوں سے ہی نظر آجاتی ہے۔

﴿قال آخر﴾[٤٥٤]

(٥٠٤) احْـــذَرْ عَـــدُوَّكَ مَـــرَّةً   واحْـــذَرْ صَـــدِيقَكَ أَلْـــفَ مَـــرَّةْ

(۵۰۴) اپنے دشمن سے ایک مرتبہ احتیاط برتو اور اپنے دوست سے سو مرتبہ احتیاط برتو۔

(٥٠٥) فَلَـــرُبَّمَا انقَلَـــبَ الصَّـــدِيـ   ـقُ فَـــكَانَ أَعْـــلَمَ بالمَضَرَّةْ

(۵۰۵) کیوں کہ اکثر دوست بدل جاتا ہے اور وہی تمھیں ضرر پہنچانے کے مواقع سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔

---

٤٥٢ هو زُهير بن أبي سُلْمى المزني (٥٢٠ - ٦٠٩ م) أحد أشهر شعراء العرب وحكيم الشعراء في الجاهلية وهو أحد الثلاثة المقدمين على سائر الشعراء وهم امرؤ القيس وزُهير بن أبي سُلْمى والنابغة الذبياني.

قال ابن الأعرابي: كان لزهير في الشعر ما لم يكن لغيره، كان أبوه شاعرا، وخاله شاعرا، وأخته سلمى شاعرة، وابناه كعب وبجير شاعرين، وأخته الخنساء شاعرة. ولد في بلاد (مُزَينة) بنواحي المدينة، وكان يقيم في الحاجر (من ديار نجد) واستمر بنوه فيه بعد الإسلام. قيل: كان ينظم القصيدة في شهر وينقحها ويهذبها في سنة فكانت قصائده تسمى (الحوليّات) أشهر شعره معلقته التي مطلعها: (أمن أم أوفى دمنة لم تكلم) ويقال: إن أبياته التي في آخر هذه القصيدة تشبه كلام الأنبياء. له (ديوان - ط) ترجم كثير منه إلى الألمانية. وللمستشرق الألماني ديروفّ Dyroff كتاب في (زهير وأشعاره) بالألمانية طبع في منشن سنة ١٨٩٢م. (الأعلام للزركلي ٥٢/٣)

٤٥٣ مجاني الأدب ١/ ٤٢، ومحاضرات الأدباء ١/ ٣٠٨، والدر الفريد ١٩٣/٢، والميسر للتوربشتي ١٠٢٣/٣.

٤٥٤ لم أقف على الشاعر والبيت في يتيمة الدهر ١٢٧/٣، وبهجة المجالس/ ١٣٩، ومجاني الأدب ٤٢/١، والدر الفريد ١٨٨/٢، والبدور المضية في تراجم الحنفية ١٢/ ١٢٣ بدون نسبة.

وقال محمود ابن أبي الجنود[455][456]

محمود ابن ابو الجنود کہتا ہے:

(٥٠٦) لي حِـــيلَةٌ في مَـــنْ يَّـــنِمُّ وَلَـــيسَ في الكَـــذَّابِ حـــيِلَهْ

(۵۰۶) چغل خور کے لیے تو میرے پاس تدبیر ہے، لیکن جھوٹے آدمی کے لیے کوئی تدبیر نہیں۔

(٥٠٧) مَـــن كانَ يَخْلُـــفُ مـــا يَقُـــو لُ فَحِيلَـــتِي فيـــهِ قَلـــيلَهْ[457]

(۵۰۷) اور جو وعدہ خلافی کرتا ہو اس کے بارے میں تدابیر کم ہی کارگر ہوتی ہیں۔

قال بعض الشعراء[458]

(٥٠٨) اصـــبِرْ عَـــلى حَسَـــدِ الحَســـودِ فَـــإِنَّ صَـــبرَكَ قـــاتِلُهْ

(۵۰۸) حاسد کے حسد کے سامنے ڈٹے رہو، تمہارا صبر اور استقامت دیکھ کر وہ خود ہی گھٹ گھٹ کر مر جائے گا۔

(٥٠٩) فَالنَّـــارُ تَـــأْكُلُ بَعضَـــها إِن لَـــم تَجِـــدْ مَـــا تَأْكُلُـــهْ

(۵۰۹) جیسا کہ آگ کو اگر ایندھن نہ ملے تو اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔

---

٤٥٥ لم أقف على ترجمته

٤٥٦ كذا في مجاني الأدب ١/ ٣٦، المســتطرف / ٢٥٧، أوقال مَنْصُــورُ الفَقِيه كما في معجم الأدباء ١٩ /١٨٦، ووفيات الأعيان ٥/ ٢٩٠، وطبقات الشــافعية الكبرى ٣/ ٢٨٣، والدر الفريد ٩/ ٢٥، أو بشــار بن برد كما في إعجاز القرآن للباقلاني /١٥٢، وصـــيد الأفكار ١/ ٦٥٢، أو أَبُو بَكْرٍ الْقَاضِي الْمَعْرُوف بِابْنِ قُرَيْعَةَ كما في البداية والنهاية، ت/ التركي ١٥ /٣٨٨، وفي تفســير القرطبي، ت/ التركي ١ /٣٢٦، والكامل للمبرد ٢ /٨٨٢ من غير نسبة.

٤٥٧ في الأصل: يخلق مكان يَخْلُفُ

٤٥٨ هو إبن المعتز، أبو العباس عبد الله بن خليفة المعتز بن المتوكل والبيتان في ديوانه/ ٣٢٢، أوردهما القرطبي في تفســيره، ت/ التركي ٦ /٢١٧، وبيان المعاني/١٨٢، والدر الفريد ١٥٨/١١، والبدور المضــية في تراجم الحنفية ٣٢٢/٢.

قال منصور الفقيه[459]

منصور فقیہ کہتے ہیں:

(٥١٠) ألَا قُـــلْ لِمَـــنْ كان لِي حَاسِــدًا أَتَدْرِي عَلَى مَنْ أَسَــأْتَ الأَدَبْ[460]

(۵۱۰) میرے حاسدین سے کہہ دو کہ کیا تم جانتے ہو کہ تم کس کی شان میں گستاخی کر رہے ہو۔

(٥١١) أَسَـــأْتَ عَـــلَى اللهِ فِي حُكْمِـــهِ لأَنَّــكَ لَــمْ تَــرضَ لِي مَــا وَهَــبْ

(۵۱۱) تم مجھ پر اللہ تعالی کے فضل واحسان سے ناخوش ہو کر اس کے فیصلہ پر اعتراض کر رہے ہو۔

ما أحسن القائل[461]

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

(٥١٢) قَـدِّمْ لِنَفْسِـكَ قَبْـلَ مَوْتِـكَ صَـالِحًا وَاعْمَـلْ فَلَـيْسَ إِلَى الْخُلُـودِ سَـبِيلُ

(۵۱۲) موت سے پہلے خود کے لیے اعمال صالحہ کا ذخیرہ جمع کر لو، کیوں کہ ہمیشہ رہنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

---

٤٥٩ كذا في محاضرات الأدباء للأصــفهاني ٣١٣/١، ونهاية الأرب ٢٨٦/٣، والدر الفريد ٨٣/٥، ومجاني الأدب ١/ ٣٦، وشعب الإيمان، ط/الرشد ٣٢/٩، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ٦/ ٢١٦، وتفسير الثعلبي، ط/ دار التفسير ٣١٩/١٠، ونســبا للمعافى بن زكريا النهرواني الجريري المعروف بابن طرارة، وفي الذخائر والعبقريات ١٧٧/٢، واللطائف من دقائق المعارف/٣٣٩، والعقد التليد ٣٣٧/١، والبداية والنهاية، ت/ التركي ٣٩٠/١٥، وإنباه الرواة ٢٩٦/٣، وحســن التنبه ٣٨١/٥، ومرآة الزمان ١٢٣/١٨، ومعجم الأدباء للحموي، ت/ إحســان عباس ٦/ ٢٧٠٣، ووفيات الأعيان ٥/ ٢٢٢، وتاريخ بغداد ١٣ /٣٣٠، وقد نسبا للإمام الشافعي في البحور الزاخرة في علوم الآخرة/٩، وقيل للإمام أحمد بن حنبل في تفســير حدائق الروح والريحان ٥٣/٦، وفي تفســير الرازي ٥٣٠/٢٩ بغير نسبة.

٤٦٠ في الأصل: ظل، بَاتَ مكان كان

٤٦١ وهو الأحوص الأنصاري كما في مختصر تاريخ دمشق ٢٨٥/١٣، والديباج للختلي/١٠٦، واللباب في علوم الكتاب ٣٩٥/٢، وروح البيان ٢٢٣/١٠، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ٢ /٣١٧.

قال آخر [٤٦٢]

(٥١٣) قَـــدِّم لِنفسِـــكَ توبَــةً مَرْجُـــوَّةً　　قَبلَ المَمَاتِ وَقَبلَ حَبْسِ الأَلسُنِ

(۵۱۳) موت اور زبان کے گُنگ ہو جانے سے پہلے ایسی توبہ کر لو جس کی قبولیت کی امید ہو۔

لله در الشاعر حيث قال [٤٦٣]

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

(٥١٤) إِذَا الفَـــتَى فَاتَـــهُ مَـــالٌ يُجَمِّـــلُهُ　　فَفِـي التَّـأَدُّبِ مِمَّـا فَاتَـهُ خَلَـفُ

(۵۱۴) اگر کسی نوجوان کے پاس مال و دولت نہ ہو جو اس کے لیے زینت کا سبب ہو تو اخلاق وآداب سے آراستہ ہو کر اس کی بھرپائی ہو سکتی ہے۔

(٥١٥) هُـوَ اللِّبَـاسُ الَّذِي لَا شَيْءَ يَعْـدِلُهُ　　إِلَّا الدِّيْـنُ فِيْـهِ الفَضْـلُ وَالشَّـرَفُ

(۵۱۵) یہ ایسا لباس ہے دین کے علاوہ کوئی بھی چیز جس کے برابر نہیں ہو سکتی، اور جس میں خوبی بھی ہے اور عظمت بھی۔

----------- [٤٦٤]

[كَمْ مِنْ خَسِيسٍ وَضِيعِ الْقَدْرِ لَيْسَ لَهُ　　فِي العِزِّ بَيْتٌ ولا يَنْمِي إلى نَسَـــبِ]

[کتنے ہی ایسے ذلیل ورذیل لوگ ہیں جن کا نہ کوئی مقام و مرتبہ ہے اور نہ ہی اعلیٰ حسب نسب ہے۔]

(٥١٦) قَد صَـــارَ بِالأَدَبِ المَحمُودِ ذا شَرَفٍ　　عالٍ وذا حَسَـبٍ مَحْضٍ وذا نَسَـبِ

(۵۱۶) لیکن قابل تعریف اور لائق تحسین اخلاق وآداب کی بنیاد پر انہیں بلند مقام ومرتبہ اور عالی نسبت حاصل ہو گئی۔

(٥١٧) يُعْـلِي التَّـأَدُّبُ أقوَامـاً ويَـرْفَعُهم　　حَتَّىٰ يُسَـاوُوا ذَوِي العَلْيَاءِ فِي الرُّتَبِ

---

٤٦٢ وهو محمود الوراق كما في التمهيد، ط/ المغربية ١٢/١٥، والتذكرة بأحوال الموتى للقرطبي/٢١٣، وبهجة المجالس/٢٢٩، وفي تفسير القرطبي، ت/ التركي ٢/ ٣١٤، واللباب في علوم الكتاب ٣٩٥/٢ بغير نسبة.

٤٦٣ وهو أبو عمرو ويعرف بالشاكر البصري كما في معجم الأدباء ٩٤٢/٣، والدر الفريد وبيت القصيد ٣١٢/٢.

٤٦٤ غرر الخصائص الواضحة /١٨٤، ومعجم الأدباء للحموي ٢١/١ بلا نسبة.

(۵۱۷) آداب واخلاق لوگوں کو بلندی تک پہنچادیتے ہیں یہاں تک کہ وہ مقام و مرتبے میں اہل فضل وکمال کے برابر ہو جاتے ہیں۔

﴿قال أحد﴾[٤٦٥]

(٥١٨) وَمَـنْ ذَا الَّذِي تُـرْضَىٰ سَجَـايَاهُ كُلُّهَـا   كَفَـى الْمَـرْءُ نُـبْلًا أَنْ تُعَـدَّ مَعَايِبُـهُ

(۵۱۸) اور کون وہ خوش نصیب ہے جس کی تمام عادتیں مقبول و پسندیدہ ہوں، انسان کی شرافت و نجابت کے لیے صرف یہی کافی ہے کہ اس کے عیوب شمار کیے جائیں۔

﴿قال بكر بن عبد العزيز بن أبي دُلَف العجلي[٤٦٦]﴾[٤٦٧]

ابو بکر بن عبد العزیز عجلی کہتا ہے:

(٥١٩) لا يَنَـالُ العُـلَى وَلَا يَبلُـغُ الْمَجْـدَ   هَيُّـــوبٌ جَثَّامَـــةٌ فِي الظِّـــلَالِ

(۵۱۹) سایوں میں پڑے رہنے والا اور ڈرپوک شخص کبھی بلند مقام حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی بزرگی کو پہنچ سکتا ہے۔

(٥٢٠) إِنَّــمَا يَحْــرِزُ القِــدَاحَ ويَحْــوِي   قَصَــبَاتِ السِّبَاقِ عِنْــدَ الــنِّزَالِ

(۵۲۰) بلاشبہ تسلط وہی حاصل کرتا ہے اور جنگ میں غلبہ وہی حاصل کرتا ہے۔

(٥٢١) مَـن يَـذُودُ الْمُلُـوكَ عَـن سَـاحَةِ الْمُلـ   ـكِ إذا مَـــا تَنَافَسُـــوا فِي الْمَعَـــالِي

٤٦٥ وهو يزيد بن محمد المهلبي كما في شرح أبيات مغني اللبيب ١/١، والتمثيل والمحاضرة /٩٣، أو بشـــار بن برد كما في مجمع الحكم والأمثال ٦/٢٣٠، وموسوعة الرقائق والأدب/٢٠٠٥، وقد قيل لعلي بن الجهم، تكملة حاشية رد المحتار ٧/ ٢٩٨.

٤٦٦ هو بكر بن عبد العزيز العجلي (٢٥١-٢٨٥هـ/٨٦٥-٨٩٨م)، أحد أحفاد أبي دلف العجلي، مات مسموما بطبرستان، نظم قصائد، نحا فيها منحى شعراء ما قبل الإسلام في الفخر، وتفيض بإشارات إلى الحالة السياسية في السنوات الأخيرة من حياته خاصة. وكان شـاعرًا فخورًا غير مكثر،ثائرا من بيت رياسـة ومجد، امتنع بالأهواز في أيام المعتضـد العباسي سـنة ٢٨٣هـ فسير المعتضد جيشًا لقتاله فظفر بكر وقدم أصبهان. فقصده ابن النوشري فقاتله فتفرق رجال بكر عنه ونجا بكر في نفر يسير من أصحابه فمضى إلى طبرستان فأقام إلى أن مات فيها. له ديوان شعر. (الأعلام للزركلي ٢/٦٥)

٤٦٧ لم أقف على مصادر هذه الأبيات.

(۵۲۱) جو بادشاہت کے میدان سے بادشاہوں کو دور کرتا ہے، جب کہ وہ بلندی حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کرتے ہیں۔

(٥٢٢) ومَـن يُّـدِيرُ الأُمُـورَ مِنـه بِـرَأئ   طَلَعَـت مِنـه مُرهِفَـاتُ النِّصَـالِ

(۵۲۲) اور جو اپنے امور و معاملات کو ایسی رائے سے انجام دیتا ہے جو دھاردار ہتھیار کا کام کرتی ہے۔

وقال آخر[468]

(٥٢٣) ومَنْ هَرَّ أطرافَ القَنَا خَشْـيَةَ الرَّدَىٰ   فَلَـيسَ لَمَجْـدٍ صـالحٍ بِكَسُـوبِ[469]

(۵۲۳) اور جو شخص نیزے کے کناروں کو ہلاکت کے ڈر سے ناپسند کرتا ہے وہ کبھی زیادہ عزت وشرافت حاصل نہیں کر سکتا۔

(٥٢٤) ومـا هِيَ إلا رَقْـدَةٌ تُـورِثُ العُـلَا   لِرَهْطِـكَ مـا حَنَّـت رَوائِمُ نِيـبِ

(۵۲۴) اور ایک نیند (جنگ میں مر جانا) تمہارے گروہ کو ہمیشہ کے لیے عزت وسر بلندی عطا کر سکتی ہے، جب تک کہ اپنی اولاد پر مہربان بوڑھی اونٹنیاں آواز نکال رہی ہیں۔

----------[470]

(٥٢٥) إذا قَـلَّ مـالُ المَـرءِ قَـلَّ صَـدِيقُهُ   **وَأَوْمَتْ** إِلَيْهِ بِالعُيُوْبِ الأَصَـابِعُ[471]

(۵۲۵) جب انسان کے مال و دولت میں کمی آجاتی ہے تو اس کے دوست بھی کم ہو جاتے ہیں اور اس کے عیوب پر انگلیاں اٹھنے لگتی ہیں۔

---

٤٦٨ البيتان للمفضل بن المهلب بن أبي صفرة كما وردا في تاج العروس ١٤/٣٢٠، والذخائر والعبقريات ٢/٢٣٢، والكامل في اللغة والأدب ١/ ٢٢٦، وإكمال تهذيب الكمال، ط/ العلمية ٦/ ٣٤٩، ولسان العرب ٥/٢٦٠، والحجة للقراء السبعة ٦/ ٣٩٥، وفي المحكم والمحيط الأعظم لابن سيده ٤/ ٩٢، والمنجد في اللغة/٣٥٤ بدون نسبة .

٤٦٩ وفي بعض المصادر: هَزَّ (بالزاء المعجمة) مكان هَرَّ (بالراء المهملة).

٤٧٠ لم أقف على القائل والبيت في القوافي للأخفش/٢، وتاج العروس ١/٥٠٠، والمحكم والمحيط الأعظم ١٠/ ٥٨٦، والمحاسن والمساوئ/١٣٠، ولسان العرب ١/ ٢٠١، ١٤/ ٣٤٩، والتذكرة الحمدونية ٨/٩٢، والدر الفريد ٣/٦٢.

٤٧١ في الأصل: وَأَهْوَتْ مكان وَأَوْمَتْ

٤٧٢

(٥٢٦) إِذَا قَـلَّ مَـالُ المَـرْءِ قَـلَّ صَـدِيْقُهُ وَقُــبِّحَ مِنْــهُ كُلُّ مَــا كَانَ يَجْمُــلُ

(۵۲۶) جب انسان کے مال و دولت میں کمی آجاتی ہے تو اس کے دوست بھی کم ہو جاتے ہیں اور اس کی اچھی عادتیں بھی بری معلوم ہونے لگتی ہیں۔

٤٧٣

وقد يجمع للمرء الفضائل الرفيعة والمحاسن النادرة وكان رجلا مملقا فقيرا هدمت[٤٧٤] ولم يعط صاحبها قدره.

اگر کوئی انسان عمدہ صلاحیتوں اور بے مثال خوبیوں اور کمالات کا مالک ہو، لیکن مفلس و محتاج ہو تو وہ صلاحیتیں اور خوبیاں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور ضائع ہو جاتی ہیں، اور اسے خاطر خواہ عزت نہیں ملتی۔

(٥٢٧) فَصَـاحَةُ حَسَّـانٍ وخَـطُّ ابـنِ مُقْـلَةٍ وحِكْمَـةُ لُقمَـانَ وَزُهْـدُ إِبنِ مَرْيَمِ[٤٧٥]

(۵۲۷) حسان کی فصاحت و بلاغت، ابن مقلہ کی تحریر و کتابت، لقمان کی حکمت و فراست اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی (عفت و پاک دامنی اور) زہد و قناعت۔

(٥٢٨) لَوِ اجْتَمَعَـتْ فِي الْمَرءِ والْمَرءُ مُفْلِسٌ ونُــودِي عليــه لا يُبَــاعُ بِـــدِرْهَمِ

(۵۲۸) اگر یہ اوصاف بھی کسی مفلس آدمی میں جمع ہو جائیں تب بھی اس کے لیے کہا جائے گا کہ ایک درہم کے قابل بھی نہیں ہے۔

أحد[٤٧٦]

---

٤٧٢ البيت لإبن هبيرة الحنبلي كما في الدر الفريد ٦٥/٣، والآداب الشرعية ٢٦٦/٢.

٤٧٣ لم أقف على القائل والبيت في رحلة الشتاء والصيف/٩٢، ونفحة اليمن للشرواني/١٢٥، وجواهر الأدب ٢٨٩/٢.

٤٧٤ في الأصل: هفمت مكان هدمت، وهو تصحيف من الناسخ

٤٧٥ في الأصل: سحبان مكان حَسَّانٍ،عفة مريم مكان وَزُهْدُ إِبنِ مَرْيَمِ وقد وردفي بعض المصادر أيضاً إبن أدهم مكان مريم.

٤٧٦ وهو طرفة بن العبد والبيت في ديوانه/٣٢، والحماســة المغربية ١٢٢٢/٢، ومجمع الحكم والأمثال ٣٣٢/٨، وتعليم المتعلم/ ٢٣. وقد نسب إلى عَدِيّ بْن زَيْدٍ العِبَادِيّ كما في المجالسة وجواهر العلم ٣٦٢/٢، وجمهرة أشعار العرب/٣٩٢، وحماسة البحتري/٢١٦، وفي فيض القدير ٣٤٣/٢، وتفسير القرطبي، ت/التركي: ٢٤٣/٥ بدون نسبة.

(۵۲۹) عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ وَسَلْ عَنْ قَرِينِهِ فَإِنَّ الْقَرِينَ بِالْمُقَارِنِ مُقْتَدِيْ

(۵۲۹) اگر تمہیں کسی انسان کے بارے میں تحقیق کرنی ہے تو اس کے ہم نشین کے بارے میں معلوم کرو، کیوں کہ آدمی اپنے ہم نشین کا پیروکار ہوتا ہے۔

(۵۳۰) فَإِنْ كَانَ ذَا شَرٍّ فَجَانِبْهُ سُرْعَةً وإِنْ كَانَ ذَا خَيرٍ فَقَارِنْهُ تَهْتَدِيْ

(۵۳۰) اگر ہم نشین براشریر ہے تو اس سے دوری اختیار کرلو، اور اگر وہ صاحب خیر ہے تو اس کو لازم پکڑو، تمہاری مراد پوری ہو جائے گی۔

قال أحد[٤٧٧]

(۵۳۱) لا تَصْحَبِ الْكَسْلانَ فِي حَالاتِهِ كَمْ صالِحٍ بِفَسَادِ آخَرَ يَفْسُدُ[٤٧٨]

(۵۳۱) تم سست وکاہل آدمی کے ساتھ نہ رہا کرو، کتنے ہی نیک لوگ دوسرے کے بگاڑ کی وجہ سے بگڑ جاتے ہیں۔

(۵۳۲) عَدْوَى الْبَلِيدِ إِلَى الْبَلِيدِ سَرِيعَةٌ الْجَمْرُ يُوْضَعُ فِي الرَّمادِ فَيَخْمُدُ

(۵۳۲) بے وقوف کا روگ دوسرے بے وقوف کو بہت جلد لگتا ہے، جیسا کہ انگارے کو راکھ میں رکھتے ہی وہ بجھ جاتا ہے، سرد پڑ جاتا ہے۔

قال زيد بن عمرو بن نفيل[٤٧٩]..........

---

٤٧٧ وهو أبو بكر الخوارزمي كما في حسن التنبه ٥١٠/١٠، والدر الفريد ١٥٥/١١، وبهجة المجالس/١٥١، وأدب الدنيا والدين/١٠٧، وتعليم المتعلم/٢٣-٢٤.

٤٧٨ في الأصل: حاجاتِهِ مكان حَالاتِهِ

٤٧٩ هو زيد بن عمرو بن نفيل العدوي القرشي، ابن عم عمر بن الخطاب بن نفيل، مؤمن حنيفي، أحد أشهر الموحدين في الجاهلية، وهو والد سعيد بن زيد أحد العشرة المبشرين بالجنة.

نبذ عبادة الأصنام في الجاهلية، ووحد الله باحثاً عن دين إبراهيم الحنيف. ارتحل في الجزيرة العربية والشام والعراق باحثاً عن الإسلام، وهناك قابل أحبار اليهود والنصارى، وعلم أن نبياً سيبعث، ولم يقتنع باليهودية ولا النصرانية فظل على حنيفيته، إلا أن أحد الأحبار قال له: إرجع فإن النبي الذي تنتظره يظهر في أرضك. فرجع زيد إلى مكة، وقد لقي محمداً غير ما مرة، غير أنه لم يدرك البعثة، فروى محمد بن سعد والفاكهي من حديث عامر بن ربيعة حليف بني عدي بن كعب قال: " قال لي زيد بن عمرو: إني خالفت قومي، واتبعت ملة إبراهيم وإسماعيل

.................في قصيدته[480]

حضرت زید بن عمرو بن نفیل اپنے قصیدے میں کہتے ہیں:

(٥٣٣) وَقُوْلاَ لَهُ مَنْ يُنْبِتُ الحَبَّ فِي الثَّرَىٰ فَيُصْبِحُ مِنهُ البَقْلُ يَهْتَزُّ رَابِيَا

(۵۳۳) اور تم دونوں اس سے دریافت کرو کہ روئے زمین پر دانہ کون اگاتا ہے، جس سے سبزہ لہلہاتا ہے۔

(٥٣٤) وَيُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّهُ فِي رُؤُسِهِ فَفِي ذَاكَ آيَاتٌ لِمَنْ كَانَ وَاعِيَا

(۵۳۴) اور اس سے اس کی بالیوں میں دانے نکلتے ہیں، ان تمام چیزوں میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں موجود ہیں۔

قال صاحب فتح البيان[481] ......

وما كانا يعبدان، وكانا يصليان إلى هذه القبلة، وأنا أنتظر نبيا من بني إسماعيل يبعث، ولا أراني أدركه، وأنا أومن به وأصدقه وأشهد أنه نبي، وإن طالت بك حياة فأقره مني السلام. قال عامر: فلما أسلمت أعلمت النبي ﷺ بخبره قال: فرد عليه السلام وترحم عليه، قال: ولقد رأيته في الجنة يسحب ذيولا ".

وروى البزار والطبراني من حديث سعيد بن زيد قال: "خرج زيد بن عمرو وورقة بن نوفل يطلبان الدين، حتى أتيا الشام، فتنصر ورقة وامتنع زيد، فأتى الموصل فلقي راهبا فعرض عليه النصرانية فامتنع ".

" قال سعيد بن زيد: فسألت أنا وعمر رسول الله ﷺ عن زيد فقال: غفر الله له ورحمه؛ فإنه مات على دين إبراهيم"، وروى الزبير بن بكار من طريق هشام بن عروة قال: "بلغنا أن زيدا كان بالشام، فبلغه مخرج النبي ﷺ، فأقبل يريده فقتل بمضيعة من أرض البلقاء "، وقال ابن إسحاق: لما توسط بلاد لخم قتلوه، وقيل: إنه مات قبل المبعث بخمس سنين عند بناء قريش الكعبة. (فتح الباري ٧/ ١٤٣)

٤٨٠ كذا في تفسير ابن كثير، ت/ السلامة ٢٩٥/٥، ٢٩١/٧، والبداية والنهاية، ت/ التركي ٨٢/١.

٤٨١ هو صديق حسن خان (١٢٤٨-١٣٠٧هـ / ١٨٣٢-١٨٩٠م)، من رجال النهضة الإسلامية المجددين. ولد ونشأ في قنوج (بالهند) وتعلم في دهلي. وسافر إلى بهوپال طلبا للمعيشة، ففاز بثروة وافرة، قال في ترجمة نفسه: (ألقى عصا الترحال في محروسة بهوپال، فأقام بها وتوطن وتمول، واستوزر وناب، وألف وصنف) وتزوج بملكة بهوپال، ولقب بنواب عالي الجاه أمير الملك بهادر. له نيف وستون مصنفا بالعربية والفارسية والهندسية. منها بالعربية: حسن الأسوة في ما ثبت عن الله ورسوله في النسوة، وأبجد العلوم، وفتح البيان في مقاصد القرآن، في التفسير، وعون الباري، في الحديث، ونيل المرام من تفسير آيات الأحكام. (الأعلام للزركلي ١٦٧/٦)

...........................[482]

صاحب فتح البیان فرماتے ہیں:

(٥٣٥) تَفْنَىٰ السُّقَاةُ وتَفْنَىٰ الْكَأْسُ وَالنَّادِيْ　　وَمَن تُلَاقِيهِ مِنْ خِلٍّ وَمِنْ عَادِيْ

(٥٣٥) نہ ساقی رہے گا، نہ جام، اور نہ ہی مے کدہ، اور تم سے ملاقات کرنے والے دوست و دشمن بھی چل بسیں گے۔

(٥٣٦) لَا تَرْكَنَنْ إِلَىٰ الدُّنيَا وزَهرَتِهَا　　يَفنَىٰ الْجَمِيعُ ويَبقَىٰ رَبُّنَا الهَادِيْ

(٥٣٦) تم دنیا اور اس کی آسائش و زیبائش کی طرف مائل نہ ہو، سب کچھ فنا ہو جائے گا، باقی رہنے والی صرف ہمارے پروردگار کی ذات ہے۔

قال أحد[483]

(٥٣٧) أَلَمْ تَرَ أنَّ الْعُمْرَ كَأْسُ سُلَافَةٍ　　فَأَوَّلُهُ صَفْوٌ وَآخِرُهُ كَدِرُ

(٥٣٧) کیا تمہیں نہیں معلوم کہ زندگی شراب کا پیالہ ہے جس کا ابتدائی حصہ صاف اور آخری حصہ گدلہ ہے۔

----------[484]

(٥٣٨) لَعَمْرُكَ وَالْمَنَايَا طَارِقَاتٌ　　لِكُلِّ بَنِي أَبٍ مِنْهَا ذَنُوبِ

(٥٣٨) تمہاری جان کی قسم! موت اچانک آئے گی، اور ہر شخص کا اس میں حصہ موجود ہے۔

قال شمس الدين[485] ....

---

٤٨٢ في الأصل: كشاف مكان فتح، ولم أقف بهذا الاسم على أي كتاب ومن الممكن وقوع التحريف في اسم الكتاب، والبيت في فتح البيان في مقاصد القرآن ١٣/٣٢٦.

٤٨٣ لم أقف على القائل والبيت في تفسير النسفي ٢/١٦، وفتح البيان في مقاصد القرآن ٦/٢٦.

٤٨٤ البيت في تفسير الثعلبي ٩/١٢٢، وتفسير القرطبي، ت/ التركي ١٩ /٥١٠، وفي حاشية التحقيق: البيت لأبي ذئيب الهذلي كما في ديوان الهذليين ١ /٩٢، وفتح القدير للشوكاني ٦/١٠٣، وروح المعاني ١٤/٢٢، وفتح البيان في مقاصد القرآن ١٣/٢١٣.

٤٨٥ هو شمس الدين محمد بن حسن النَّواجي (٧٨٨هـ-٨٥٩هـ/١٣٨٦-١٤٥٥م) عالم بالأدب، نقّاد، له شعر. من أهل مصر له كتب منها: حلبة الكميت، ومراتع الغزلان في الحسان من الغلمان، وخلع العذار في وصف العذار. (الأعلام للزركلي ٦/٨٨)

....................النواجي[486]

شمس الدین نواجی کہتے ہیں:

(٥٣٩) خَلْوَةُ الإنسَانِ خيرٌ مِنْ جَلِيسِ السُّوءِ عِندَهُ

(۵۳۹) انسان کے لیے اکیلے رہنا برے ہم نشین سے زیادہ بہتر ہے۔

(٥٤٠) وجَلِيسُ الْخَيْرِ خَيرٌ مِن جُلُوسِ الْمَرْءِ وَحْدَهُ

(۵۴۰) اور اکیلے رہنے سے بہتر ہے کہ نیک و صالح ہم نشین اختیار کیا جائے۔

قال زهير[487]

زہیر کہتا ہے:

(٥٤١) الْوُدُّ لا يَخْفَى وإِنْ أَخْفَيْتَهُ والبُغْض تُبْدِيهِ لَكَ الْعَيْنَانِ

(۵۴۱) الفت و محبت کو تم کتنا ہی چھپانے کی کوشش کرو وہ چھپ نہیں سکتی، اسی طرح دشمنی بھی آنکھوں سے ہی نظر آجاتی ہے۔

قال أرسطاطاليس: الحَسَدُ حَسَدَانِ؛ مَحمُودٌ وَمَذمُومٌ.

(١) فالمحمُودُ أَنْ تَرَىٰ عَالِماً فَتَشتَهِي أَنْ تَكُونَ مِثلَهُ أو زَاهِداً فَتَشتَهِي مِثْلَ فِعْلِهِ .

(٢) وَالمَذمُومُ أَنْ تَرَىٰ عَالِماً أو فَاضِلاً فَتشتَهِي أَنْ يَمُوتَ.[488]

ارسطاطالیس کہتا ہے کہ حسد دو طرح کا ہوتا ہے؛ (۱) حسد محمود (۲) حسد مذموم۔

(۱) حسد محمود: کہ تم کسی صاحب علم وادب یا کسی متقی وپرہیزگار کو دیکھو تو اس جیسا بننے کی تمنا کرو۔

(۲) حسد مذموم: کہ تم کسی صاحب علم وادب یا صاحب فضل وکمال کو دیکھو تو اس کی موت کی تمنا کرو۔

---

٤٨٦ كذا في مجاني الأدب ١ /١٩، وقد نسبا إلى عُبَيْدِ اللَّهِ بن عَبْدِ اللَّهِ بن طَاهِرٍ في الدر الفريد ١٠/٢٢٠، وفي اللطائف والظرائف/١٢٤ نسبا إلى أبي العتاهية، وفي محاضرات الأدباء ٢٩/٢ بلا نسبة.

٤٨٧ مجاني الأدب ١ /٤٢، ومحاضرات الأدباء ١/ ٣٠٨، والدر الفريد ١٩٣/٤، والميسر للتوربشتي ١٠٤٣/٣.

٤٨٨ محاضرات الأدباء ٣١٨/١، كذا في مجاني الأدب ١ /٤٦، ونهاية الأرب ٢٨٦/٣.

﴿قال أبو الفتح[489] البستي﴾[490]

ابو الفتح بستی کہتا ہے:

(٥٤٢) مَنْ شاءَ عَيْشاً **رَغِيداً** يَسْتَفِيدُ بهِ   فِي دِينِهِ ثُمَّ فِي دُنْيَاهُ إقبالَا[491]

(۵۴۲) جو شخص خوش گوار زندگی کا خواہاں ہو کہ دینی لحاظ سے بھی فائدہ حاصل ہو اور دنیوی لحاظ سے بھی اقبال و بلندی حاصل ہو۔

(٥٤٣) فلْيَنْظُرَنْ إلى مَنْ فوقَهُ أدَباً   ولْيَنظُرَنْ إلى مَنْ دُونَهُ مَالا

(۵۴۳) تو اسے اخلاق و آداب اور دینی معاملات میں اپنے سے برتر لوگوں کو دیکھنا چاہیے، اور دنیوی معاملات میں اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھنا چاہیے۔

﴿قال الشبراوي﴾[492]

شبراوی کہتا ہے:

(٥٤٤) لَا تَنْتَقِمْ إنْ كُنتَ ذَا قُدْرَةٍ   فَالصَّفْحُ مِنْ ذِي قُدْرَةٍ أصْلَحُ

(۵۴۴) انتقام لینے کی صلاحیت کے باوجود کسی سے انتقام نہ لو، کیوں کہ معاف کر دینا طاقت ور شخص کو زیادہ زیب دیتا ہے۔

(٥٤٥) وَأصْفَحُ إذَا أذْنَبَ خِلٌّ عَسَى   تَلْقَى إذَا أذْنَبْتَ مَنْ يَّصْفَحُ

---

٤٨٩ هو علي بن محمد بن الحسين بن يوسف بن محمد بن عبد العزيز البستي، أبو الفتح. شاعر عصره وكاتبه. ولد في بست قرب سجستان وإليها نسبته. وكان من كتّاب الدولة السامانية في خراسان، وارتفعت مكانته عند الأمير سبكتكين، وخدم ابنه يمين الدولة السلطان محمود بن سبكتكين ثم أخرجه هذا إلى ما وراء النهر، فمات غريباً في بلدة أورزجند ببخارى. له ديوان شعر، فيه بعض شعره. وفي كتب الأدب كثير من نظمه غير مدوّن. (الأعلام للزركلي ٣٢٦/٤)

٤٩٠ مجاني الأدب ۴۹/۱، وتاريخ دمشق لابن عساكر ۱۶۶/۴۳، ويتيمة الدهر ۳۲۸/۴، وروض الأخيار/٣٦٠.

٤٩١ في الأصل: رَخِيّاً مكان رَغِيداً

٤٩٢ مجاني الأدب ٥٢/١.

(۵۴۵) اور اگر کسی دوست سے لغزش ہو جائے تو اس سے در گزر کرو، جب تم سے کوئی چوک ہو جائے تو ممکن ہے کہ تمہیں بھی کوئی معاف کر دے۔

وقال آخر[٤٩٣]

(٥٤٦) وَإِذا كانَتِ النُّفُوسُ كِباراً تَعِبَتْ في مُرادِها الأَجسَامُ

(۵۴۶) اور جب حوصلے بڑے ہوتے ہیں تو ان کے مقاصد کے حصول میں (انسانوں کے) جسم تھک جاتے ہیں۔

قال إبن عمران[٤٩٤][٤٩٥]

ابن عمران کہتا ہے:

(٥٤٧) وَسَلِ الإلٰهَ وَلُذْ بِهِ لَا تَنْسَهُ فَاللهُ يَذْكُرُ عَبدَهُ إذْ يَذْكُرُه

(۵۴۷) اللہ ہی سے مانگو، اور اس کے در سے چمٹ جاؤ، اور اس سے کبھی غافل نہ رہو، جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی بندے کو یاد کرتا ہے۔

قال علي رضي الله عنه[٤٩٦]

حضرت علیؓ کہتے ہیں:

(٥٤٨) لَا دَارَ لِلْمَرءِ بَعدَ المَوتِ يَسكُنُها إلّا الّتِي كانَ قَبْلَ المَوتِ بَانِيهَا[٤٩٧]

---

٤٩٣ وهو المتنبي والبيت في ديوانه/ ٢٦١، والدر الفريد ١٠/ ٦٤٠، والحماسة المغربية ١٢٥٦/٢.

٤٩٤ وهو يوسف بن عمران الحلبي(١٠٧٤هـ / ١٦٦٣م): أديب، كثير النظم، تاجر، وبارت، فطاف بلاد الشام يتكسب بالشعر. ودخل القاهرة والآستانة وامتدح الأكابر. له ديوان شعر. (الأعلام للزركلي ٢٤٤/٨، معجم المؤلفين ٣٢١/١٣)

٤٩٥ كذا في مجاني الأدب ٩/١.

٤٩٦ البيت في ديوانه، ت/ الأعلمي/ ١٥٣، ت/ خفاجي/ ١٥٠، ت/ المصطاوي/ ١٥٥، ومجاني الأدب ١٠/١، وصيد الأفكار ٣٩٧/٢.

٤٩٧ في الأصل: يَبنيها مكان بَانِيهَا

(۵۴۸) موت کے بعد انسان کے پاس رہائش کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ جو موت سے پہلے ہی تیار کر رہا ہے (یعنی جنت یا دوزخ)۔

﴿قال أبومحفوظ[498] الكرخي﴾[499]

ابو محفوظ کرخی کہتے ہیں:

(٥٤٩) مَـوتُ التَّقِـيِّ حيـاةٌ لا نَفَـادَ لَهَـا   قَد مَاتَ قَومٌ وَهُمْ فِي النَّاسِ أحيَاءُ[500]

(۵۴۹) متقی و پرہیز گار کی موت تو در حقیقت کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی ہے، اور معاشرے میں بہت سے لوگ تو زندہ ہونے کے باوجود گویا مردہ ہوتے ہیں۔

---

٤٩٨ هو معروف بن فيروز الكرخي(ت ٢٠٠هـ/٨١٥م) أبو محفوظ، أحد الرموز الكبار في بغداد، واشـــتهر بزهده وورعه وتقواه، وكان كثير العطاء والتسامح، وروى الناس عنه كرامات عدة. وقد أفرد ابن الجوزي قسطًا وافرًا في الحديث عن كرامات الكرخي، في كتابه الشهير صفة الصفوة .

وُلد الكرخي مسيحيًا، لكنه تحوّل إلى الإسلام في صباه، وتسبب في إدخال والديه إلى هذا الدين. حيث أن أبواه أسلماه إلى مؤدبهم، وهو صبي. وكان المؤدب يقول له قل: ثالث ثلاثة، فيقول معروف: بل هو الواحد الصمد، فضربه على ذلك ضربًا مبرحًا، فهرب منه. فكان أبواه يقولان: ليته يرجع إلينا، على أي دين كان، فوافقه إليه، فرجع إليهما بعد سنين كثيرة، فدق الباب، فقيل: من؟، قال: معروف، فقالا: على أي دين؟، قال: دين الإسلام: فأسلم أبواه.

وقد دخل الإسـلام عن طريق علي بن موسى الرضا، وظل قائمًا على بابه، فبات بذلك قريبًا من الشـيعة، ثم تحوّل إلى باب أحمد بن حنبل، فصار قريبًا من السنّة. توفي معروف في بغداد سنة ٢٠٠ هـ / ٨١٥ م ودفن فيها، في مقبرة الشونيزية والمعروفة باسم مقبرة باب الدير العتيقة على جانب الكرخ من مدينة بغداد، وسميت فيا بعد مقبرة الشيخ معروف.

من أقواله: إذا أراد الله بعبدٍ خيراً فتح عليه باب العملِ، وأغلق عنه باب الجَدل. وإذا أراد الله بعبدٍ شراً، أغلق عنه باب العملِ، وفَتح عليهِ باب الجَدلِ. (طبقات الأولياء /٢٨٠، الأعلام للزركلي ٢٦٩/٧)

٤٩٩ أورد القرطبي في تفسيره، ت/ التركي ٥/ ٢٠٨ بدون نسـبة، وفي حاشـية التحقيق: أخرجه أبو نعيم في الحلية ٨ /٣٠، والخطيب في تاريخ بغداد ١٣ /٢٠٢: أن معروفا الكرخي رئي في المنام، فسـئل: ما صـنع الله بك، فأنشـأ يقول وذكر البيت، وأخرجه القزويني في تاريخ قزوين ٣ /٥٢، عن سـويد بن سـعيد الأنباري و سفيان الثوري، وفي جامع بيان العلم وفضله/ ٢٤٢ بنسبته لسابق البربري.

٥٠٠ في الأصل: انقِطَاعَ، فناء مكان نَفَادَ

قال الشبراوي[٥٠١]

شبراوی کہتا ہے:

(٥٥٠) إذامَـا تحَـيَّرْتَ فِي حَـالَةٍ   وَلَـمْ تَـدْرِ فِيهَـا الْخَطَـا وَالصَّـوَابْ

(۵۵۰) جب تم کسی معاملے میں حیرت میں پڑ جاؤ اور صحیح غلط کا فیصلہ نہ کر پاؤ۔

(٥٥١) فَخَـالِفْ هَـوَاكَ فَـإِنَّ الهَـوَىٰ   يَقُـودُ النُّفُـوسَ إِلَىٰ مـا يُعَـابْ

(۵۵۱) تو تم خواہش نفس کی مخالفت کرو، کیوں کہ وہ ہمیشہ قابل تنقید و لائق ملامت کاموں کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

قال بعضهم[٥٠٢]

(٥٥٢) فَـما أَهـلُ الحَيـاةِ لَنـا بِأَهـلٍ   وَلا دارُ الحَيـاةِ لَنـا بِـدارِ[٥٠٣]

(۵۵۲) دنیوی زندگی میں جس سے ہمارا تعلق ہے وہ دائمی نہیں ہے اور نہ زندگی کا ٹھکانہ ہمارا ہمیشہ ہمیش کا ٹھکانہ ہے۔

(٥٥٣) وَمـا أَولادُنَا وَالأَهـلُ فِيهَـا   وَلا أَمْوالُنَـا إلّا عَـوَارِ

(۵۵۳) اور اس میں موجود ہمارے اہل وعیال اور مال ودولت صرف امانت ہیں۔

(٥٥٤) وَأَنفُسُـنَا إلى أَجَـلٍ قَرِيـبٍ   سَـيَأخُذُهَا المُعِـيرُ مِـنَ المُعَـارِ

(۵۵۴) اور ہماری جانوں کو بھی ایک متعین وقت پر ان کو دینے والا واپس لے لے گا۔

قال الفقيه الباجي[٥٠٤] ....

---

٥٠١ مجاني الأدب ١/ ١٠.

٥٠٢ وهو محمود الوراق كما في المنازل والديار/٦٥، لطائف المعارف لابن رجب الحنبلي، ط /ابن حزم /٩٨. وفي الأصل: بحذف واختصار.

٥٠٣ في الأصل: الفناء مكان الحَياةِ

٥٠٤ هو سليمان بن خلف بن سعد التجيبي القرطبي الباجي (٤٠٣ - ٤٧٤ هـ / ١٠١٢ - ١٠٨١م) أبو الوليد، فقيه مالكي كبير، من رجال الحديث. أصله من بطليوس [Badajoz] ومولده في باجة [Beja] بالأندلس.

[505] ....

علامہ ابو الولید باجی فرماتے ہیں:

(٥٥٥) إِذَا كُنْتُ أَعْلَمُ عِلْمًا يَقِيْنًا   بِأَنَّ جَمِيْعَ حَيَاتِي كَسَاعَهْ

(٥٥٥) جب مجھے کامل و مکمل یقین ہے کہ میری پوری زندگی ایک لمحہ کے بقدر ہے۔

(٥٥٦) فَلِمَ لَا أَكُوْنُ ضَنِيْنًا بِهَا   وَأَجْعَلُهَا فِي صَلَاحٍ وَطَاعَهْ

(٥٥٦) تو میں وقت کے معاملے میں کنجوسی سے کیوں کام نہ لوں؟ اور اسے زیادہ سے زیادہ نیکی اور اطاعت و فرمانبرداری کے کاموں میں کیوں صرف نہ کروں؟

قال الميداني[506] ....

رحل إلى الحجاز سنة ٤٢٦هـ، فمكث ثلاثة أعوام. وأقام ببغداد ثلاثة أعوام، وبالموصل عاما، وفي دمشق وحلب مدة. وعاد إلى الأندلس، فولي القضاء في بعض أنحائها. وتوفي بالمرية.

من كتبه: السراج في علم الحجاج، إحكام الفصول في أحكام الأصول، التسديد إلى معرفة التوحيد، اختلاف الموطآت، شرح فصول الأحكام، وبيان ما مضى به العمل من الفقهاء والحكام، الحدود، الإشارة، المنتقى في شرح موطأ مالك، شرح المدونة، التعديل والتجريح لمن روى عنه البخاري في الصحيح. (الأعلام للزركلي ١٢٥/٣)

٥٠٥ سير أعلام النبلاء، ط/ الحديث ٦٢٣/١٨، واقتضاء العلم العمل للخطيب/١٠٦، ووفيات الأعيان ٤٠٨/٢، وطبقات المفسرين للسيوطي/٥٣، وطبقات المفسرين للداوودي/٢١٢.

٥٠٦ هو أحمد بن محمد بن أحمد بن إبراهيم الميداني، أبو الفضل النيسابوري- والميدان محلة من محالّ نيسابور كان يسكنها فنسب إليها-كَانَ أديبًا فَاضلا عَارِفًا اخْتصَّ بِصُحْبَة أبي الْحسن الواحدي صَاحب التَّفْسِير ثمَّ قَرَأَ على يعقوب بن أحمد النيسابوري وأتقن الْعَرَبيَّة خُصُوصا اللُّغَة وأمثال الْعَرَب. مات في رمضان سنة ثماني عشرة وخمسمائة، ليلة القدر، ودفن بمقبرة الميدان. وله من التصانيف كتاب جامع الأمثال، وكتاب السامي في الأسامي، وكتاب الأنموذج في النحو، وكتاب الهادي للشادي، وكتاب النحو، وكتاب نزهة الطرف في علم الصرف، وكتاب شرح المفضليات، وكتاب منية الراضي في رسائل القاضي.

"لما صنّف الميداني كتاب الجامع في الأمثال وقف عليه أبو القاسم الزمخشري فحسده على جودة تصنيفه، وأخذ القلم وزاد في لفظة الميداني سينة، فصار النميداني، ومعناه بالفارسية الذي لا يعرف شيئا؛ فلما وقف الميداني على ذلك أخذ بعض تصانيف الزمخشري فزاد في نسبته سينة فصار الزنخشري، ومعناه بائع زوجته."

................................٥٠٧

میدانی کہتے ہیں:

(٥٥٧) العُمْــــــرُ مِثْـــــلُ الـــــضَّيْفِ   أو كَالطَّيْـــفِ لَـــيسَ لَهُ إقامَـــهْ

(٥٥٧) انسان کی عمر مہمان کی مانند ہے، بلکہ خیال کی مانند ہے جس کو کوئی استقرار و ٹھہراؤ حاصل نہیں۔

(٥٥٨) وأخُـــو الحِجَـــا فِي ســـائِرِ   الأحْـــوَالِ مُرْتَقِـــبٌ حَمَامَـــهْ

(٥٥٨) اور عقل مند انسان ہر وقت وہر حالت میں اپنی موت کا منتظر رہتا ہے۔

(٥٥٩) وَالجَاهِــــلُ الْمُغْــــتَرُّ مَــــنْ   لَــمْ يَجْعَــلِ التَّقْــوَىٰ اغْتِنَامَــهْ

(٥٥٩)اور جو شخص صلاح و تقوے کو غنیمت نہ سمجھے اس سے بڑا بے وقوف، نادان اور دھوکے میں کون ہو سکتا ہے۔

قال بعضهم ٥٠٨

(٥٦٠) إِنَّمَـــا الدُّنيَـــا فَنَـــاءٌ   لَـــيسَ لِلدُّنيـــا ثُبُـــوتُ

(٥٦٠) یقیناً دنیا فنا ہونے والی ہے، اسے پائیداری حاصل نہیں ہے۔

(٥٦١) إنَّـــما الدُّنْيَـــا كَبَيـــتٍ   نَسَــــجَتْهُ العَنكَبُــــوتُ

(٥٦١) اور دنیا مکڑی کے جالے کی مانند ہے۔

(٥٦٢) وَلَعَمْـــرِي عَـــن قَلِيـــلٍ   كُلُّ مَـــنْ فِيهـــا يَمُـــوتُ

(٥٦٢) میری جان کی قسم! اس کی ہر چیز عنقریب ختم ہو جائے گی۔

وذكر محمد بن [أبي] المعالي بن الحسن الخواري في كتابه «ضالّة الأديب من الصحاح والتهذيب» وقد ذكر الميداني فقال: وسمعت غير مرة من كبار أصحابه يقولون: لو كان للذكاء والشهامة والفضل صورة لكان الميداني تلك الصورة، ومن تأمل كلامه واقتفى أثره علم صدق دعواهم. (معجم الأدباء ٢/٥١١-٥١٢، الوافي بالوفيات ٧/٢١٣)

٥٠٧ مجاني الأدب ١ /١٣.

٥٠٨ كذا في مجاني الأدب ١ / ١٣. وهو علي المرتضىؓ ــ والأبيات في ديوانه، ت/ الأعلمي/ ٣٥، ت/ خفاجي/ ٥٥، ت/ المصطاوي/ ٥٠.

(٥٦٣) وَلَقَـــــــد يَكْفِيـــــــكَ مِنهـــــــا   أَيُّهـــــا الطَّالِـــــــبُ قُـــــوتُ[٥٠٩]

(۵۶۳) اور اے دنیا کے طالب! تیرے لیے بقدر کفاف رزق ہی کافی ہے۔

قال بعضهم[٥١٠]

(٥٦٤) شَـــاتَمَنِي عَبْـــدُ بَـــنِي مُسْـــمِعٍ   فَصُـــنْتُ عَنْـــهُ الـــنَّفْسَ وَالعِرْضَـــا

(۵۶۴) قبیلۂ بنو مسمع کے ایک غلام نے مجھے گالی دی تو میں نے اپنی جان، عزت وآبرو کو محفوظ رکھا۔

(٥٦٥) وَلَـــمْ أُجِبْـــهُ لاحْتِقَـــارِي بِـــهِ   مَـــنْ ذا يَعَـــضُّ الكَلْـــبَ إِنْ عَضَّـــا

(۵۶۵) اور میں نے اس کو حقیر جان کر کسی جواب کے لائق نہیں سمجھا، اور اگر کسی کو کتا کاٹ لے تو کون کتے کو کاٹے گا۔

قال الشاعر[٥١١]

(٥٦٦) حَيَاتُـــكَ أَنفَـــاسٌ تُعَـــدُّ فَكُلَّمَـــا   مَضَىٰ نَفَـــسٌ أَنقَصْـــتَ بِـــهِ جُـــزءاً

(۵۶۶) تمہاری زندگی چند سانسوں کا مجموعہ ہے، جتنی سانسیں کم ہوتی جاتی ہیں اتنا ہی حصہ کم ہو جاتا ہے۔

قال بهلول[٥١٢][٥١٣]

خواجہ بہلول کہتے ہیں:

٥٠٩ في الأصل: العاقل مكان الطَّالِبُ

٥١٠ محاضرات الأدباء ١ /٢٨٠، وتاريخ بغداد وذيوله، ط/ العلمية ٥/٢١٧، ومجاني الأدب ١/٧٩، والدر الفريد ٧/٨.

٥١١ وهو علي بن أبي طالبؓ كما في البداية والنهاية، ت/التركي ١٣/ ٥١٢، وتاريخ دمشق لابن عساكر ٣٢٧/٦، والبيت في ديوانه، ت/ الأعلمي/٨، ت/ خفاجي/٢٩، ت/ المصطاوي/ ١٧، وأورده القرطبي في تفسيره، ت/ التركي ١٣/ ٥١٢ بدون نسبة وفي حاشية التحقيق: وذكره إبن عبد البر في بهجة المجالس ٣ /٣٣٩ ونسبه إلى محمود الوراق، وإبن الجوزي في المدهش/٢٥٣ ولم ينسبه.

٥١٢ هو أحمد بن حسين بن أحمد بن محمد بن البهلول (ت ١١١٣هـ-١٧٠٢م). كاتب وشاعر ومتصوف فاضل من أهل طرابلس الغرب. رحل إلى مصر- ولقي علماءها وعاد إلى بلده. له (درة العقائد) منظومة، و(المعينة) منظومة في فقه الحنفية، و(المقامة الوترية) رسالة، وله ديوان شعر مرتب على الحروف. (الأعلام للزركلي ١/١١٨)

٥١٣ الدر الفريد ٢١١/٦، وتاريخ بغداد وذيوله، ط/ العلمية ٢١/٦٥، أو قالها أبو نواس الحسن بن هانيء كما في المحاسن والأضداد للجاحظ/١٦٥، والمحاسن والمساوئ للبيهقي/١٦٢.

(٥٦٧) دَعِ الحِرْصَ عَلَى الدُّنْيَا   وَفي العَيْشِ فَلا تَطمَعْ

(۵٦٧) دنیا کی حرص ولالچ چھوڑ دو، اور زندگی کی تمنا بھی نہ کرو۔

(٥٦٨) وَلا تجْمَعْ مِنَ الْمَالِ   فَلا تَدْرِي لِمَنْ تجَمَعْ

(۵٦٨) اور زیادہ مال ودولت جمع نہ کرو، کیوں کہ تمھیں معلوم نہیں ہے کہ تم کس کے لیے جمع کر رہے ہو۔

(٥٦٩) فَإِنَّ الرِّزْقَ مَقسُومٌ   وَسوءُ الظَنِّ لا يَنفَعْ

(۵٦٩) اور رزق کا معاملہ تقسیم ہو چکا ہے، اور بدگمانی سے کوئی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔

(٥٧٠) فَقِيرٌ كُلُّ مَن يَطمَعْ   غَنِيٌّ كُلُّ مَن يقنَعْ

(۵٧٠) حرص وطمع کرنے والا ہمیشہ تنگ دست رہتا ہے، اور قناعت پسند ہمیشہ بے نیاز رہتا ہے۔

﴿الآن أدعو ربي﴾[٥١٤]

(٥٧١) إِلهِي لَسْتُ لِلْفِرْدَوْسِ أَهْلاً   وَ لاَ أَقْوَى عَلَى نَارِ الْجَحِيْمِ

(۵٧١) اے میرے پروردگار! میں جنت الفردوس کا اہل تو نہیں ہوں، اور نہ ہی میں جہنم کی آگ کو برداشت کر سکتا ہوں۔

(٥٧٢) فَهَبْ لِي تَوْبَةً وَ اغْفِرْ ذُنُوْبِي   فَإِنَّكَ غَافِرُ الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ

(۵٧٢) لہٰذا مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما اور میرے گناہوں کی مغفرت فرما، تو تو بڑے بڑے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

﴿قال العلامة الآلوسي البغدادي[٥١٥] في تفسيره "روح المعاني"﴾

٥١٤ قد ورد في إعانة الطالبين للدمياطي ١٠٦/٢.

٥١٥ هو شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الآلوسي، (١٢١٧-١٢٧٠هـ/١٨٠٢-١٨٥٤م) أبو الثناء، فقيه ومفسر ومحدث. ولد في بغداد، وتلقى العلوم على شيوخ عصره، وكان شديد الحرص على التعلم ذكيا فطنًا، لا يكاد ينسى شيئًا سمعه، حتى صار إمام عصره بلا منازع. اشتغل بالتأليف والتدريس في سن مبكرة، فذاع صيته وكثر تلاميذه، تولى منصب الإفتاء وبقي فيه حتى سنة ١٢٦٣هـ .قام بعدة زيارات علمية إلى الآستانة وغيرها. له عدة كتب قيّمة، أبرزها تفسيره الكبير روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني الذي استغرق تأليفه خمس عشرة سنة، ويُعدُّ هذا التفسير موسوعة كبيرة جمع فيه الآلوسي خلاصة علم المتقدمين في التفسير، وقد ذكر فيه بعض إشارات الصوفية في التفسير. توفي في ذي القعدة في بغداد ودُفن فيها. (الأعلام للزركلي ١٧٦/٧، معجم المفسرين من صدر الإسلام وحتى العصر الحاضر ٦٦٥/٢)

تحت الآية القرآنية الشريفة: ﴿وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوا مِنۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الأعراف:١٥٣)

"وفي الآية إعلام بأن الذنوب وإن جلّت وعظمت فإن عفو الله تعالى وكرمه أعظم وأجل، وما ألطف قول أبي نواس[516] غفر الله تعالى له:

(٥٧٣) يا رَبِّ إن عَظُمَت ذُنُوبي كَثرَةً ... فَلَقَد عَلِمتُ بِأَنَّ عَفوَكَ أَعظَمُ

(٥٧٤) إن كانَ لا يَرجُوكَ إلّا مُحسِنٌ ... فَبِمَن يَلوذُ وَيَستَجيرُ المُجرِمُ[517]

علامہ آلوسی بغدادی اپنی مایہ ناز و شہرہ آفاق **تفسیر روح المعانی** میں درج ذیل آیت کے ضمن میں رقمطراز ہیں: ﴿وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوا مِنۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (ترجمہ: جن لوگوں نے برا عمل کیا، پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے، بے شک آپ کے رب اس کے گناہ معاف کردیتے اور رحم فرماتے ہیں۔) (اعراف: ۱۵۳)

"اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ گناہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں، لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تبارک و تعالی کی معافی و بخشش، اس کا فضل واحسان کہیں بڑھ کر ہے۔

اللہ ابو نواس کو غریق رحمت کرے! کیا خوب کہا ہے:

---

٥١٦ هو الحسن بن هانئ بن عبد الأول بن صباح الحكميّ بالولاء، (١٤٦هـ-١٩٨هـ/٧٦٣م-٨١٣م) أبو نواس. شاعر العراق في عصره، ولد في الأهواز من بلاد خوزستان ونشأ بالبصرة، ورحل إلى بغداد فاتصل فيها بالخلفاء من بني العباس، ومدح بعضهم، وخرج إلى دمشق، ومنها إلى مصر، فمدح أميرها الخصيب، وعاد إلى بغداد فأقام إلى أن توفي فيها. كان جده مولى للجراح بن عبد الله الحكمي، أمير خراسان، فنسب إليه. قال الجاحظ: ما رأيت رجلا أعلم باللغة ولا أفصح لهجة من أبي نواس. وقال أبو عبيدة: كان أبو نواس للمحدثين كامرئ القيس للمتقدمين. وأنشد له النظّام شعراً ثم قال: هذا الذى جمع له الكلام فاختار أحسنه. وقال كلثوم العتابي: لو أدرك أبو نواس الجاهلية ما فضل عليه أحد. وقال الإمام الشافعي: لولا مجون أبي نواس لأخذت عنه العلم. وحكى أبو نواس عن نفسه قال: ما قلت الشعر حتى رويت لستين امرأة من العرب. فما ظنك بالرجال؟

وهو أول من نهج للشعر طريقته الحضرية وأخرجه من اللهجة البدوية. وقد نظم في جميع أنواع الشعر، وأجود شعره خمرياته. له ديوان شعر وديوان آخر سمى الفكاهة والائتناس في مجون أبي نواس. (الحيوان ٧/ ٢٤٩، الأعلام للزركلي ٢/٢٢٥)

٥١٧ روح المعاني ٥/ ٦٦.

(۵۷۳) اے میرے پروردگار! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ اور بڑے سنگین ہیں، لیکن مجھے یقین ہے کہ تیری معافی و بخشش اس سے بڑھ کر ہے۔

(۵۷۴) اگر تجھ سے صرف نیک لوگ ہی امید رکھیں گے تو گنہگاروں کو کون پناہ دے گا۔"

قلت

ربي قلتَ:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ (البقرة:١٨٦)

فأنا أدعوك يا الله! يا غفار! ارحم على احوالي، واغفر ذنوبي، يا رحمن!

اے میرے پروردگار! تیرا فرمان ہے:

(ترجمہ: اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دیجیے) کہ میں قریب ہی ہوں، جب کوئی مجھ سے دعا کرتا ہے تو دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں، تو لوگوں کو بھی چاہیے کہ میرے احکام کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں؛ تاکہ وہ ہدایت سے سرفراز ہوں) (بقرہ: ۱۸۶)

اے اللہ! میں تجھ سے فریاد کرتا ہوں، اے غفار! میرے احوال پر رحم فرما! اے رحمن! میری خطاؤں سے درگزر فرما!

ربي قلتَ:

﴿ادعُونِي أَستَجِب لَكُم﴾ (غافر: ٦٠)

فأنا أدعوك يا خير المجيبين!

اے میرے پروردگار! تیرا فرمان ہے:

(ترجمہ: مجھ سے دُعا مانگو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا) (غافر: ٦٠)

اے قبول کرنے والے! لہٰذا میں تجھ سے فریاد کرتا ہوں!

٥١٨

(٥٧٥) العَفْـــوُ يُــرْجَى مِـــنْ بَــنِي آدَمٍ فَكَيْــفَ لَا يُــرْجَى مِــنَ الــرَّبِّ

(۵۷۵) جب بنو آدم سے معافی کی امید رکھی جاسکتی ہے تو رب کریم سے کیوں امید نہ رکھی جائے۔

٥١٩

(٥٧٦) أَنَا رَاضٍ بِمَـــــا قَضَـــــى وَاقِـــفٌ تَحْـــتَ حُـــكْمِ

(۵۷۶) میں فیصلۂ الٰہی پر مطمئن ہوں اور اللہ کے حکم کے تابع وماتحت ہوں۔

(٥٧٧) سَـــــائِلٌ أَنْ أَفُـــــوزَ بِالْخَـــيرِ مِـــنْ حُسْـــنِ خَـــتْمِ

(۵۷۷) اور دعا کرتا ہوں کہ حسن خاتمہ ہو اور حقیقی کامیابی حاصل ہو۔

٥٢٠

(٥٧٨) إِنْ خَـــــتَمَ اللهُ بِغُفرَانِــــــه فَـــكُلُّ مَـــا لاقَيْتُــــهُ سَـــهْلُ

(۵۷۸) اگر اللہ تعالیٰ موت کے وقت مغفرت فرمادے تو زندگی کی تمام مصائب ومشکلات ہیچ ہیں۔

٥٢١

(٥٧٩) وَكَمْ لِلهِ مِـــنْ لُطْـــفِ خَفِـــيٍّ يَــدِقُّ خَفَــاءُهُ عَــنْ فَهْــمِ الذَّكِيِّ

(۵۷۹) اللہ تعالیٰ کی کتنی لطیف رحمتیں نعمتیں عقل مندوں کی عقل سے پرے ہیں۔

(٥٨٠) وَكَمْ يُسْرٍ أَتَىٰ مِـنْ بَعـدِ عُسْرٍ فَفَــرَّجَ كُرْبَــةَ القَلْــبِ الشَــجِيِّ

(۵۸۰) اور کتنی مرتبہ تنگی کے بعد آسانی آتی ہے اور غمگیں دل کی پریشانی دور کردیتی ہے۔

(٥٨١) وَكَمْ أَمْــرٍ تُســاءُ بِــهِ صَــباحاً وَتَأْتِيْـــكَ المَسَرَّـــةُ بِالعَشِيِّ

٥١٨ يتيمة الدهر ٥/ ٢٨، والدر الفريد ٢/٤/١٢٧، ٩/ ٣١٦، وخاص الخاص للثعالبي /٢٠٩، والبدر الطالع ٢/ ٢٢٥، والوافي بالوفيات ٣/ ١٣٧، وتفسير حدائق الروح والريحان ١٣/ ٢٦٨، وقد نسب إلى الكثير.

٥١٩ لم أقف على القائل والبيت في البدر الطالع ٢/٢٢٥، وفتح القدير للشـــوكاني ٣/ ١٨٥، والتاج المكلل لصديق حسن خان القنوجي/٥٣٥، وفتح البيان ٧/ ٢٢٣.

٥٢٠ لم أقف على القائل والبيت في حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي ٧ /٣٥، بدون نسبة.

٥٢١ هذه الأبيات لعلي المرتضىؓ وهي في ديوانه، ت/ خفاجي/١٥٣، ت/المصطاوي/١٦٠، ت/ الأعلمي/ ١٥٧-١٥٨.

(۵۸۱)اور بوقت صبح تم کتنے معاملات سے پریشان رہتے ہو اور رات تک تمہارے پاس مسرت وشادمانی آجاتی ہے۔

(٥٨٢) إذا ضَـاقَتْ بِـكَ الأَحـوَالُ يَومـاً فَثِـقْ بِالوَاحِـدِ الفَـرْدِ العَـلِيِّ

(۵۸۲) اگر کبھی تم حالات میں گھر جاؤ تو برتر و بالا، بے نیاز و یکتا ذات پر بھروسہ رکھو۔

(٥٨٣) تَوَسَّـلْ بِالنَّـبِيِّ فَـكُلُّ خَطْـبٍ يَهُـونُ إِذَا تَوَسَّـلَ بِالنَّـبِيِّ

(۵۸۳) اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ اختیار کرو، کیوں کہ جب تم نبی ﷺ کا وسیلہ اختیار کرو گے تو ہر معاملہ آسان ہو جائے گا۔

(٥٨٤) وَلا تَجْـزَعْ إِذا مَـا نابَ خَطْـبٌ فَـكَمْ لِلّٰهِ مِـن لُطْـفٍ خَفِـيِّ

(۵۸۴) اور اگر کوئی مصیبت پیش بھی آجائے تو مت گھبراؤ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے لطیف وپوشیدہ انعامات ہیں جو تمہیں ملنے والے ہیں۔

تمت بالخير ولله الحمد

خاتمة

يقول العبد الفقير إلى عفو مولاه ورحمته ومغفرته وشكره عبيد الله بن عابد الرحماني الجيبوري الندوي: انتهيت من ترجمة هذة الرسالة الماتعة وتحقيقها والتعليق عليها مساء يوم الأحد الموافق في ١١ جمادى الثاني لسنة ١٤٤٦ من الهجرة النبوية.

والله المسؤول أن يتقبل منا أعمالنا وأن يسدد خطانا، ويهدينا صراطه المستقيم، وأن يجعل أعمالنا لوجهه الكريم. إنه نعم المجيب.

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات
كتبه
عبيد الله الندوي

١/ جمادى الأول ١٤٤٦هـ
الموافق ٣/ ١١/ ٢٠٢٤ء

فهرس المراجع والمصادر للتخريج

(١) الآداب الشرعية والمنح المرعية: محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج، أبو عبد الله، شمس الدين المقدسي الرامينى ثم الصالحي الحنبلي (ت ٧٦٣هـ): دار عالم الكتب.

(٢) الأثار الجنية في أسماء الحنفية: على بن سلطان القاري (ت ١٠١٤هـ)،تحقيق: عبد المحسن عبد الله أحمد: مركز البحوث والدراسات الإسلامية، العراق،ط الأولى، ١٤٣٠هـ

(٣) الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما: ضياء الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي (ت ٦٤٣ هـ)، دراسة وتحقيق: الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان، ط: الثالثة، ١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م

(٤) أحكام القرآن: القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربي المالكي (ت ٥٤٣هـ)، راجع أصوله وخرج أحاديثه وعلَّق عليه: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ط: الثالثة، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

(٥) أحمد بن فارس - حياته ، شعره ، آثاره: هلال ناجي، مطبعة المعارف، بغداد،ط الأولى، ١٩٧٠م

(٦) إحياء علوم الدين،(وبذيله المغني عن حمل الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار للحافظ العراقي): أبو حامد محمد بن محمد الغزالي(ت ٥٠٥هـ)،تحقيق: سيد عمران: دار الحديث، القاهرة

(٧) أدب الدنيا والدين: أبو الحسن علي بن محمد بن محمد البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (ت ٤٥٠هـ): دار مكتبة الحياة،تاريخ النشر: ١٩٨٦م

(٨) الأدب المفرد: محمد بن إسماعيل البخاري (ت ٢٥٦ هـ)،تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي: المطبعة السلفية، القاهرة،ط الثانية،١٣٧٩م،ثم صورتها: دار البشائر الإسلامية، ١٤٠٩هـ - ١٩٨٩م

(٩) الأذكار: أبو زكريا يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ): دار ابن حزم ،ط الأولى ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٤م

(١٠) الأرجوزة في الطب: أبو علي الحسين بن عبد ابن سينا (ت ٤٥٠هـ)،الاعتناء: د. جان جابي، والشيخ عبد القادر نور الدين الأستاذان بجامعة الجزائر باريس،تاريخ النشر: ١٩٥٦م - ١٣٧٥هـ

(١١) الاستذكار: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري القرطبي (ت ٤٦٣هـ)، تحقيق: سالم محمد عطا، محمد علي معوض، دار الكتب العلمية، بيروتط: الأولى، ١٤٢١هـ – ٢٠٠٠م

(١٢) الاستيعاب في معرفة الأصحاب: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبي (ت ٤٦٣هـ)،تحقيق: علي محمد البجاوي: دار الجيل، بيروت،ط الأولى، ١٤١٢هـ - ١٩٩٢م

(١٣) أسد الغابة في معرفة الصحابة: عز الدين ابن الأثير، أبو الحسن علي الجزري (٥٥٥ - ٦٣٠ هـ)،تحقيق: محمد إبراهيم البنا - محمد أحمد عاشور - محمود عبد الوهاب فايد: دار الفكر، بيروت ، ١٤٠٩هـ - ١٩٨٩م

(١٤) الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (ت ١٠١٤هـ)، تحقيق: محمد الصباغ، دار الأمانة / مؤسسة الرسالة، بيروت

(١٥) الأسماء والصفات: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (ت ٤٥٨ هـ)، حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه: عبد الله الحاشدي، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، ط: الأولى، ١٤١٣هـ

(١٦) الإصابة في تمييز الصحابة: أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـــ)، تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الأولى، ١٤١٥هـ

(١٧) الأصمعيات: الأصمعي أبو سعيد عبد الملك بن قريب بن علي بن أصمع (ت ٢١٦هـــــ)،تحقيق: احمد محمد شاكر - عبد السلام محمد هارون: دار المعارف، مصر ،ط السابعة، ١٩٩٣م

(١٨) إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين: أبو بكر (المشهور بالبكري) عثمان بن محمد شطا الدمياطي الشافعي (ت ١٣١٠هـ): دار الفكر ،ط الأولى، ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م

(١٩) اعتلال القلوب: محمد بن جعفر بن محمد بن سهل بن شاكر الخرائطي السامري (٢٤٠ - ٣٢٧ هـ)،تحقيق: حمدي الدمرداش: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة،ط الثانية، ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م

(٢٠) إعجاز القرآن: أبو بكر الباقلاني محمد بن الطيب (ت ٤٠٣هـــــ)،تحقيق: السيد أحمد صقر: دار المعارف، مصر ،ط الخامسة، ١٩٩٧م

(٢١) إعراب القرآن: أبو جعفر النَّحَّاس أحمد بن محمد بن إسماعيل المرادي النحوي (ت ٣٣٨هـــ)،وضع حواشيه وعلق عليه: عبد المنعم خليل إبراهيم: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤٢١هـ

(٢٢) الأعلام: خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي (ت ١٣٩٦ هـــ)، دار العلم للملايين، ط: الخامسة عشر، ٢٠٠٢م

(٢٣) الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام المسمى بـــ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر): عبد الحي بن فخر الدين الحسني الطالبي (ت ١٣٤١هـ): دار ابن حزم، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٢٠هـ، ١٩٩٩م

(٢٤) اقتضاء العلم العمل: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)،تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني: المكتب الإسلامي، بيروت،ط الرابعة، ١٣٩٧هـ

(٢٥) اكتفاء القنوع بما هو مطبوع، أشهر التآليف العربية في المطابع الشرقية والغربية: ادوارد كرنيليوس فانديك (ت ١٣١٣هـ)،صححه وزاد عليه: السيد محمد علي الببلاوي: مطبعة التأليف (الهلال)، مصر، ١٣١٣هـ

(٢٦) إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال: علاء الدين مغلطاي بن قليج الحنفي (ت ٧٦٢ هـ)،تحقيق: محمد عثمان: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ٢٠١١م

(٢٧) ألف ليلة وليلة: صلاح فضل،مقابلة وتصحيح: محمد قطة العلوي بتصحيح عبد الرحمن الصفتي: الدار المدرسة اللبنانية

(٢٨) الأمالي : أبو علي القالي، إسماعيل بن القاسم بن عيذون بن هارون بن عيسى بن محمد بن سلمان (ت ٣٥٦هـ)،عني بوضعها وترتيبها: محمد عبد الجواد الأصمعي: دار الكتب المصرية،ط الثانية، ١٣٤٤ هـ - ١٩٢٦م

(٢٩) إنباه الرواة على أنباه النحاة: جمال الدين أبو الحسن علي بن يوسف القفطي (ت ٦٤٦هـ)،تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم: دار الفكر العربي، القاهرة، ومؤسسة الكتب الثقافية، بيروت،ط الأولى، ١٤٠٦هـ

(٣٠) الأنساب المتفقة في الخط المتماثلة في النقط والضبط: أبو الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني، المعروف بابن القيسراني (ت ٥٠٧هـ)،تحقيق: دي يونج،طبعة: ليدن: بريل، ١٢٨٢هـ

(٣١) أنوار التنزيل وأسرار التأويل: ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر الشيرازي البيضاوي (ت ٦٨٥هـ)،تحقيق: محمد عبد الرحمن المرعشلي: دار إحياء التراث العربي، بيروت،ط الأولى - ١٤١٨هـ

(٣٢) أنوار الربيع في أنواع البديع: صدر الدين المدني، علي بن أحمد بن محمد معصوم الحسني الحسيني، المعروف بعلي خان بن ميرزا أحمد، الشهير بابن معصوم (ت ١١١٩هـ)

(٣٣) أوجز المسالك إلى موطأ مالك: الشيخ زكريا الكاندهلوي المدني (ت ١٤٠٢هـ)،اعتني به وعلق عليه: تقي الدين الندوي: مركز الشيخ أبي الحسن الندوي، الهند،ط الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

(٣٤) البحر المحيط في التفسير: أبو حيان محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان أثير الدين الأندلسي (ت ٧٤٥هـ)،تحقيق: صدقي محمد جميل: دار الفكر، بيروت،ط ١٤٢٠هـ

(٣٥) البحر المديد في تفسير القرآن المجيد: أبو العباس أحمد بن محمد بن المهدي بن عجيبة الحسني الفاسي الصوفي (ت ١٢٢٤هـ)،تحقيق: أحمد عبد الله القرشي رسلان: الدكتور حسن عباس زكي، القاهرة،ط ١٤١٩هـ

(٣٦) البحور الزاخرة في علوم الآخرة: محمد بن أحمد بن سالم السفاريني الحنبلي (١١١٤ - ١١٨٨هـ)،تحقيق: عبد العزيز أحمد بن حمود المشيقح: دار العاصمة، الرياض، المملكة العربية السعودية،ط الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م

(٣٧) البداية والنهاية: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (ت ٧٧٤ هـ)،تحقيق: عبد الله بن عبد المحسن التركي: دار هجر،ط الأولى، ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م، ١٤٢٤ هـ /

(٣٨) البداية والنهاية: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (ت ٧٧٤هـ): مطبعة السعادة، القاهرة،وصَوّرتها: دار الفكر، بيروت مع زيادة مجلد فهارس

(٣٩) البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (ت ١٢٥٠هـ): دار المعرفة، بيروت

(٤٠) البدور المضية في تراجم الحنفية: محمد حفظ الرحمن بن محب الرحمن الكُمِلَّائي: دار الصالح، القاهرة، مصر، مكتبة شيخ الإسلام، دكا، بنجلاديش،ط الثانية، ١٤٣٩هـ - ٢٠١٨م

(٤١) بذل المجهود في حل سنن أبي داود: خليل أحمد السهارنفوري (ت ١٣٤٦هـــ)،اعتني به وعلق عليه: تقي الدين الندوي: مركز الشيخ أبي الحسن الندوي، الهند،ط الأولى، ١٤٢٧هـ - ٢٠٠٦م
(٤٢) بســـتان الواعظين ورياض الســـامعين: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي الجوزي (ت ٥٩٧هـ)،تحقيق: أيمن البحيري: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت، لبنان،ط الثانية، ١٤١٩ – ١٩٩٨م
(٤٣) بغية المقتصد شرح بداية المجتهد لابن رشد (ت٥٩٥هـــ)،شرح: محمد بن حمود الوائلي،الاعتناء به والتعليق عليه: كاملة الكواري، الناشر: دار ابن حزم، بيروت، لبنان، ط: الأولى، ١٤٤٠هـ
(٤٤) بغيـة الملتمس في تاريخ رجـال أهـل الأنـدلس، أحمـد بـن يحيى بـن أحمـد بـن عميرة، أبـو جعفر الضبي (ت ٥٩٩هـ)، دار الكاتب العربي، القاهرة، ١٩٦٧م
(٤٥) بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين الســـيوطي (ت ٩١١هـ)،تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم: المكتبة العصرية، لبنان، صيدا
(٤٦) بهجة المجالس وأنس المجالس: أبو عمر يوسـف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (ت ٤٦٣هـ)،تحقيق: محمد مرسي الجولي: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
(٤٧) البيان والتبيين: عمرو بن بحر بن محبوب الكناني بالولاء، الليثي، أبو عثمان، الشـــهير بالجاحظ (ت ٢٥٥هـ): دار ومكتبة الهلال، بيروت، ١٤٢٣هـ
(٤٨) البيان والتعريف في أسباب ورود الحديث الشريف: إبراهيم بن محمد، برهان الدين ابن حَمْزَة الحُسَيْني الحنفي الدمشقيّ (ت ١١٢٠هـ)،تحقيق: سيف الدين الكاتب: دار الكتاب العربي، بيروت
(٤٩) تائية السـلوك الى ملك الملوك، نظم: قطب الوجود أحمد عرب الشرنوبي، شرح وتحقيق: عبد المجيد الشرنوبي الأزهري، مكتبة القاهرة، ١٩٨٠م/١٤٠٠هـ
(٥٠) تاج العروس من جواهر القاموس: محمّد مرتضى الحسيني الزَّبيدي،تحقيق: جماعة من المختصين،من إصـدارات: وزارة الإرشـاد والأنباء - والمجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب بدولة الكويت، (١٣٨٥ - ١٤٢٢هـ) = (١٩٦٥ - ٢٠٠١م)،وصَوّرتْ أجزاءً منه: دار الهداية، ودار إحياء التراث وغيرهما
(٥١) تاريخ الأدب العربي: الدكتور شوقي ضيف: دار المعارف، مصر،ط الأولى، ١٩٦٠ - ١٩٩٥م
(٥٢) تاريخ الإســـلام ووفيات المشـــاهير والأعلام: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي (ت ٧٤٨هـ)،تحقيق: عمر عبد السلام التدمري: دار الكتاب العربي، بيروت،ط الثانية، ١٤١٣هـ-١٩٩٣م
(٥٣) تاريخ بغداد وذيوله: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ)، دراسة وتحقيق: مصطفى عبد القادر عطا: دار الكتب العلمية، بيروت، ط الأولى، ١٤١٧هـ

(٥٤) تاريخ التراث العربي (الشعر إلى حوالي سنة ٤٣٠ هـ): الدكتور فؤاد سزكين، نقله إلى العربية: د محمود فهمي حجازي، راجعه: د عرفة مصطفى - د سعيد عبد الرحيم، أعاد صنع الفهارس: د عبد الفتاح محمد الحلو، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، ١٤١١هـ - ١٩٩١م
(٥٥) تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك: أبو جعفر، محمد بن جرير الطبري (٢٢٤ - ٣١٠هـ)، تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم [ت ١٩٨٠م]: دار المعارف بمصر،ط الثانية ١٣٨٧هـ - ١٩٦٧م
(٥٦) التاريخ الكبير: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (ت ٢٥٦هـ)، ط: دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الدكن، طبع تحت مراقبة: محمد عبد المعيد خان
(٥٧) تاريخ مدينة دمشق،: أبو القاسم علي بن الحسن الشافعي المعروف بابن عساكر (٤٩٩ هـ - ٥٧١ هـ)،دراسة وتحقيق: محب الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العمروي: دار الفكر، ١٤١٥ هـ
(٥٨) التاريخ المعتبر في أنباء من غبر: مجير الدين العليمي عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن المقدسي الحنبلي (المولود بالقدس سنة ٨٦٠ هـ والمتوفى بها سنة ٩٢٨ هـ)،تحقيق ودراسة: لجنة مختصة من المحققين،إشراف: نور الدين طالب: دار النوادر، سوريا،ط الأولى، ١٤٣١ هـ - ٢٠١١م
(٥٩) التاج المكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن الحسيني البخاري القِنَّوجي (ت ١٣٠٧هـ): وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر، ط الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م
(٦٠) تأويلات أهل السنة: محمد بن محمد بن محمود، أبو منصور الماتريدي (ت ٣٣٣هـ)، تحقيق: د. مجدي باسلوم، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ط: الأولى، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م
(٦١) التبصرة: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ): دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م
(٦٢) التبيان في آداب حملة القرآن: أبو زكريا يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ)،تحقيق وتعليق: محمد الحجار، الناشر: دار ابن حزم، بيروت، لبنان، ط: الثالثة مزيدة ومنقحة، ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م
(٦٣) التحرير المعنى السديد وتنوير العقل الجديد من تفسير الكتاب المجيد: محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسي (المتوفى: ١٣٩٣هـ): الدار التونسية، تونس،سنة النشر: ١٩٨٤هـ
(٦٤) تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى (ت ١٣٥٣هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
(٦٥) تخريج أحاديث مشكلة الفقر وكيف عالجها الإسلام للقرضاوي: محمد ناصر الدين الألباني (ت ١٤٢٠هـ)، المكتب الإسلامي، بيروت، ط: الأولى ١٤٠٥هـ- ١٩٨٤م

(٦٦) تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السـيوطي (ت ٩١١هـ)،حققه: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي: دار طيبة
(٦٧) التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: أبو عبد الله محمد بن أحمد الأنصـاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (ت ٦٧١هـ)،تحقيق ودراسة: الدكتور: الصادق بن محمد بن إبراهيم: دار المنهاج، الرياض،ط الأولى، ١٤٢٥هـ
(٦٨) التذكرة الحمدونية: محمد بن الحسـن بن محمد بن علي بن حمدون، أبو المعالي، بهاء الدين البغدادي (ت ٥٦٢هـ): دار صادر، بيروت،ط الأولى، ١٤١٧هـ
(٦٩) تذكرة السـامعِ والمتكلم في أدب العالم والمتعلم: بدر الدين ابن أبي إسحاق إبراهيم ابن سـعد الله ابن جماعة الكناني (ت ٧٣٣ هـ)،تحقيق: محمد هاشم الندوي: دائرة المعارف، وصورته دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٣٥٤هـ
(٧٠) ترتيب المدارك وتقريب المسـالك، أبو الفضـل القاضي عياض بن موسى اليحصـبي(ت٥٤٤هـ)، تحقيق: جماعة من المتخصصين، مطبعة فضالة المحمدية، المغرب، ط: الأولى
(٧١) الترغيب والترهيب من الحديث الشر ـيف: عبد العظيم بن عبد القوي بن عبد الله، أبو محمد، زكي الدين المنذري (ت ٦٥٦ هـ)،ضبط أحاديثه وعلق عليه: مصطفى محمد عمارة: مكتبة مصطفى البابي الحلبي، مصر،تصوير: دار إحياء التراث العربي، بيروت،ط الثالثة، ١٣٨٨هـ - ١٩٦٨م
(٧٢) الترغيب والترهيب من الحديث الشر ـيف: عبد العظيم بن عبد القوي، أبو محمد، زكي الدين المنذري (ت ٦٥٦ هـ)،تحقيق: إبراهيم شمس الدين: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤١٧هـ
(٧٣) التعليق الممجد على موطأ محمد : محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم الأنصـاري اللكنوي الهندي، أبو الحسنات (ت ١٣٠٤هـ)، تحقيق: تقي الدين الندوي: دار القلم، دمشق،ط الرابعة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م
(٧٤) تعليم المتعلم طريق التعليم: برهان الإسلام الزرنوجي: الدار السودانية للكتب ،ط الأولى، ١٤٢٥هـ
(٧٥) تفسـير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن: محمد الأمين بن عبد الله الأرمي العلوي الهرري الشافعي [ت ١٤٤١هـ]،إشراف ومراجعة: الدكتور هاشم محمد علي بن حسين مهدي: دار طوق النجاة، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م
(٧٦) تفسـير القرآن العظيم: أبو الفداء إسـماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصر ـي ثم الدمشـقي (ت ٧٧٤هـ)،تحقيق: سامي بن محمد السلامة: دار طيبة،ط الثانية ١٤٢٠هـ - ١٩٩٩م
(٧٧) تفسـير القرآن العظيم: أبو الفداء إسـماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصر ـي ثم الدمشـقي (ت ٧٧٤هـ)،تحقيق: محمد حسين شمس الدين: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى - ١٤١٩هـ
(٧٨) تقييد العلم للخطيب البغدادي: أبو بكر أحمد بن علي بن ثا بت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ): إحياء السنة النبوية، بيروت

(٧٩) التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ): دار الكتب العلمية،ط الأولى ١٤١٩هـ. ١٩٨٩م.

(٨٠) التمثيل والمحاضرة: عبد الملك بن محمد بن إسماعيل أبو منصور الثعالبي (ت ٤٢٩هـ)،تحقيق: عبد الفتاح محمد الحلو: الدار العربية للكتاب،ط الثانية، ١٤٠١هـ - ١٩٨١م

(٨١) التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (ت ٤٦٣هـ)،تحقيق: مصطفى بن أحمد العلوي، محمد عبد الكبير البكري: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، المغرب، ١٣٨٧هـ

(٨٢) التّنوير شرح الجامع الصّغير: محمد بن إسماعيل الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، الأمير (ت ١١٨٢هـ)، تحقيق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الرياض، ط: الأولى، ١٤٣٢هـ

(٨٣) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: جمال الدين أبو الحجاج يوسف المزي (٦٥٤ - ٧٤٢هـ)،حققه وضبط نصه وعلق عليه: د بشار عواد معروف: مؤسسة الرسالة، بيروت،ط الأولى، ١٤٠٠ - ١٤١٣هـ

(٨٤) تهذيب اللغة: محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، أبو منصور (ت ٣٧٠هـ)،تحقيق: محمد عوض مرعب: دار إحياء التراث العربي، بيروت

(٨٥) التوضيح لشرح الجامع الصحيح: سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الأنصاري الشافعي المعروف بـ ابن الملقن (٧٢٣ - ٨٠٤ هـ)،تحقيق: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث بإشراف خالد الرباط، جمعة فتحي: دار النوادر، دمشق، سوريا،ط الأولى، ١٤٢٩هـ - ٢٠٠٨م

(٨٦) ثمار القلوب في المضاف والمنسوب: عبد الملك أبو منصور الثعالبي (ت ٤٢٩هـ): دار المعارف، القاهرة

(٨٧) جامع بيان العلم وفضله: أبو عمر يوسف بن عبد البر (ت ٤٦٣ هـ)،تحقيق: أبو الأشبال الزهيري: دار ابن الجوزي، السعودية،ط الأولى، ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م

(٨٨) جامع البيان عن تأويل آي القرآن: أبو جعفر، محمد بن جرير الطبري (٢٢٤ - ٣١٠هـ)، دار التربية والتراث، مكة المكرمة

(٨٩) الجامع الصحيح: الإمام الحافظ أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري (ت ٢٥٦هـ)،بحاشية: أحمد علي السهارنفوري (ت ١٢٩٧هـ)، بمقارنته متن «الجامع الصحيح» بعشر نُسَخ معتمدة، منها نسخة الإمام الصّغاني (ت ٦٥٠ هـ)،تحقيق: تقي الدين الندوي: مركز الشيخ أبي الحسن الندوي، الهند، ط الأولى، ١٤٣٢هـ - ٢٠١١م

(٩٠) الجامع الصغير وزيادته: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (ت ٩١١هـ)، مع أحكام الألباني

(٩١) الجامع الكبير (سنن الترمذي): أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي (ت ٢٧٩ هـ)، حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط: الأولى، ١٩٩٦م

(٩٢) الجامع لأحكام القرآن: أبو عبد الله، محمد بن أحمد الأنصـــاري القرطبي،تحقيق: أ.د. عبد الله بن عبد المحسن التركي بمشاركة عدد من الباحثين: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان ،ط الأولى، ١٤٢٧هـ

(٩٣) الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ)،تحقيق: د. محمود الطحان [ت ١٤٤٤هـ]: مكتبة المعارف، الرياض

(٩٤) جذوة المقتبس في ذكر ولاة الأندلس، محمد بن فتوح بن عبد الله بن فتوح بن حميد الأزدي الميورقي الحَمِيدي أبو عبد الله بن أبي نصر (ت ٤٨٨ هـ)، الدار المصرية، القاهرة، ١٩٦٦م

(٩٥) جمل من أنساب الأشراف: أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري (ت ٢٧٩هـــ)، تحقيق: سهيل زكار ورياض الزركلي، دار الفكر، بيروت، ط: الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م

(٩٦) جمهرة أشعار العرب: أبو زيد محمد بن أبي الخطاب القرشي (ت ١٧٠هـ)،حققه وضبطه وزاد في شرحه: علي محمد البجادي: نهضة مصر

(٩٧) جمهرة مقالات الأســتاذ محمود محمد شـاكر: محمود محمد شاكر،جمعها وقرأها وقدم لها: الدكتور عادل سليمان جمال: مكتبة الخانجي، القاهرة، جمهورية مصر العربية،ط الأولى، ٢٠٠٣م

(٩٨) الجواب الصـــحيح لمن بدل دين المســـيح: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم، ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (ت ٧٢٨هـــ)،تحقيق: علي بن حسن - عبد العزيز بن إبراهيم - حمدان بن محمد: دار العاصمة، السعودية،ط الثانية، ١٤١٩هـ / ١٩٩٩م

(٩٩) جواهر الأدب في أدبيات وإنشـــاء لغة العرب: أحمد بن إبراهيم بن مصـــطفى الهاشمي (ت ١٣٦٢هـ)،اشرفت على تحقيقه وتصحيحه: لجنة من الجامعيين: مؤسسة المعارف، بيروت

(١٠٠) الجواهر المضية فى طبقات الحنفية: محيي الدين أبو محمد عبد القادر بن محمد بن أبي الوفاء القرشي الحنفي (٦٩٦ - ٧٧٥ هـ)،تحقيق: د عبد الفتاح محمد الحلو [ت ١٤١٥ هـ]: دار هجر، القاهرة،ط الثانية، ١٤١٣هـ- ١٩٩٣م

(١٠١) الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (ت ٩٠٢هـ)،تحقيق: إبراهيم باجس عبد المجيد: دار ابن حزم، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٩م

(١٠٢) حاشية رد المحتار على الدر المختار: محمد أمين، الشهير بابن عابدين [ت١٢٥٢هــ]: مكتبة مصطفى البابي الحلبي بمصر،ط الثانية ١٣٨٦هـ - ١٩٦٦م، وصَوّرَتْها: دار الفكر، بيروت

(١٠٣) حاشـية الشـهاب على تفسـير البيضـاوي، المسـاة: عناية القاضي وكفاية الراضي: شـهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري الحنفي (ت ١٠٦٩هـ)،دار النشر: دار صادر، بيروت

(١٠٣) حاشــية الطحطاوي على مراقي الفلاح: أحمد بن محمد بن إســماعيل الطحطاوي الحنفي (ت ١٢٣١هـ)،ضبطه وصححه: محمد عبد العزيز الخالدي: دار الكتب العلمية بيروت، لبنان،ط الأولى ١٤١٨هـ

(١٠٥) الحجة للقراء الســبعة: الحســن بن أحمد بن عبد الغفار الفارسيّ الأصــل، أبو علي (ت ٣٧٧هــ)،تحقيق: بدر الدين قهوجي - بشير جويجابي،راجعه ودققه: عبد العزيز رباح - أحمد يوسف الدقاق: دار المأمون للتراث، دمشق، بيروت،ط الثانية، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م

(١٠٦) حســن التنبه لما ورد في التشــبه: نجم الدين الغزي، محمد بن محمد العامري القرشي الغزي الدمشقي الشافعي (المولود بدمشق سنة ٩٧٧ هـ، والمتوفى بها سنة ١٠٦١هـ)،تحقيق ودراسة: لجنة مختصة من المحققين بإشراف نور الدين طالب: دار النوادر، سوريا،ط الأولى، ١٤٣٢هـ - ٢٠١١م

(١٠٧) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (ت ٤٣٠ هـ): مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر، ١٣٩٤هـ - ١٩٧٤م،ثم صورتها عدة دور النشر

(١٠٨) حلية البشر في تاريخ القرن الثالث عشر: عبد الرزاق بن حســن البيطار الميداني الدمشــقي (ت ١٣٣٥هـ)،حققه ونسقه وعلق عليه حفيده: محمد بهجة البيطار: دار صادر، بيروت،ط الثانية، ١٤١٣هـ

(١٠٩) حماسـة البحتري: أبو عُبَادة الوَليد بن عُبَيد البُحتري (ت ٢٨٤ هــ)،تحقيق: د. محمد إبراهيم حُوَّر - أحمد محمد عبيد: هيئة أبو ظبي للثقافة والتراث، الإمارات العربية المتحدة، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م

(١١٠) الحماسـة البصرـية: علي بن أبي الفرج بن الحســن، صــدر الدين، أبو الحســن البصرـي (ت ٦٥٩هـ)،تحقيق: مختار الدين أحمد: عالم الكتب، بيروت

(١١١) الحماسة المغربية: أبو العباس أحمد بن عبد السلام الجرّاوي التادلي (ت ٦٠٩هــ)،تحقيق: محمد رضوان الداية: دار الفكر المعاصر، بيروت،ط الأولى، ١٩٩١م

(١١٢) حياة الحيوان الكبرى: محمد بن موسى بن عيسىــ بن علي الدميري، أبو البقاء، كمال الدين الشافعي (ت ٨٠٨هـ): دار الكتب العلمية، بيروت،ط الثانية، ١٤٢٤هـ

(١١٣) الحيوان: عمرو بن بحر بن محبوب الكناني بالولاء، الليثي، أبو عثمان، الشــهير با لجاحظ (ت ٢٥٥هـ): دار الكتب العلمية، بيروت،ط الثانية، ١٤٢٤هـ

(١١٤) خاص الخاص: عبد الملك بن محمد بن إسـماعيل أبو منصـور الثعالبي (ت ٤٢٩هــــ)،تحقيق: حسن الأمين: دار مكتبة الحياة، بيروت، لبنان

(١١٥) خزانة الأدب وغاية الأرب: ابن حجة الحموي، تقي الدين أبو بكر بن علي بن عبد الله الحموي الأزراري (ت ٨٣٧هـ)،تحقيق: عصام شقيو: مكتبة الهلال، بيروت، دار البحار، بيروت، ٢٠٠٤م

(١١٦) خزانة الأدب ولب لباب لسان العرب: عبد القادر بن عمر البغدادي (ت ١٠٩٣هـــ)،تحقيق وشرح: عبد السلام محمد هارون: مكتبة الخانجي، القاهرة،ط الرابعة، ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م

(١١٧) الداء والدواء: أبو عبد الله محمد بن أبي بكر، ابن قيم الجوزية (٦٩١ – ٧٥١هـ)،حققه: محمد أجمل الإصلاحي،خرج أحاديثه: زائد بن أحمد النشيري،راجعه: سليمان بن عبد الله العمير - علي بن محمد العمران: دار عطاءات العلم، الرياض - دار ابن حزم، بيروت،ط الرابعة، ١٤٤٠هـ - ٢٠١٩م

(١١٨) الدر الفريد وبيت القصيد: محمد بن أيدمر المستعصمي (٦٣٩هـــ - ٧١٠هـــ)،تحقيق: الدكتور كامل سلمان الجبوري: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٣٦هـ - ٢٠١٥م

(١١٩) الدر المختار شرح تنوير الأبصار: محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي (ت ١٠٨٨هـ)،حققه وضبطه: عبد المنعم خليل إبراهيم: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م

(١٢٠) الدر المصون في علوم الكتاب المكنون: أبو العباس، شهاب الدين، أحمد بن يوسف بن عبد الدائم المعروف بالسمين الحلبي (ت ٧٥٦هـ)،تحقيق: الدكتور أحمد محمد الخراط: دار القلم، دمشق

(١٢١) ديوان إبن المعتز: دار صادر، بيروت

(١٢٢) ديوان أبي إسحاق الإلبيري: إبراهيم بن مسعود بن سعيد، أبو إسحاق التُّجيبي الإِلبِيري (ت ٤٦٠هـ)،تحقيق: د. محمد رضوان الداية: دار قتيبة، دمشق،ط الثانية، ١٤٠١هـ – ١٩٨١م

(١٢٣) ديوان أبي الأسود الدؤلي،جمع: أبو سعيد الحسن السكري (ت ٢٩٠هـــ)،تحقيق: محمد حسن آل ياسين: مكتبة الهلال، بيروت، لبنان،ط الثانية، ١٩٩٨م - ١٤١٨هـ

(١٢٤) ديوان أبي العتاهية: دار صادر، بيروت ،ط الأولى ، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م

(١٢٥) ديوان الأعشى الكبير،شرح وتحقيق:أ.د. محمد حسين: مكتبة الآداب بالجماميزت

(١٢٦) ديوان الإمام الشافعي،شرح وضبط النصوص: أ.د. عمر فاروق الطباع: دار أرقم، بيروت، لبنان

(١٢٧) ديوان الإمام الشافعي،تحقيق: أ.د. محمد عبد المنعم خفاجي: مكتبة الكليات الأزهرية، ط الثانية، ١٤٠٥هـ

(١٢٨) ديوان الإمام الشافعي (الجوهر النفيس)،إعداد وتعليق: محمد إبراهيم سليم: مكتبة إبن سينا، القاهرة

(١٢٩) ديوان الإمام الشافعي ،تدوين وتعليق:صالح الشاعر: مكتبة الآداب، القاهرة،ط الثانية، ١٤٢٧هـ

(١٣٠) ديوان الإمام الشافعي، جمع وتحقيق: د. مجاهد مصطفى بهجت، دار القلم، دمشق، ط الأولى، ١٤٢٠هـ

(١٣١) ديوان الإمام علي،تحقيق: أ.د. محمد عبد المنعم خفاجي: دار إبن زيدون

(١٣٢) ديوان الإمام علي بن أبي طالب،جمع وضبط:حسين الأعلمي: منشورات مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت، لبنان،ط الأولى ، ١٤١٩هـ - ١٩٩٩م

(١٣٣) ديوان الإمام علي بن أبي طالب،اعتناء:عبد الرحمن المصطاوي: دار المعرفة، بيروت،ط الثالثة، ١٤٢٦هـ

(١٣٤) ديوان بشار بن بُرد: أبو مُعَاذ بَشَّار بن بُرْد العَقِيلي البصري (٩٦ هـ - ١٦٨ هـ)،جمع وتحقيق: الشيخ محمّد الطاهر بن عاشور: وزارة الثقافة بمناسبة الجزائر عاصمة الثقافة العربية، ٢٠٠٧

(١٣٥) ديوان جار الله الزمخشري،شرح: فاطمة بنت يوسف الخيمي: دار صادر، بيروت ،ط الأولى،١٤٢٩ه

(١٣٦) ديوان حسان بن ثابت،شرح وحواشي:عبدأ علي مهنا: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الثانية،١٤١٤ه

(١٣٧) ديوان شعر المتلمس الضبعي،رواية: الأثرم و أبي عبيدة عن الأصمعي،تحقيق وشرح وتعليق: حسن كامل الصيرفي: جامع الدول العربية، معهد المخطوطات العربية ، ١٣٩٠هـ - ١٩٧٠م

(١٣٨) ديوان طرفة بن العبد: طَرَفَة بن العَبْد بن سفيان البكري الوائلي أبو عمرو الشاعر الجاهلي (ت٥٦٤م)، تحقيق: مهدي محمد ناصر الدين: دار الكتب العلمية،ط الثالثة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م

(١٣٩) ديوان العرجي،الراوي: أبو الفتح عثمان بن جني (ت ٣٩٢ ه)،شرح و تحقيق: خضر الطائي، رشيد العبيدي: الشركة الإسلامية للطباعة والنشر المحدودة، بغداد،ط الأولى، ١٣٧٥هـ - ١٩٥٦م

(١٤٠) ديوان المتنبي: أبو الطيب أحمد بن الحسين الجعفي الكندي الكوفِي المعروف بالمتنبي (٣٠٣هـ - ٣٥٤هـ- ٩١٥م - ٩٦٥م): دار بيروت للطباعة والنشر، بيروت،عام النشر:١٤٠٣هـ - ١٩٨٢م

(١٤١) ديوان محمد الطيب الفاسي: أبو عبد الله محمد الطيب بن محمد الفاسي (١٠٦٤ - ١١١٣ ه)، ١١٧٠ه

(١٤٢) ديوان محمود سامي البارودي: محمود سامي بن حسن حسين بن عبد الله البارودي المصري (١٢٥٥هـ / ١٨٣٩ - ١٣٢٢هـ / ١٩٠٤): مؤسسة هنداوي للتعليم والثقافة، ٢٠١٢م

(١٤٣) ديوان المعاني: أبو هلال الحسن بن عبد الله بن سهل العسكري (ت نحو ٣٩٥هـ): دار الجيل، بيروت

(١٤٤) ديوان معاوية بن أبي سفيان،جمعه وشرحه: الدكتور فاروق أسليم: دار صادر، بيروت،ط الأولى،١٩٩٦م

(١٤٥) الذخائر والعبقريات: عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن سيد بن أحمد البرقوقي الأديب المصري (ت ١٣٦٣هـ): مكتبة الثقافة الدينية، مصر

(١٤٦) ذم الكذب: أبو بكر عبد الله بن محمد البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (ت ٢٨١هـ)،تحقيق: محمد غسان نصوح عزقول: دار السنابل، سوريا، دمشق، ١٩٩٣ه

(١٤٧) ذم الكلام وأهله: أبو إسماعيل الهروي (ت ٤٨١هـ)،تحقيق: عبد الرحمن بن عبد العزيز الشبل [ت ١٤٢٥هـ]: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، ط الأولى، ١٤١٦هـ - ١٩٩٦م

(١٤٨) الذيل والتكملة لكتابي الموصول والصلة: أبو عبد الله محمد بن محمد بن عبد الملك الأنصاري الأوسي المراكشي (ت ٧٠٣هـ)،حققه وعلق عليه: الدكتور إحسان عباس، الدكتور محمد بن شريفة، الدكتور بشار عواد معروف: دار الغرب الإسلامي، تونس،ط الأولى، ٢٠١٢م

(١٤٩) ربيع الأبرار ونصوص الأخيار: الزمخشري (توفي ٥٨٣هـ): مؤسسة الأعلمي، بيروت،ط الأولى، ١٤١٢هـ

(١٥٠) رحلة الشتاء والصيف: محمد بن عبد الله، من أحفاد شرف الدين بن يحيى الحمزي الحسيني المولوي المعروف بـ كِبْرِيت (ت ١٠٧٠هـ)، تحقيق: الأستاذ محمَّد سَعيد الطنطاوي: المكتب الإسلامي، بيروت،ط الثانية، ١٣٨٥هـ

(١٥١) روائع التفسير (الجامع لتفسير الإمام ابن رجب الحنبلي): زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب، السَلامي، البغدادي، الدمشقي، الحنبلي (ت ٧٩٥هـ)،جمع وترتيب: طارق بن عوض الله: دار العاصمة، السعودية،ط الأولى ١٤٢٢

(١٥٢) روح البيان: إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي، المولى أبو الفداء (ت ١١٢٧هـ): دار الفكر، بيروت

(١٥٣) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني: شهاب الدين محمود الحسيني الألوسي (ت ١٢٧٠هـ)،تحقيق: علي عبد الباري عطية: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤١٥هـ

(١٥٤) روض الأخيار المنتخب من ربيع الأبرار: محمد بن قاسم بن يعقوب الأماسي الحنفي، محيي الدين، ابن الخطيب قاسم (ت ٩٤٠هـ)، دار القلم العربي، حلب، ط: الأولى، ١٤٢٣هـ

(١٥٥) الروض الأنف في شرح السيرة النبوية: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (ت ٥٨١هـ): دار إحياء التراث العربي، بيروت،ط الأولى، ١٤١٢هـ

(١٥٦) الروض الداني (المعجم الصغير): سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (ت ٣٦٠هـ)، تحقيق: محمد شكور محمود الحاج أمرير، المكتب الإسلامي، دار عمار، بيروت، عمان، ط: الأولى، ١٤٠٥هـ

(١٥٧) روض الرياحين في حكايات الصالحين: أبو العادات عفيف الدين عبد الله أسعد اليافعي اليمني المكي: مكتبة رهوان، القاهرة، مصر

(١٥٨) روضة العقلاء ونزهة الفضلاء: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (ت ٣٥٤هـ)،تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد: دار الكتب العلمية، بيروت

(١٥٩) زاد المعاد في هدي خير العباد: أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب ابن قيم الجوزية (٦٥٩ - ٧٥١)،تحقيق: عدد من الباحثين: دار عطاءات العلم، الرياض - دار ابن حزم، بيروت،ط الثالثة، ١٤٤٠هـ

(١٦٠) زاد المعاد في هدي خير العباد: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن الدين ابن قيم الجوزية (ت ٧٥١هـ): مؤسسة الرسالة، بيروت- مكتبة المنار الإسلامية، الكويت،ط السابعة والعشرون، ١٤١٥هـ /١٩٩٤م

(١٦١) زهر الآداب وثمر الألباب: إبراهيم بن علي الأنصاري، أبو إسحاق القيرواني (ت ٤٥٣هـ): دار الجيل، بيروت

(١٦٢) سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (ت ٩٤٢هـ)، تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان، ط: الأولى، ١٤١٤هـ - ١٩٩٣م

(١٦٣) سفر السعادة وسفير الإفادة: علي بن محمد الهمداني المصري الشافعي، أبو الحسن، علم الدين السخاوي (ت ٦٤٣ هـ)،تحقيق: د. محمد الدالي،: دار صادر،ط الثانية، ١٤١٥هـ - ١٩٩٥م

(١٦٤) سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها: أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني (ت ١٤٢٠هـ)، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ط: الأولى

(١٦٥) سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني (ت ١٤٢٠هـ)، دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، ط: الأولى، ١٤١٢هـ - ١٩٩٢م

(١٦٦) سمط اللآلي في شرح أمالي القالي: أبو عبيد عبد الله بن عبد العزيز البكري الأندلسي (ت ٤٨٧هـ)،نسخه وحققه واستخرجه وأضاف إليه: عبد العزيز الميمني: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(١٦٧) سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي: عبد الملك بن حسين بن عبد الملك العصامي المكي (ت ١١١١هـ)،تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود - علي محمد معوض: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤١٩هـ

(١٦٨) سنن ابن ماجه: أبو عبد الله محمد بن يزيد بن ماجه القزويني (٢٠٩ - ٢٧٣ هـ)تحقيق: شعيب الأرنؤوط وشركاءه، دار الرسالة العالمية، ط: الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م

(١٦٩) سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجه اسم أبيه يزيد (ت ٢٧٣ هـ)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

(١٧٠) سنن أبي داود: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (ت ٢٧٥هـ)، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت

(١٧١) سنن الترمذي: محمد بن عيسى بن سَوْرة الترمذي، أبو عيسى (ت ٢٧٩هـ)، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر (ج/ ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج/ ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (ج/ ٤، ٥)، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ط: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م

(١٧٢) السنن الكبرى: أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي (ت ٤٥٨ هـ)،تحقيق: محمد عبد القادر عطا: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الثالثة، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

(١٧٣) السنن الكبرى: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي (ت ٣٠٣ هـ)،حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي،أشرف عليه: شعيب الأرناؤوط،قدم له: عبد الله بن عبد المحسن التركي: مؤسسة الرسالة، بيروت،ط الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م

(١٧٤) سير أعلام النبلاء: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ): دار الحديث، القاهرة،ط ١٤٢٧هـ - ٢٠٠٦م

(١٧٥) سير أعلام النبلاء: شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (ت ٧٤٨ هـ)،تحقيق: مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط: مؤسسة الرسالة،ط الثالثة، ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م

(١٧٦) سـيرة عبد الملك بن عمر بن عبد العزيز [مطبوع ضمن مجموع رسـائل الحافظ ابن رجب الحنبلي]: زين الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٣٦ - ٧٩٥ هـ)،دراسة وتحقيق: أبي مصعب طلعت بن فؤاد الحلواني: الفاروق الحديثة ،ط الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

(١٧٧) سـيرة عمر بن عبد العزيز: عبد الله بن عبد الحكم بن أعين بن ليث بن رافع، أبو محمد المصـري (ت ٢١٤هـ)،تحقيق: أحمد عبيد: عالم الكتب، بيروت، لبنان،ط السادسة، ١٤٠٤هـ - ١٩٨٤م

(١٧٨) شذرات الذهب في أخبار من ذهب: عبد الحي بن أحمد ابن العماد الحنبلي، أبو الفلاح (ت ١٠٨٩هـ)،حققه: محمود الأرناؤوط،خرج أحاديثه: عبد القادر الأرناؤوط: دار ابن كثير، دمشق، بيروت،ط الأولى، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م

(١٧٩) شرح ابن عقيل على ألفية ابن مالك: ابن عقيل، عبد الله بن عبد الرحمن العقيلي الهمداني المصـري (المتوفى: ٧٦٩هـ)،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: دار التراث، القاهرة، دار مصر للطباعة، سعيد جودة السحار وشركاه،ط العشرون ١٤٠٠هـ - ١٩٨٠م

(١٨٠) شرح أبيات مغني اللبيب: عبد القادر بن عمر البغدادي(١٠٣٠-١٠٩٣هـ)،تحقيق: عبد العزيز رباح- أحمد يوسف دقاق: دار المأمون للتراث، بيروت، ١٣٩٣هـ-١٤١٤هـ

(١٨١) شرح الأشموني على ألفية ابن مالك: علي بن محمد بن عيسى، أبو الحسـن، نور الدين الأُشْموني الشافعي (ت ٩٠٠هـ): دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى ١٤١٩هـ- ١٩٩٨م

(١٨٢) شرح ديوان الحماسة للتبريزي: يحيى بن علي بن محمد التبريزي، أبو زكريا (ت ٥٠٢هـ): دار القلم، بيروت

(١٨٣) شرح ديوان الحماسة للفارسي: أبو القاسم زيد بن علي الفارسيّ (ت ٤٦٧هـ)،تحقيق: د. محمد عثمان علي: دار الأوزاعي، بيروت،ط الأولى

(١٨٤) شرح ديوان الحماسـة للمرزوقي: أبو على أحمد بن محمد بن الحسـن المرزوقي الأصـفهاني (ت ٤٢١هـ)،تحقيق: غريد الشيخ، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م

(١٨٥) شرح ديوان المتنبي: أبو البقاء عبد الله بن الحسـين بن عبد الله العكبري البغدادي محب الدين (ت ٦١٦هـ)، تحقيق: مصطفى السقا/إبراهيم الأبياري/عبد الحفيظ شلبي، دار المعرفة، بيروت

(١٨٦) شرح ديوان المتنبي: أبو الحسن علي بن أحمد الواحدي، النيسابوري، الشافعي (ت ٤٦٨هـ)

(١٨٧) شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك: محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصـري الأزهري، تحقيق: طه عبد الرءوف سعد: مكتبة الثقافة الدينية، القاهرة،ط الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

(١٨٨) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المالكي (ت ١١٢٢هـ): دار الكتب العلمية،ط الأولى ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م

(١٨٩) شرح «الزيادات لمحمد بن الحسن الشيباني»: فخر الدين حسن بن منصور بن محمود الأوزجندي الفرغاني المعروف بقاضي خان (ت ٥٩٢هـ)،حقق نصوصه: دكتور قاسم أشرف نور أحمد: المجلس العلمي، كراتشي، باكستان، ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م،وصَوّرتها دار إحياء التراث العربي، بيروت

(١٩٠) شرح السنة: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود، الفراء البغوي الشافعي (ت ٥١٦هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط-محمد زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، دمشق، بيروتط: الثانية، ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م

(١٩١) شرح شذور الذهب في معرفة كلام العرب: عبد الله بن يوسف بن أحمد، أبو محمد، جمال الدين، ابن هشام (ت ٧٦١هـ)،تحقيق: عبد الغني الدقر: الشركة المتحدة للتوزيع، سوريا

(١٩٢) شرح الشفا بحقوق المصطفى: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (ت ١٠١٤هـ): دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤٢١هـ

(١٩٣) شرح شواهد المغني: عبد الرحمن، جلال الدين السيوطي (ت ٩١١ هـ)، علق حواشيه: أحمد ظافر كوجان،مذيل وتعليقات: الشيخ محمد محمود ابن التلاميد التركزي الشنقيطي: لجنة التراث العربي، ١٣٨٦هـ

(١٩٤) شرح صحيح البخارى لابن بطال: ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف (ت ٤٤٩هـ)،تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار النشر: مكتبة الرشد، السعودية، الرياض،ط الثانية، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م

(١٩٥) شرح قطر الندى وبل الصدى: عبد الله بن يوسف، أبو محمد، جمال الدين، ابن هشام (ت ٧٦١هـ)،تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: القاهرة،ط الحادية عشرة، ١٣٨٣هـ

(١٩٦) شرح مسند أبي حنيفة: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن، الملا الهروي القاري (ت ١٠١٤هـ)، تحقيق: الشيخ خليل محيي الدين الميس، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ط: الأولى،١٤٠٥هـ-١٩٨٥م

(١٩٧) شرح معاني الآثار: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: ٣٢١هـ)،حققه وقدم له: محمد زهري النجار - محمد سيد جاد الحق من علماء الأزهر الشريف، راجعه ورقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: د يوسف عبد الرحمن المرعشلي: عالم الكتب،ط الأولى، ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م

(١٩٨) شعب الإيمان: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤ - ٤٥٨ هـ)،تحقيق: أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م

(١٩٩) شعب الإيمان: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤ - ٤٥٨هـ)،حققه وراجع نصوصه وخرج أحاديثه: د عبد العلي عبد الحميد حامد [ت ١٤٤٣هـ]،أشرف على تحقيقه وتخريج أحاديثه: مختار أحمد الندوي [ت ١٤٢٨هـ]: مكتبة الرشد، الرياض،ط الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م

(٢٠٠) شعر إبن السيد البطليوسي ،جمع و دراسة:أ.د. رجب عبد الجواد إبراهيم،مراجعة وتقديم: أ.د. محمود علي المكي:مكتبة الآداب ،القاهرة،ط الأولى: ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م

(٢٠١) شعر سابق بن عبد الله البربري،دراسة و جمع و تحقيق:أ.د. بدر ضيف:دار الوفاء لدينا الطباعة والنشر، الإسكندرية،ط الأولى: ٢٠٠٤م

(٢٠٢) الشعر والشعراء: أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (ت ٢٧٦هـ): دار الحديث، القاهرة، ١٤٢٣هـ

(٢٠٣) صالح بن عبد القدوس البصري،تأليف: عبد الله الخطيب: دار المنشورات البصري، بغداد،ط الأولى: ١٩٦٧م

(٢٠٤) صحيح ابن حبان: المسند الصحيح على التقاسيم والأنواع من غير وجود قطع في سندها ولا ثبوت جرح في ناقليها: أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البُستي (ت ٣٥٤هـ)،تحقيق: محمد علي سونمز، خالص آي دمير: دار ابن حزم، بيروت،ط الأولى، ١٤٣٣هـ - ٢٠١٢م

(٢٠٥) صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان: أبو حاتم محمد بن حبان البُستي (ت ٣٥٤ هـ)،ترتيب: الأمير علاء الدين علي بن بلبان المصري الحنفي،تحقيق وتخريج: شعيب الأرنؤوط: مؤسسة الرسالة، بيروت

(٢٠٦) صحيح الأدب المفرد للإمام البخاري: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم البخاري، أبو عبد الله (ت ٢٥٦هـ)، حقق أحاديثه وعلق عليه: محمد ناصر الدين الألباني، دار الصديق، ط: الرابعة، ١٤١٨هـ

(٢٠٧) صحيح البخاري: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: جماعة من العلماء، ط: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، ١٣١١هـ، بأمر السلطان عبد الحميد الثاني، ثم صَوّرها بعنايته: د. محمد زهير الناصر، وطبعها الطبعة الأولى عام ١٤٢٢هـ لدى دار طوق النجاة، بيروت، مع ترقيم الأحاديث لمحمد فؤاد عبد الباقي

(٢٠٨) صحيح الترغيب والترهيب: محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف، الرياض، ط: الأولى، ١٤٢١هـ

(٢٠٩) صحيح الجامع الصغير وزياداته: محمد ناصر الدين الألباني (ت ١٤٢٠هـ)، المكتب الإسلامي

(٢١٠) صحيح مسلم: أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦ - ٢٦١ هـ)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة، ١٣٧٤هـ، ثم صورته دار إحياء التراث العربي ببيروت

(٢١١) صفوة التفاسير: محمد علي الصابوني: دار الصابوني، القاهرة،ط الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م

(٢١٢) الصلة في تاريخ أئمة الأندلس، أبو القاسم خلف بن عبد الملك بن بشكوال (ت ٥٧٨ هـ)، عني بنشره وصححه وراجع أصله: السيد عزت العطار الحسيني، مكتبة الخانجي، ط: الثانية، ١٣٧٤هـ

(٢١٣) الصمت وآداب اللسان: أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (ت ٢٨١هـ)، تحقيق: أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي، بيروت، ط: الأولى، ١٤١٠

(٢١٤) صيد الأفكار في الأدب والأخلاق والحكم والأمثال: القاضي حسين بن محمد المهدي: سُجل هذا الكتاب بوزارة الثقافة، بدار الكتاب برقم إيداع (٤٤٩) لسنة٢٠٠٩م،راجعه: الأستاذ العلامة عبد الحميد محمد المهدي

(٢١٥) الضعفاء الكبير: أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي المكي (ت ٣٢٢هـ)،تحقيق: عبد المعطي أمين قلعجي: دار المكتبة العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤٠٤هـ - ١٩٨٤م

(٢١٦) ضعيف الترغيب والترهيب: محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف، الرياض، ط: الأولى،١٤٢١هـ

(٢١٧) ضعيف سنن الترمذي: محمد ناصر الدين الألباني (ت ١٤٢٠ هـ) التعليق: زهير الشاويش، المكتب الاسلامي - بيروت، ط: الأولى، ١٤١١هـ - ١٩٩١م

(٢١٨) الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي (ت ٩٠٢هـ): دار مكتبة الحياة، بيروت

(٢١٩) طبقات الأولياء: ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي الشافعي المصري (ت ٨٠٤هـ)، تحقيق: نور الدين شريبه من علماء الأزهر، مكتبة الخانجي، بالقاهرة، ط: الثانية، ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م

(٢٢٠) الطبقات السنية في تراجم الحنفية: تقي الدين بن عبد القادر التميمي الغزي (ت ١٠١٠هـ)

(٢٢١) طبقات الشافعية: أبو بكر بن أحمد بن محمد الأسدي الشهبي الدمشقي، تقي الدين ابن قاضي شهبة (ت ٨٥١هـ)، تحقيق: د. الحافظ عبد العليم خان، عالم الكتب، بيروت، ط: الأولى، ١٤٠٧هـ

(٢٢٢) طبقات الشافعية الكبرى: تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين السبكي (ت ٧٧١هـ)،تحقيق: د. محمود محمد الطناحي د. عبد الفتاح محمد الحلو: هجر،ط الثانية، ١٤١٣هـ

(٢٢٣) طبقات الشعراء: عبد الله بن محمد ابن المعتز العباسي (ت ٢٩٦هـ)، تحقيق: عبد الستار أحمد فراج، دار المعارف، القاهرة، ط: الثالثة

(٢٢٤) طبقات فحول الشعراء: محمد بن سلّام (بالتشديد) بن عبيد الله الجمحي بالولاء، أبو عبد الله (ت ٢٣٢هـ)،تحقيق: محمود محمد شاكر: دار المدني، جدة

(٢٢٥) طبقات الفقهاء: أبو اسحاق إبراهيم بن علي الشيرازي (ت ٤٧٦هـ)، تهذيب: محمد بن مكرم ابن منظور (ت ٧١١هـ)، تحقيق: إحسان عباس، دار الرائد العربي، بيروت، لبنان، ط: الأولى، ١٩٧٠

(٢٢٦) الطبقات الكبرى: محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد،دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطا: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤١٠هـ - ١٩٩٠م

(٢٢٧) طبقات المفسرين للداوودي: محمد بن علي بن أحمد، شمس الدين الداوودي المالكي (ت ٩٤٥هـ): دار الكتب العلمية، بيروت،راجع النسخة وضبط أعلامها: لجنة من العلماء بإشراف الناشر

(٢٢٨) طبقات المفسرين العشرين: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (ت ٩١١هـ)،تحقيق: علي محمد عمر: مكتبة وهبة، القاهرة،ط الأولى، ١٣٩٦هـ

(٢٢٩) طريق الهجرتين وباب السعادتين: الإمام أبو عبد الله محمد بن أبي بكر، ابن قيم الجوزية (٦٩١ - ٧٥١)، تحقيق: محمد أجمل الإصلاحي، خرج أحاديثه: زائد بن أحمد النشيري، دار عطاءات العلم، الرياض - دار ابن حزم، بيروت، ط: ٢٢٨الرابعة، ١٤٤٠هـ - ٢٠١٩م

(٢٣٠) عارضة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: أبو بكر محمد بن عبد الله المعروف بإبن العربي المالكي(ت ٥٤٣)، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الأولى، ١٤١٨هـ/١٩٩٧م

(٢٣١) العقد التليد في اختصار الدر النضيد = المعيد في أدب المفيد والمستفيد: عبد الباسط بن موسى بن محمد بن إسماعيل العلموي ثم الموقت الدمشقي الشافعيّ (ت ٩٨١هـ)،تحقيق: الدكتور مروان العطية: مكتبة الثقافة الدينية،ط الأولى ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٤م

(٢٣٢) عِقْد الجُمَان في تاريخ أهل الزمان - العصر الأيوبي [٥٦٥ - ٦٢٨هـ]: بدر الدين محمود العيني (ت ٨٥٥ هـ)،تحقيق ودراسة: د محمود رزق محمود [ت ١٤٤٠هـ]: مطبعة دار الكتب والوثائق القومية، القاهرة، ١٤٣١هـ - ٢٠١٠م

(٢٣٣) العقد الفريد: أبو عمر، شهاب الدين أحمد بن محمد بن عبد ربه ابن حبيب ابن حدير بن سالم المعروف بابن عبد ربه الأندلسي (ت ٣٢٨هـ): دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤٠٤هـ

(٢٣٤) علل الترمذي الكبير: محمد بن عيسى- بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى- (ت ٢٧٩هـ)،رتبه على كتب الجامع: أبو طالب القاضي،تحقيق: صبحي السامرائي، أبو المعاطي النوري، محمود خليل الصعيدي: عالم الكتب، مكتبة النهضة العربية، بيروت،ط الأولى، ١٤٠٩هـ

(٢٣٥) العلماء العُزاب الذين آثروا العلم على الزواج،تأليف: عبد الفتاح أبو غدة: مكتب المطبوعات الإسلامية، بيروت،ط الأولى، ١٤٠٢هـ - ١٩٨٢م،صورتها مكتبة الاتحاد بديوبند

(٢٣٦) العمدة في صناعة الشعر ونقده: أبو على الحسن بن رشيق القيرواني الأزدي (ت ٤٦٣ هـ)،تحقيق وتعليق: أ.د. النبوية عبد الواحد شعلان: مكتبة الخارجي، القاهرة،ط الأولى: ١٤٢٠هـ

(٢٣٧) عمدة القاري شرح صحيح البخاري: بدر الدين، محمود بن أحمد العينى(ت ٨٥٥ هـ)،عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه: شركة من العلماء بمساعدة إدارة الطباعة المنيرية،وصوَّرتها دار إحياء التراث العربي، ودار الفكر، بيروت

(٢٣٨) عيون الأخبار: عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(ت ٢٧٦هـ): دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤١٨هـ

(٢٣٩) عيون الأنباء في طبقات الأطباء: أحمد بن القاسم بن خليفة بن يونس الخزرجي موفق الدين، أبو العباس ابن أبي أصيبعة (ت ٦٦٨هـ)،تحقيق: الدكتور نزار رضا: دار مكتبة الحياة، بيروت

(٢٤٠) غرائب الاغتراب ونزهة الألباب في الذهاب والإقامة والإياب: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (ت ١٢٧٠هـ)

(٢٤١) غرر الخصائص الواضحة وعرر النقائض الفاضحة: أبو إسحق برهان الدين محمد بن إبراهيم، الوطواط (ت ٧١٨هـ)،ضبطه وعلق عليه ووضع فهارسه: ابراهيم شمس الدين: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٢٩هـ - ٢٠٠٨م

(٢٤٢) الفائق في غريب الحديث والأثر: أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جار الله (ت ٥٣٨هـ)، تحقيق: علي محمد البجاوي -محمد أبو الفضل إبراهيم، دار المعرفة، لبنان، ط: الثانية

(٢٤٣) فتاوى الإمام النّووي المسـمّاة: "بالمسائل المنثورة": أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ)، ترتيبُ: تلميذه الشيخ عَلَاء الدِّين بن العَطّار، تحقِيق وتعلِيق: محمَّد الحجَّار، دَارُ البشائرِ الإسلاميَّة، بَيروت، لبنان، ط: السَادسَة، ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م

(٢٤٤) فتح الباري بشرح صحيح البخاري: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ): دار المعرفة، بيروت، ١٣٧٩هـ،رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب،عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز

(٢٤٥) فتح القريب المجيب على الترغيب والترهيب للإمام المنذري (ت ٦٥٦هـ): أبو محمد حسن بن علي بن سليمان البدر الفيومي القاهري (٨٠٤ - ٨٧٠هـ)،قدم له: الشيخ عبد الله بن محمد الغنيمان،دراسة وتحقيق وتخريج: أ. د. محمد إسحاق محمد آل إبراهيم:دار السلام، الرياض، السعودية،ط الأولى، ١٤٣٩هـ - ٢٠١٨م

(٢٤٦) فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر السخاوي (ت ٩٠٢هـ)،تحقيق: علي حسين علي: مكتبة السنة، مصر،ط الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

(٢٤٧) فتوح الغيب في الكشف عن قناع الريب (حاشية الطيبي على الكشاف): شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (ت ٧٤٣هـ)،مقدمة التحقيق: إياد محمد الغوج: جائزة دبي الدولية للقرآن الكريم،ط الأولى، ١٤٣٤هـ - ٢٠١٣م

(٢٤٨) الفخري في الآداب السلطانية والدول الإسلامية: محمد بن علي بن طباطبا المعروف بابن الطقطقي (ت ٧٠٩هـ)،تحقيق: عبد القادر محمد مايو: دار القلم العربي، بيروت،ط الأولى، ١٤١٨هـ

(٢٤٩) الفردوس بمأثور الخطاب: شيرويه بن شهردار بن شيرويه، أبو شجاع الديلميّ الهمذاني (ت ٥٠٩هـ)،تحقيق: السعيد بن بسيوني زغلول: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤٠٦هـ

(٢٥٠) الفقيه والمتفقه: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢ - ٤٦٣هـ)،تحقيق: أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف الغرازي: دار ابن الجوزي، السعودية،ط الثانية، ١٤٢١هـ
(٢٥١) الفوائد البهية في تراجم الحنفية ومعه "التعليقات السنية": أبو الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي [ت ١٣٠٤ هـ]، ،عنى بتصحيحه: محمد بدر الدين أبو فراس النعساني: دار السعادة بجوار محافظة مصر ،ط الأولى، ١٣٢٤هـ
(٢٥٢) الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: محمد بن علي بن محمد الشوكاني (ت ١٢٥٠هـ)، تحقيق: عبد الرحمن بن يحي المعلمي اليماني، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
(٢٥٣) فيض القدير شرح الجامع الصغير: محمد بن تاج العارفين الحدادي ثم المناوي القاهري، زين الدين، عبد الرؤوف (ت ١٠٣١هـ)، مع تعليقات يسيرة لماجد الحموي: المكتبة التجارية الكبرى، مصر، مصر ،ط الأولى، ١٣٥٦هـ
(٢٥٤) القوافي: أبو الحسن المجاشعي بالولاء، البلخي ثم البصري، المعروف بالأخفش الأوسط (ت ٢١٥هـ)
(٢٥٥) قيمة الزمن عند العلماء: عبد الفتاح أبو غدة الحلبي الحنفي (ت ١٤١٧هـ)، مكتب المطبوعات الإسلامية،وحلب، ط: العاشرة
(٢٥٦) الكامل في التاريخ: أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (ت ٦٣٠هـ)،تحقيق: عمر عبد السلام تدمري: دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م
(٢٥٧) الكامل في اللغة والأدب: محمد بن يزيد المبرد، أبو العباس (ت ٢٨٥هـ)،تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم: دار الفكر العربي، القاهرة،ط الثالثة ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م
(٢٥٨) الكتاب: عمرو بن عثمان بن قنبر الحارثي بالولاء، أبو بشر، الملقب سيبويه (ت ١٨٠هـ)،تحقيق: عبد السلام محمد هارون: مكتبة الخانجي، القاهرة،ط الثالثة، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م
(٢٥٩) كتاب الديباج: إسحاق بن إبراهيم بن سنين أبو القاسم الخَتْلي (ت ٢٨٣هـ)،تحقيق: إبراهيم صالح: دار البشائر الإسلامية ،ط الأولى، ١٩٩٤م
(٢٦٠) الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل،(مع الكتاب حا شية (الانتصاف فيما تضمنه الكشاف) لابن المنير الإسكندري (ت ٦٨٣)، وتخريج أحاديث الكشاف للإمام الزيلعى): أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جار الله (ت ٥٣٨هـ): دار الكتاب العربي، بيروت،ط الثالثة - ١٤٠٧هـ
(٢٦١) كشف الأستار عن زوائد البزار: نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (ت ٨٠٧هـ)،تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي: مؤسسة الرسالة، بيروت،ط الأولى، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م
(٢٦٢) كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: مصطفى بن عبد الله، الشهير بحاجي خليفة وبكاتب جلبي، ١٩٤١م
(٢٦٣) الكشف والبيان عن تفسير القرآن: أبو إسحاق أحمد بن إبراهيم الثعلبي (ت ٤٢٧ هـ)، تحقيق: عدد من الباحثين: دار التفسير، جدة، السعودية،ط الأولى، ١٤٣٦هـ - ٢٠١٥م

(٢٦٤) الكلام على مسـألة السـماع: أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب ابن قيم الجوزية (٦٩١ - ٧٥١ هـــ)، تحقيق: محمد عزير شمس، راجعه: محمد أجمل الإصلاحي، عبد الرحمن بن حسن بن قائد، دار عطاءات العلم، الرياض - دار ابن حزم، بيروت، ط: الثالثة، ١٤٤٠هـ - ٢٠١٩م
(٢٦٥) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (ت ٩٧٥هـ)،تحقيق: بكري حياني - صفوة السقا: مؤسسة الرسالة،ط الخامسة، ١٤٠١هـ - ١٩٨١م
(٢٦٦) الكوكب الدري على جامع الترمذي: رشـيد أحمد الكنكوهي (ت ١٣٢٣هــــ)،جمعها ورتبها: محمد يحيى الكاندهلوي(ت ١٣٣٤ هـ)،تعليق: محمد زكريا بن محمد يحيي الكاندهلوي: مطبعة ندوة العلماء، لكناؤ، الهند، ١٣٩٥هـ
(٢٦٧) اللآلىء المصـنوعة في الأحاديث الموضـوعة: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السـيوطي (ت ٩١١هـ)، تحقيق: صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م
(٢٦٨) اللآلئ المنثورة في الأحاديث المشهورة المعروف بـــ (التذكرة في الأحاديث المشتهرة): أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي ـ الشافعي (ت ٧٩٤هــــ)، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، ط: الأولى، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م
(٢٦٩) لباب الآداب: أبو منصور عبد الملك بن محمد بن إسماعيل الثعالبي النيسابوري، تحقيق: أحمد حسن لبج: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م
(٢٧٠) اللباب في علوم الكتاب: أبو حفص سراج الدين عمر بن علي الحنبلي الدمشقي النعماني (ت ٧٧٥هـ)،تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤١٩هـ
(٢٧١) لسان العرب: محمد بن مكرم، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (ت ٧١١هـ)،الحواشي: اليازجي وجماعة من اللغويين: دار صادر، بيروت،ط الثالثة، ١٤١٤هـ
(٢٧٢) لسـان الميزان: أبو الفضـل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسـقلاني (ت ٨٥٢هـ)،تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة: دار البشائر الإسلامية،ط الأولى، ٢٠٠٢م
(٢٧٣) لطائف المعارف فيما لمواسم العام من الوظائف: زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسـن، السلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي (ت ٧٩٥ هـ)، دار ابن حزم للطباعة والنشر، ط: الأولى، ١٤٢٤هـ
(٢٧٤) اللطائف من دقائق المعارف في علوم الحفاظ الأعارف: محمد بن عمر بن أحمد بن عمر بن محمد الأصـبهاني المديني، أبو موسى (ت ٥٨١هـ)،تحقيق: أبو عبد الله محمد علي سمك: دار الكتب العلمية،ط الأولى ١٤٢٠هـ
(٢٧٥) اللطائف والظرائف: عبد الملك بن محمد بن إسماعيل أبو منصور الثعالبي (ت ٤٢٩هـ): دار المناهل، بيروت

(٢٧٦) المجالسة وجواهر العلم: أبو بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي (ت ٣٣٣هـ) ،تحقيق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان: جمعية التربية الإسلامية، البحرين ـ دار ابن حزم، بيروت، ،ط الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م

(٢٧٧) المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية ﷺ من صحيح الإمام البخاري: شمس الدين محمد بن عمر السفيري الشافعي (ت ٩٥٦هـ)،حققه وخرج أحاديثه: أحمد فتحي عبد الرحمن: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م

(٢٧٨) مجاني الأدب في حدائق العرب: رزق الله بن يوسف بن عبد المسيح بن يعقوب شيخو (ت ١٣٤٦هـ): مطبعة الآباء اليسوعيين، بيروت، ١٩١٣م

(٢٧٩) المجروحين من المحدثين: ابن حبان،تحقيق: حمدي عبد المجيد السلفي: دار الصميعي للنشر والتوزيع، الرياض، السعودية،ط الأولي، ١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م

(٢٨٠) مجمع الحكم والأمثال في الشعر العربي: أحمد قبش بن محمد نجيب: دار الرشيد، دمشق، ط الثالثة، ١٤٠٣هـ-١٩٨٥م

(٢٨١) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (ت ٨٠٧هـ)،تحقيق: حسام الدين القدسي: مكتبة القدسي، القاهرة، ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م

(٢٨٢) مجموعة القصائد الزهديات: أبو محمد عبد العزيز بن محمد بن عبد الرحمن بن عبد المحسن السلمان (ت ١٤٢٢هـ): مطابع الخالد للأوفسيت، الرياض،ط الأولى، ١٤٠٩هـ

(٢٨٣) المجموع شرح المهذب: أبو زكريا محيي الدين بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ)،تصحيح: لجنة من العلماء: إدارة الطباعة المنيرية، مطبعة التضامن الأخوي، القاهرة،عام النشر:١٣٤٤ - ١٣٤٧هـ

(٢٨٤) مجموع الفتاوى: شيخ الإسلام أحمد بن تيمية،جمع وترتيب: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة المنورة، السعودية، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م

(٢٨٥) مجموع فتاوى ومقالات متنوعة: عبد العزيز بن عبد الله بن عبد الرحمن بن باز،جمع وإشراف: د. محمد بن سعد الشويعر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء بالمملكة العربية السعودية

(٢٨٦) محاسن التأويل: محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم الحلاق القاسمي (ت ١٣٣٢هـ)،تحقيق: محمد باسل عيون السود: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤١٨هـ

(٢٨٧) المحاسن والأضداد: عمرو بن بحر بن محبوب الكناني بالولاء، الليثي، أبو عثمان، الشهير بالجاحظ (ت ٢٥٥هـ): دار ومكتبة الهلال، بيروت، ١٤٢٣هـ

(٢٨٨) المحاسن والمساوئ: إبراهيم بن محمد البيهقي (نحو ٣٢٠هـ) تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم: دار المعارف، بيروت، ٢٠٠٩م

(٢٨٩) محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى (ت ٥٠٢هـ): شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم، بيروت،ط الأولى، ١٤٢٠هـ

(٢٩٠) المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز: أبو محمد عبد الحق بن غالب، ابن عطية الأندلسي ـ المحاربي (ت ٥٤٢هـ)،تحقيق: عبد السلام عبد الشافي محمد: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤٢٢هـ

(٢٩١) المحكم والمحيط الأعظم: أبو الحسن علي بن إسماعيل بن سيده المرسي [ت: ٤٥٨هـ]،تحقيق: عبد الحميد هنداوي: دار الكتب العلمية، بيروت،ط الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م

(٢٩٢) المحمدون من الشعراء وأشعارهم: جمال الدين أبو الحسن علي بن يوسف القفطي (ت ٦٤٦هـ)،حققه وقدم له: حسن معمري،راجعه وعارضه بنسخة المؤلف: حمد الجاسر،الناشر: دار اليمامة، عام النشر: ١٣٩٠هـ - ١٩٧٠م

(٢٩٣) مختارات من أجمل الشعر في مدح الرسول: محمّد سَعيد رَمضان البوطي: دار المعرفة، دمشق،ط الأولى، ١٤٠٨هـ

(٢٩٤) مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر: محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الانصاري الرويفعى الإفريقى (ت ٧١١هـ)،تحقيق: روحية النحاس، رياض عبد الحميد مراد، محمد مطيع: دار الفكر، دمشق، سوريا،ط الأولى، ١٤٠٢هـ - ١٩٨٤م

(٢٩٥) مختصر شعب الإيمان للبيهقي: عمر بن عبد الرحمن بن عمر ، إمام الدين، أبو القاسم الكرخي التَّميمي القزويني الشافعيّ (ت ٦٩٩هـ)،تحقيق: عبد القادر الأرناؤوط: دار ابن كثير، دمشق،ط الثانية، ١٤٠٥هـ

(٢٩٦) مدارك التنزيل وحقائق التأويل: أبو البركات عبد الله بن أحمد حافظ الدين النسفي (ت ٧١٠هـ)،حققه وخرج أحاديثه: يوسف علي بديوي: دار الكلم الطيب، بيروت،ط الأولى، ١٤١٩هـ

(٢٩٧) مدح التواضع وذم الكبر: ثقة الدين، أبو القاسم علي بن الحسن المعروف بابن عساكر (ت ٥٧١هـ)، تحقيق: محمد عبد الرحمن النابلسي، دار السنابل، سورية، دمشق، ط: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م

(٢٩٨) المدخل إلى تقويم اللسان: ابن هشام اللخمي (ت ٥٧٧ هـ)،تحقيق: الدكتور حاتم صالح الضامن: دار البشائر الإسلامية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

(٢٩٩) المدخل إلى علم السنن: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤ هـ - ٤٥٨ هـ)،اعتنى به وخرَّجَ نقُولَه: محمد عوامة: دار اليسر، القاهرة، مصر، دار المنهاج، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٣٧هـ - ٢٠١٧م

(٣٠٠) مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: شمس الدين أبو المظفر يوسف بن قِزْأُوغلي بن عبد الله المعروف بـ «سبط ابن الجوزي» (٥٨١ - ٦٥٤ هـ)،تحقيق وتعليق: عدد من الباحثين: دار الرسالة العالمية، دمشق، سوريا،ط الأولى، ١٤٣٤هـ - ٢٠١٣م

(٣٠١) مراقي العزة ومقومات السعادة: سليمان بن إبراهيم بن عبد الله اللاحم: دار ابن الجوزي، الدمام، السعودية،ط الأولى، ١٤٤٣هـ - ٢٠٢١م

(٣٠٢) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (ت ١٠١٤هـ): دار الفكر، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م

(٣٠٣) مسالك الأبصار في ممالك الأمصار: أحمد بن يحيي بن فضل الله القرشي العدوي العمري، شهاب الدين (ت ٧٤٩هـ): المجمع الثقافي، أبو ظبي،ط الأولى، ١٤٢٣هـ

(٣٠٤) المستدرك على الصحيحين: أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري،تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا: دارالكتب العلمية، بيروت

(٣٠٥) المستطرف في كل فن مستطرف: شهاب الدين محمد بن أحمد بن منصور الأبشيهي أبو الفتح (ت ٨٥٢هـ): عالم الكتب، بيروت،ط الأولى، ١٤١٩ هـ

(٣٠٦) المستقصى في أمثال العرب: أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جار الله (ت ٥٣٨هـ): دار الكتب العلمية، بيروت،ط الثانية، ١٩٨٧م

(٣٠٧) مسند أبي يعلى الموصلي: الإمام أحمد بن على التميمي (٢١٠ - ٣٠٧ هـ)،ومعه: رحمات الملأ الأعلى بتخريج مسند أبي يعلى،تخريج وتعليق: سعيد بن محمد السناري: دار الحديث، القاهرة،ط الأولى، ١٤٣٤هـ

(٣٠٨) مسند الإمام أحمد بن حنبل: أحمد بن محمد بن حنبل (١٦٤ - ٢٤١ هـ)،تحقيق: أحمد محمد شاكر: دار الحديث، القاهرة،ط الأولى، ١٤١٦هـ - ١٩٩٥م

(٣٠٩) مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار: أبو بكر أحمد بن عمرو العتكي المعروف بالبزار (ت ٢٩٢ هـ)،تحقيق: محفوظ الرحمن زين الله (جـ ١ - ٩)، عادل بن سعد (جـ ١٠ - ١٧)، صبري عبد الخالق الشافعي (جـ ١٨): مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة،ط الأولى، (بدأت ١٩٨٨م، وانتهت ٢٠٠٩م)

(٣١٠) مشكاة المصابيح: محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي،تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني: المكتب الإسلامي، بيروت،ط الثالثة، ١٩٨٥م

(٣١١) مصادر الشعر الجاهلي: ناصر الدين الأسد: دار المعارف بمصر،ط السابعة ١٩٨٨م

(٣١٢) المصنف لعبد الرزاق،ويليه: كتاب الجامع للإمام معمر بن راشد الأزدي، رواية عبد الرزاق الصنعاني: أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني (١٢٦ - ٢١١هـ)،تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي: المجلس العلمي، الهند، توزيع: المكتب الإسلامي، بيروت،ط الثانية، ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م

(٣١٣) معجزات النبي ﷺ (من البداية والنهاية لابن كثير): أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (ت ٧٧٤هـ)،تحقيق وتعليق: السيد إبراهيم أمين محمد: المكتبة التوفيقية

(٣١٤) معجم الأدباء = إرشاد الأريب إلى معرفة الأديب: شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي (ت ٦٢٦هـ)،تحقيق: إحسان عباس: دار الغرب الإسلامي، بيروت،ط الأولى، ١٤١٤هـ

(٣١٥) المعجم الأوسط: أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠ - ٣٦٠ هـ)،تحقيق: طارق بن عوض الله بن محمد - أبو الفضل عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني: دار الحرمين، القاهرة، ١٤١٥هـ

(٣١٦) معجم البلدان: شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي (ت ٦٢٦هـ): دار صادر، بيروت،ط الثانية، ١٩٩٥م

(٣١٧) معجم الشعراء: للإمام أبي عبيد الله محمد بن عمران المرزباني (المتوفى: ٣٨٤ هـ)،تصحيح وتعليق: أ.د. ف. كرنكو: مكتبة القدسي - دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الثانية، ١٤٠٢هـ - ١٩٨٢م

(٣١٨) المعجم الكبير: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (ت ٣٦٠هـ) ،تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي،دار النشر: مكتبة ابن تيمية، القاهرة،ط الثانية

(٣١٩) معجم المؤلفين: عمر رضا كحالة، مكتبة المثنى، بيروت، دار إحياء التراث العربي، بيروت

(٣٢٠) معجم المفسرين «من صدر الإسلام وحتى العصر الحاضر»: عادل نويهض، مؤسسة نويهض الثقافية ، بيروت، لبنان، ط: الثالثة، ١٤٠٩هـ - ١٩٨٨م

(٣٢١) معجم مقاييس اللغة: أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي، أبو الحسين (ت ٣٩٥هـ)، تحقيق: عبد السلام محمد هارون، دار الفكر، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م.

(٣٢٢) معرفة الصحابة: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق الأصبهاني (المتوفى: ٤٣٠هـ)،تحقيق: عادل بن يوسف العزازي: دار الوطن للنشر، الرياض،ط الأولى: ١٤١٩هـ

(٣٢٣) المغرب في حلى المغرب: أبو الحسن على بن موسى بن سعيد المغربي الأندلسي (ت ٦٨٥هـ)، تحقيق: د. شوقي ضيف، دار المعارف، القاهرة، ط: الثالثة، ١٩٥٥

(٣٢٤) مفاتيح الغيب = التفسير الكبير: أبو عبد الله محمد بن عمر التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (ت ٦٠٦هـ): دار إحياء التراث العربي، بيروت،ط الثالثة، ١٤٢٠هـ

(٣٢٥) مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (ت ٧٥١هـ): دار الكتب العلمية، بيروت

(٣٢٦) المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة: شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي (ت ٩٠٢هـ)، تحقيق: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي، بيروت، ط: الأولى، ١٤٠٥هـ

(٣٢٧) المقفى الكبير: تقي الدين المقريزي (ت ٨٤٥ هـ = ١٤٤٠م)،تحقيق: محمد اليعلاوي: دار الغرب الإسلامي، بيروت، لبنان،ط الثانية، ١٤٢٧هـ - ٢٠٠٦م

(٣٢٨) مكارم الأخلاق: أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (ت ٢٨١هـ)،تحقيق: مجدي السيد إبراهيم: مكتبة القرآن، القاهرة

(٣٢٩) المنازل والديار: أبو المظفر مؤيد الدولة مجد الدين أسامة بن مرشد بن علي بن مقلد بن نصر بن منقذ الكناني الكلبي الشيزري (ت ٥٨٤هـ)، تحقيق: مصطفى الحجازي: المجلس الأعلى للشئون الإسلامية، لجنة إحياء التراث الإسلامي، القاهر ة، ١٣٨٧هـ – ١٩٦٨م

(٣٣٠) مناهل العرفان في علوم القرآن: محمد عبد العظيم الزُّرْقاني (ت ١٣٦٧هـ): مطبعة عيسى البابي الحلبي،ط الثالثة

(٣٣١) المنتحل: عبد الملك بن محمد بن إسماعيل أبو منصور الثعالبي (ت ٤٢٩هـ)،تحقيق: الشيخ أحمد أبو علي (ت ١٩٣٦م): المطبعة التجارية، عرزوزي وجاويش، الإسكندرية، ١٣١٩هـ

(٣٣٢) المنتخب من مسند عبد بن حميد: أبو محمد عبد الحميد بن حميد بن نصر- الكَسّي- ويقال له: الكَشّي- بالفتح والإعجام (ت ٢٤٩هـ)، تحقيق: الشيخ مصطفى العدوي، دار بلنسية، ط: الثانية ١٤٢٣هـ

(٣٣٣) المنتخب من معجم شيوخ السمعاني: عبد الكريم بن محمد التَّميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (ت ٥٦٢هـ)،دراسة وتحقيق: موفق بن عبد الله بن عبد القادر: دار عالم الكتب، الرياض،ط الأولى، ١٤١٧هـ

(٣٣٤) المنجد في اللغة: علي بن الحسن الأزدي، أبو الحسن الملقب بـ «كراع النمل» (ت بعد ٣٠٩هـ)،تحقيق: د. أحمد مختار عمر، د. ضاحي عبد الباقي: عالم الكتب، القاهرة،ط الثانية، ١٩٨٨م

(٣٣٥) موارد الظمآن لدروس الزمان: عبد العزيز بن محمد بن عبد المحسن السلمان (ت ١٤٢٢هـ)،ط الثلاثون، ١٤٢٤هـ

(٣٣٦) الموازنة بين شعر أبي تمام والبحتري: أبو القاسم الحسن الآمدي (ت ٣٧٠ هـ)،المجلد /١-٢: تحقيق: السيد أحمد صقر: دار المعارف، ط الرابعة ،المجلد /٣: تحقيق: د. عبد الله المحارب: مكتبة الخانجي، ط الأولى، ١٩٩٤م

(٣٣٧) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (ت ٩٢٣هـ): المكتبة التوفيقية، القاهرة، مصر

(٣٣٨) موسوعة الرقائق والأدب: ياسر بن أحمد بن محمود بن أحمد بن أبي الحمد الكويس الحمداني

(٣٣٩) الموضوعات: جمال الدين عبد الرحمن ابن الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، ضبط وتقديم وتحقيق: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية بالمدينة المنورة، ط: الأولى، جـ ١، ٢: ١٣٨٦هـ - ١٩٦٦م، جـ ٣: ١٣٨٨هـ - ١٩٦٨م

(٣٤٠) الموطأ: مالك بن أنس،صححه ورقمه وخرج أحاديثه وعلق عليه: محمد فؤاد عبد الباقي: دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٥م

(٣٤١) ميزان الاعتدال في نقد الرجال: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، تحقيق: علي محمد البجاوي، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، لبنان، ط: الأولى، ١٣٨٢هـ - ١٩٦٣م

(٣٤٢) الميسر في شرح مصابيح السنة: فضل الله بن حسن بن حسين أبو عبد الله، شهاب الدين التُّورِبِشْتِي (ت ٦٦١هـ)،تحقيق: د. عبد الحميد هنداوي: مكتبة نزار مصطفى الباز،ط الثانية، ١٤٢٩هـ

(٣٤٣) نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)،تحقيق: حمدي عبد الجيد السلفي: دار ابن كثير، دمشق، بيروت،ط الثانية ، ١٤٢٩هـ - ٢٠٠٨م

(٣٤٤) نجاح القاري شرح صحيح البخاري: يوسف أفندي زاده (١٠٨٥ - ١١٦٧ هـ)،ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي،إشراف: عبد الحفيظ محمد علي بيضون: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(٣٤٥) النجم الوهاج في شرح المنهاج: كمال الدين، محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدَّمِيري أبو البقاء الشافعي (ت ٨٠٨هـ)،تحقيق: لجنة علمية: دار المنهاج، جدة،ط الأولى، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م

(٣٤٦) النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة: يوسف بن تغري بردي بن عبد الله الظاهري الحنفي، أبو المحاسن، جمال الدين (ت ٨٧٤هـ): وزارة الثقافة والإرشاد القومي، دار الكتب، مصر

(٣٤٧) نزهة الأبصار بطرائف الأخبار والأشعار: عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد بن درهم (ت ١٣٦٢هـ): دار العباد، بيروت

(٣٤٨) نزهة الألباب في قول الترمذي "وفي الباب": أبو الفضل، حسن بن محمد بن حيدر الوائليّ الصنعانيّ،تقريظ: عبد الله بن محمد الحاشدي: دار ابن الجوزي، السعودية،ط الأولى، ١٤٢٦هـ

(٣٤٩) نسب قريش: مصعب بن عبد الله بن مصعب بن ثابت بن عبد الله بن الزبير، أبو عبد الله الزبيري (ت٢٣٦هـ)،تحقيق: ليفي بروفنسال: دار المعارف، القاهرة،ط الثالثة

(٣٥٠) نشر طيّ التعريف في فضل حملة العلم الشريف والرد على ماقتهم السخيف: محمد بن عبد الرحمن، أبو حامد، جمال الدين الحبيشي الوَصَابي الشافعي (ت ٧٨٦هـ): دار المنهاج، جدة،ط الأولى، ١٤١٧هـ

(٣٥١) نصب الراية لتخريج أحاديث الهداية: جمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف بن محمد الزيلعي (ت ٧٦٢هـ)، مع بغية الألمعي فيما فاته الزيلعي للحافظ قطلوبغا الحنفي، تصحيح وتحشية: عبد العزيز الديوبندي الفنجاني، محمد يوسف الكاملفوري،تحقيق: محمد عوامة: مؤسسة الريان، بيروت، لبنان - دار القبلة للثقافة الإسلامية، جدة، السعودية،ط الأولى، ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م

(٣٥٢) النصرانية وآدابها بين عرب الجاهلية: رزق الله بن يوسف بن عبد المسيح شيخو (ت ١٣٤٦هـ)

(٣٥٣) نصيحة أهل الحديث: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)،تحقيق: عبد الكريم أحمد الوريكات: مكتبة المنار، الزرقاء،ط الأولى، ١٤٠٨

(٣٥٤) نضرة النعيم في مكارم أخلاق الرسول الكريم ﷺ : عدد من المختصين بإشراف الشيخ صالح بن عبد الله بن حميد إمام وخطيب الحرم المكي: دار الوسيلة، جدة، ط الرابعة

(٣٥٥) نفحة اليمن فيما يزول بذكره الشجن: أحمد بن محمد بن علي بن إبراهيم الأنصاري الشرواني (ت ١٢٥٣هـ): مطبعة التقدم العلمية، مصر ،ط الأولى، ١٣٢٤هـ

(٣٥٦) نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب، وذكر وزيرها لسان الدين بن الخطيب: شهاب الدين أحمد بن محمد المقري التلمساني (ت ١٠٤١هـ)،تحقيق: إحسان عباس: دار صادر، بيروت، لبنان

(٣٥٧) نهاية الأرب في فنون الأدب: أحمد بن عبد الوهاب بن محمد القرشي التيمي البكري، شهاب الدين النويري (ت ٧٣٣هـ): دار الكتب والوثائق القومية، القاهرة،ط الأولى، ١٤٢٣هـ

(٣٥٨) نهاية الأرب في معرفة أنساب العرب: أبو العباس أحمد بن علي القلقشندي (ت ٨٢١هـ)،تحقيق: إبراهيم الإبياري: دار الكتاب اللبناني، بيروت،ط الثانية، ١٤٠٠هـ - ١٩٨٠م

(٣٥٩) نيل الأوطار: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (ت ١٢٥٠هـ)،تحقيق: عصام الدين الصبابطي: دار الحديث، مصر ،ط الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م

(٣٦٠) الوافي بالوفيات: صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (ت ٧٦٤هـ)،تحقيق: أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى: دار إحياء التراث، بيروت،عام النشر:١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م

(٣٦١) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي (ت ٦٨١هـ)،تحقيق: إحسان عباس: دار صادر، بيروت

(٣٦٢) ولاية الله والطريق إليها (قطر الولي على حديث الولي): محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (ت ١٢٥٠هـ)،تحقيق: إبراهيم إبراهيم هلال: دار الكتب الحديثة، مصر، القاهرة

(٣٦٣) هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢) ، التخريج الثاني: محمد ناصر الدين الألباني، تحقيق: علي بن حسن بن عبد الحميد الحلبي [ت ١٤٤٢ هـ]، دار ابن القيّم ، دار ابن عفان، ط: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م

(٣٦٤) هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين: إسماعيل باشا البغدادي (ت ١٣٩٩ هـ)، طبع بعناية وكالة المعارف الجليلة في مطبعتها البهية استانبول ١٩٥١، تصوير: دار إحياء التراث العربي بيروت

(٣٦٥) يتيمة الدهر في محاسن أهل العصر: عبد الملك بن محمد بن إسماعيل أبو منصور الثعالبي (ت ٤٢٩ هـ)،تحقيق: د. مفيد محمد قميحة: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،ط الأولى، ١٤٠٣هـ

یادداشت